قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ

بعون تعالیٰ شانہ وحسن توفیقہ وبطفیل رسول انام علیہ الصلوٰۃ والسلام حسب فرمایش

محبوب الرغائب

ترجمہ

اسنی المطالب فی نجاۃ ابی طالب

اردوئے شیرین زبان میں حسب خواہش اہل بیت کرام جناب مولانا مولوی حاجی محمد نجم الدین علی خان صاحب مد ظلہ العالی مدراسی

در مطبع محبوب شاہی واقع حیدرآباد دکن طبع گردید شد
۱۳۱۲

قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودة فی القربیٰ

بعونہ تعالیٰ شانہ وحسن توفیقہ وبطفیل رسول انام
علیہ الصلوٰۃ والسلام نسخۂ متبرکہ جدید موسوم بہ

محبوب الرغائب

ترجمۂ

لب لباب اسنی المطالب فی نجاۃ ابی طالب

از واعظ شیرین بیان عاشق اہل بیت کرام جناب مولانا مولوی حاجی
محمد نجم الدین صاحب عباسی حال متوطن حیدرآباد دکن باہتمام محمد عبدالرحمن قریشی

در مطبع محبوب شاہی واقع حیدرآباد دکن طبع شد



بسم الله الرحمن الرحيم

هو الذي فاطر السموات والارض عالم الغيب والشهادة ورب
كل شئ ومليكه اشهد ان لا اله الا هو وحده لا شريك له
واشهد ان محمدا عبده ورسوله اللهم صل على سيدنا
محمد النبي الامي الذي ارسلته رحمة للعالمين عدد ما في علمك
وزنة ما في علمك وعدد خلقك وعدد كل ذرة اضعافا مضاعفة
في كل يوم ولمحة ولحظة وطرفة عين يطرف بها اهل السموات
والارض وعلى اهل بيته الذي قال في حقه قل لا اسئلكم عليه اجرا
الا المودة في القربى وعلى صحبه الذين قال في حقهم رضي الله عنهم

ورضوا عنہ اجمعین الی یوم الدین۔ بعد حمد و صلوٰۃ خادم الواعظین محمد نجم الدین علی مدراسی حال متوطن حیدرآباد دکن عاشقان اہل بیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ نجات ابی طالب عم نبی صلی اللہ علیہ وسلم مین جو گفتگو علما سنت وجماعت نے کی وہ علی سبیل الاختلاف ہے جس طرف جسکی راے گئی اوسی کے مناسب اوس نے دلایل وبراہین قایم کر دیے ہین ہمیشہ طبیعت جویا ایسی کتاب کی رہی جس سے یہہ اختلاف رفع ہو اور دل ایک سو ہو آجکل میرے نظر سے ایک کتاب گزری جسکا نام اسنی المطالب فی نجات ابیطالب ہے سید احمد بن سید زینی دحلان شیخ العلماء الاعلام مسجد الحرام نے اوسے تصنیف فرمایا زاد اللہ شرفا وتعظیما کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ اسی بحث کو علامۂ بزرگ مولانا سید محمد بن رسول البرزنجی نے ۱۱۰۰ ہجری مین بہت زور سے لکھا ہے اور دلائل ساطعہ اور براہین لامعہ سے نجات حضرت ابوطالب کو اسطرح ثابت کیا ہے کہ گویا شب تار مین چراغ روشن کر کے وہ چیز دکہادی جو تاریکی کے وجہ سے دکہائی نہین دیتی تھی۔ یا یون کہا جاوے کہ جو چیز بوجہ بُعد نظر دو صورت سے دیکہی جاتی تھی اور ہر یک کا خیال وہ صورت پیدا کرتا تھا جس سے بشبہ ایک صورت معلوم نہ کی جاوے علامۂ موصوف نے قریب لاکر

آنکھون کے سامنے کر دیا جس سے آیندہ کسی کو شک و شبہ نہ رہ سکے
یہ کتاب مولانا نے دقیق اسقدر کر دی ہے جس کے فہم معنی کے واسطے
ضرورت کافی استعداد کی ہے اسکی تسہیل شیخ دحلان محدث نے کی
اور بہت کچھ اہتمام فرمایا کہ عبارت بزبانِ رم کی وقت غیر ورک
نرہے۔ یہ کتاب اسنی المطالب فی نجات ابی طالب اگرچہ نہایت سلیس
عبارت مین تحریر فرمایا ہے تاہم اسکا فائدہ اونہین کے واسطے خاص ہے
جو دولت عربیت سے کامیاب اہن عام وہ لوگ اس سے فائدہ نہین اوٹھا سکتے
جو بجز اردو زبان کے عربی استعداد نہین رکھتے پس عاصی نے بنظر فائدہ
عام اردو زبان مین اوسکا ترجمہ کیا تاکہ کسی کو نجات حضرت ابیطالب مین
شبہہ نہ رہے اور ہر شخص اپنا شبہہ رفع کر کے مستحق نجات ہو۔
ترجمہ کے ساتھ اصل کتاب بھی چھاپ دی گئی تاکہ ترجمہ کی افراط و تفریط
اوس کے مقابلہ و ملاحظہ سے غیر مشہود نہ رہ سکے۔ چونکہ یہ ترجمہ سلطان سپہر
آستان آفتاب دولت و اقبال اعلحضرت قدر قدرت رستم دوران
فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک میر محبوب علی خان بہادر
آصف جاہ نظام دکن خلد اللہ ملکہ و دولتہ کے عہد معدلت مہد
مین ہوا اور انہین کے دار الحکومت مین اس وجہ سے اس کا نام
محبوب الرغائب رکھا تاکہ اس کے ساتھ بادشاہِ عہد کا

نام گرامی بھی یادگار رہے اللہ تعالیٰ اسی عاصی مترجم کی مشکور فرماوے اِنَّہٗ قَرِیْبٌ مُجِیْبُ الدَّعَوَات اور اس کے صلہ مین شفاعتِ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم میرے حق مین قبول اور دنیا مین محبت اہل بیت اور مرنا خاک پاک مدینہ طیبہ مین اور خاک ہوجانا اوسی زمین مقدسہ ومطہرہ مین بقول شہیدی ؎ تمنا ہے درختون پر ترے روضہ کے جابیٹھون قفس جسوقت ٹوٹے طایرِ روحِ مقید کا ۭ یارب اپنے فضل وکرم سے پادشاہ دکن جس کے نام سے یہ کتاب شہرت پاویگی اون کو اور اون کے وزیر باتوقیر قدردان علم وہنر پایہ شناس اہل جوہر نواب وقار الامرا بہادر ادام اللہ اقبالہ جن کے عہد وزارت مین یہ عاصی نے ترجمہ کیا اور جمیع ارکان دولت اور ندما صحبت اور تمام مسلمانون کو اطاعت شرع شریف اور محبت اہل بیت کی توفیق دے آمین ثم آمین۔

آنکھون کے سامنے کردیا جس سے آیندہ کسی کو شک و شبہ نرہ سکے
یہ کتاب مولانا نے دقیق اسقدر کردی ہے جس کے فہم معنی کے واسطے
ضرورت کافی استعداد کی ہے اسکی تسہیل شیخ دحلان محدث نے کی
اور بہت کچھ اہتمام فرمایا کہ عبارت برزنجی رح کی وقت فہم درک
نرہے۔ یہ کتاب اسنی المطالب فی نجات ابی طالب اگرچہ نہایت سلیس
عبارت مین تحریر فرمایا ہے تاہم اسکا فائدہ اونہین کے واسطے خاص ہے
جو دولت عربیت سے کامیاب ہین عام وہ لوگ اس سے فائدہ نہین اوٹھاسکتے
جو بجز اردو زبان کے عربی استعداد نہین رکہتے پس عاصی نے بنظر فائدہ
عام اردو زبان مین اوسکا ترجمہ کیا تاکہ کسی کو نجات حضرت ابیطالب مین
شبہہ نرہے اور ہر شخص اپنا شبہہ رفع کرکے مستحق نجات ہو۔
ترجمہ کے ساتھ اصل کتاب بھی چھاپدی گئی تاکہ ترجمہ کی افراط و تفریط
اوس کے مقابلہ و ملاحظہ سے غیر مشہود نرہ سکے۔ چونکہ یہ ترجمہ سلطان بے
آستان آفتاب دولت و اقبال اعلیحضرت قدر قدرت رستم دوران
فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک میر محبوب علی خان بہادر
آصف جاہ نظام دکن خلد اللہ ملکہ و دولتہ کے عہد معدلت مہد
مین ہوا اور انہین کے دارالحکومت مین اس وجہ سے اس کا نام
محبوب الرغائب رکہا تاکہ اس کے ساتھ بادشاہ عہد کا

نام گرامی بھی یادگار رہے اللہ تعالی سعی عاصی مترجم کی مشکور فرماوے اِنَّہٗ قَرِیْبٌ مُجِیْبُ الدَّعَوَاتِ اور اس کے صلہ مین شفاعت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم میرے حق مین قبول اور دنیا مین محبت اہل بیت اور مرنا خاک پاک مدینہ طیبہ مین اور خاک ہوجانا اوسی زمین مقدسہ ومطہرہ مین بقول شہیدی سہ تمنا ہے درختون پر ترے روضہ کے جا بیٹھون قفس جس وقت ٹوٹے طایر روح مقید کا ۵ یارب اپنے فضل وکرم سے پادشاہ دکن جس کے نام سے یہہ کتاب شہرت پاویگی اون کو اور اون کے وزیر با توقیر قدردان علم وہنر پایہ شناس اہل جوہر نواب وقار الامرا بہادر ادام اللہ اقبالہ جن کے عہد وزارت مین یہ عاصی سے نے ترجمہ کیا اور جمیع ارکان دولت اور ندما صحبت اور تمام مسلمانون کو اطاعت شرع شریف اور محبت اہل بیت کی توفیق دے آمین ثم آمین۔

انکھون کے سامنے کردیا جس سے آیندہ کسی کو شک شبہ نرہ سکے
یہ کتاب مولانا نے دقیق اسقدر کردی ہے جس کے فہم معنی کے واسطے
ضرورت کافی استعداد کی ہے اسکی تسہیل شیخ دحلان محدث نے کی
اور بہت کچھ اہتمام فرمایا کہ عبارت برزنجی رح کی وقت غیر درک
نر ہے۔ یہ کتاب اسنی المطالب فی نجات ابی طالب اگرچہ نہایت سلیس
عبارت مین تحریر فرمایا ہے تاہم اسکا فائدہ اونہین کے واسطے خاص ہے
جو دولت عربیت سے کامیاب ہین عام وہ لوگ اس سے فائدہ نہین اوٹھا سکتے
جو بجز اردو زبان کے عربی استعداد نہین رکہتے پس عاصی نے بنظر فائدہ
عام اردو زبان مین اوسکا ترجمہ کیا تاکہ کسی کو نجات حضرت ابیطالب مین
شبہ نرہے اور ہر شخص اپنا شبہہ رفع کرکے مستحق نجات ہو۔
ترجمہ کے ساتھ اصل کتاب بھی چھاپدی گئی تاکہ ترجمہ کی افراط و تفریط
اوس کے مقابلہ و ملاحظہ سے غیر مشہود نرہ سکے۔ چونکہ یہ ترجمہ سلطان
آستان آفتاب دولت واقبال اعلیحضرت قدر قدرت رستم دوران
فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک میر محبوب علی خان بہادر
آصف جاہ نظام دکن خلد اللہ ملکہ و دولتہ کے عہد معدلت مہد
مین ہوا اور انہین کے دار الحکومت مین اس وجہ سے اس کا نام
محبوب الرغائب رکھا تاکہ اس کے ساتھ بادشاہ وقت کا

نام گرامی بھی یادگار رہے اللہ تعالی اسی عاصی مترجم کی مشکور فرماوے اِنَّہٗ
قَرِیْبٌ مُجِیْبُ الدَّعْوَات اور اس کے صلہ مین شفاعتِ نبی کریم
صلے اللہ علیہ وسلم میرے حق مین قبول اور دنیا مین محبت اہل بیت اور
مرنا خاک پاک مدینہ طیبہ مین اور خاک ہوجانا اوسی زمین مقدسہ ومطہرہ
مین بقول شہیدی ؎ تمنا ہے درختون پر ترے روضہ کے جا بیٹھے
قفس جسوقت ٹوٹے طایر روح مقید کا ٭ یارب اپنے فضل وکرم سے
پادشاہ دکن جسکے نام سے یہ کتاب شہرت پاویگی اون کو اور
اون کے وزیر با توقیر قدردان علم وہنر پایہ شناس اہل جوہر
نواب وقار الامرا بہادر ادام اللہ اقبالہ جن کے عہد وزارت مین
یہ عاصی نے ترجمہ کیا اور جمیع ارکان دولت اور ندما صحبت اور تمام
مسلمانون کو اطاعت شرع شریف اور محبت اہل بیت کی توفیق
دے آمین ثم آمین۔

اسنى المطالب فى نجات ابى طالب

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه
اجمعين **اما بعد** فيقول العبد الفقير خادم طلبة العلم بالمسجد الحرام
كثير الذنوب والآثام المرتجى من ربه الغفران احمد بن زيني دحلان قد
وقفت على تأليف جليل للعلامة النبيل مولانا السيد محمد بن رسول البرزنجى

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه اجمعين
حمد وصلوة کے بعد بندۂ فقیر گنہگار مسجد حرام کے طلبہ علم کا خادم اپنے
پروردگار سے امیدوار غفران احمد بن زینی دحلان کہتا ہے کہ علامہ
مکرم مولانا سید محمد بن رسول البرزنجی کہ جنہون نے سنہ گیارہ سو تین
ہجری مین انتقال فرمایا انکی ایک معظم تالیف پر مین نے اطلاع پائی جو
نجات والدین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان مین ہے اور جس کے
خاتمہ مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کے نجات کا بیان ہے
جسمین علامہ موصوف نے انکی نجات کو ثابت کیا ہے اور اسپر کتاب

المتوفی سنة الف ومائة وثلاثة فی نجاة ابوی النبی صلی الله علیه وسلم وذیله فی اخره بخاتمة فی نجاة ابیطالب عم النبی صلی الله علیه وسلم واثبت نجاته واقام ادلة علی ذلك وبراهین من الکتاب والسنة واقوال العلماء یحصل لمن تاملها انه ناج بیقین مع بیان معان صحیحة للنصوص التی تقتضی خلاف ذلك حتی صارت جمیع النصوص صریحة فی نجاته وسلك فی ذلك مسلکا ما سبقه الیه احد بحیث ینقاد لادلته کل من انکر نجاته

وسنت واقوال علماء سے ایسے ادلہ قایم کیا ہے کہ اون مین جو شخص تامل کرے اوسکو اس امر کا یقین حاصل ہو جاویگا کہ وہ ناجی ہین اور اس کے ساتھ علامہ نے صحیح معانی اون نصوص کے بھی بیان کر دیے ہین جو اسکے خلاف کے مقتضی تھے یہانتک کہ تمامی نصوص اونکی نجات پر صریح الدلالت ہو گئے۔ اور علامہ نے اسبارہ مین ایسا مسلک اختیار کیا ہے کہ نجات ابی طالب کا ہر ایک منکر ہیلمنکے ادلہ کا مطیع ہو جائے یہہ وہ مسلک ہے کہ انکے پیشتر کسی سے نے اسپر نہین چلا اور قائلین عدم نجات کے ہر ایک دلیل کو اونہی پر لوٹ دیا اور اوسیکو نجات کی دلیل بنا دیا۔ اور ہر ایک شبہہ کو جسپر عدم نجات کے قائلین نے تمسک کیا ہے بیان کرکے اوسکی تردید اور اپنے دعوی پر دلیل قایم کی۔ چونکہ ان مباحث مین بعض ایسے دقیق

وجهد وكل دليل استدل به القائلون بعدم نجاته قلبه عليهم وجعله دليلا
لنجاته وتتبع كل شبهة تمسك بها القائلون بعدم النجاة وازال ما اشتبه عليهم
بسببها واقام دليلا على دعواه وكان فى بعض تلك المباحث مواضع دقيقة
لا يفهمها الا الفحول من العلماء ويعسر فهمها على القاصرين من طلبة العلم
وبعض تلك المباحث زائدة عن اثبات المطلوب ذكرها تقوية لما اثبته
وكشفا للحجاب كل محجوب فاردت ان الخص فى هذه الوريقات المقاصد

مقام تھے کہ جنکو علماء جید کے سوا سب اور لوگ نہین سمجھہ سکتے تھے اور اونکا سمجھنا
کم مایہ طالب العلمون پر دشوار تھا اور بعض مباحث اثبات مطلوب سے زاید
تھے جنکو صرف تقویت اور زیادتی انکشاف کے واسطے ذکر کیا تھا
اس لئے مین نے اون مقاصد کے خلاصہ کرنے کا ارادہ کیا کہ جن
سے علامہ نے نجات ابیطالب کو ثابت کیا ہے تاکہ اوسکا عارف
ہر محفل مین غالب رہے اور مین نے ان دقیق مباحث کے عبارات
سلیس کرنے مین حتی الامکان سعی کی اور مقصود سے جو امور زاید تھے
اونکو حذف کیا اور اس قضیہ کے مناسب جو کلام کو مواہب لدنیہ اور
سیرت حلبیہ مین پایا اوسکو داخل کیا۔ پس ایک عمدہ مجموعہ جو تحصیل مراد کیواسطے
کافی اور انشاء اللہ تعالی اوس کے مطالعہ کرنے والے کے لئے نافع
ہو مرتب ہو گیا اور اسکا نام مین نے اسنی المطالب فی نجات ابیطالب

التی اثبت بہا بخاۃ ابیطالب لیکون من عرفہا فی کل محفل ہو الغالب واجتہدت فی تسہیل عبارات تلک المباحث الدقیقۃ حسب الامکان وحذفت ما کان زائداً عما ہو المقصود بالبیان وزدت کلاماً یتعلق بذلک وجدتہ فی المواہب اللدنیہ والسیرۃ الحلبیۃ لہ مناسبۃ لہذہ القضیۃ فجاء الجمیع وافیاً بتحصیل المرام نافعاً انشاء اللہ کل من وقف علیہ من العباد وسمیت ہذا المؤلف ﴿اسنی المطالب فی نجات ابی طالب﴾ واسأل اللہ تعالی الاعانۃ والتوفیق والاخلاص والقبول

رکہا اور اللہ تعالی سے بوسیلہ مرتبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اعانت وتوفیق واخلاص وقبول اور حسن خاتمہ کا سائل ہوں۔ پس مین کہتا ہون کہ علامہ برزنجی نے حجج وبراہین سے اولاً ایمان ابی طالب کو اور بعدازان اونکے نجات کو ارجح اقوال محققین سے ثابت کیا۔ لیکن ایمان کا اثبات اولاً معنی ایمان کے معرفت پر موقوف ہے۔ اور اوسکا معنی شرعاً وحدانیت خدا اور رسالت رسول ہدی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی تصدیق قلبی اور ان امور کا سچ جاننا ہے جنکو آپ نے خدا کے طرف سے لایا اور اسلام شرع مین افعال ظاہرہ شرعیہ کے اتباع کا نام ہے اور اسی پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہہ ارشاد دلالت کرتا ہے اَلْاِسْلَامُ عَلَانِیَۃٌ وَالْاِیْمَانُ فِی الْقَلْبِ یعنے اسلام علانیہ ہوتا ہے اور ایمان قلب مین۔ پس ایمان واسلام دونون کبہی جمع ہو جاتے ہین۔ اور یہ اجتماع اوس شخص مین ہوتا ہے

وحسن الختام بجاه سیدنا محمد علیه وعلی آله وصحبه افضل الصلوٰۃ والسلام

فاقول ان العلامۃ البرزنجی اثبت اولاً حصول الایمان لابی طالب بالحجج والبراھین ثم اثبت له النجاۃ وخرج ذلک علی ارجح الاقوال عند المحققین اما اثبات الایمان فانه یتوقف اولاً علی معرفۃ معنی الایمان ومعناہ شرعا التصدیق القلبی بوحدانیۃ اللہ تعالی ورسالۃ النبی صلی اللہ علیه وسلم والتصدیق بکل ما جاء به عن اللہ تعالی واما الاسلام شرعا فھو الانقیاد

جو شہادتین کی تصدیق دل سے اور اوسکا اقرار زبان سے کرے۔ اور اوس منافق مین جو بظاہر کلمہ بھی پڑہتا ہے اور احکام اسلام کی اتباع بھی کرتا ہے صرف اسلام پایا جائیگا۔ بغیر ایمان کے کیونکہ وہ دل مین مکذب ہے اور جو شخص دل مین سچ جانتا ہو مگر عناد سے نہ کلمہ پڑھے اور نہ افعال ظاہرہ شرعیہ کا عامل ہو تو اوسمین صرف ایمان پایا جائیگا بغیر اسلام کے۔ یہ بات اون اکثر علماء یہود مین تھی جو سیدنا رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا تہا کہ آپ سچے رسول ہین مگر اونہون نے نہ کلمہ پڑہا اور نہ آپکی اتباع کی۔ انہین کی شان مین خدا نے فرمایا ہے یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَاءَهُمْ سورہ بقر یعنے پہچانتے ہین اوسکو جیسے پہچانتے ہین اپنے بیٹون کو۔ پس ان لوگون نے آپکی رسالت کا اقرار صرف عناد سے نہین کیا اور دعوی رسالت مین آپ کے صادق

بالافعال الظاهرة الشرعية ویدل لهذا قوله صلی الله علیه وسلم الاسلام علانیة والایمان فی القلب فقد یجتمعان وذلک فی المصدق بقلبه المقر بالشهادتین وینفرد الاسلام عن الایمان فی المنافق الذی ینطق بالشهادتین وینقاد لاحکام الاسلام ظاهرا وهو بقلبه مکذب غیر مصدق وینفرد الایمان عن الاسلام فیمن یصدق بقلبه ولا ینطق بالشهادتین عنادًا ولا ینقاد للافعال الظاهرة الشرعیة وذلک ککثیر من علماء

ہونے کا اون کے دلون مین پورا اعتقاد تھا۔ پس یہہ لوگ باطن مین مومن تھے اور ظاہر مین بوجہ عناد منکر۔ پس اونکو یہہ باطنی ایمان کچھ نفع دیگا کیونکہ انکی ظاہری تکذیب بوجہ عناد تھی۔ مگر ظاہری اتباع نہ کرنی اور کلمہ شہادتین کا نہ پڑہنا اگر صرف کسی عذر سے ہو نہ عناد کیوجہ سے تو ایمان باطنی ایسے مومن کو اللہ کے پاس دار آخرت مین فی الحقیقت نفع دیگا لیکن ظاہر مین اوسکے ساتھ کفار کا معاملہ کیا جائیگا۔ اور بحسب احکام دنیا کہا جائیگا کہ وہ کافر ہے۔ اور جو عذر کہ انقیاد ظاہری کا مانع ہوتا ہو اوسکے کئے سبب ہین۔ مثلاً ظالم سے اس امر کا خوف کہ اگر اسلام ظاہر کیا جاسے تو قتل کردے یا ایسی اذیت پہونچائے کہ جسکی برداشت نہو سکے یا اولاد و اقارب سے کسی کو اذیت پہونچاے اس صورت مین اخفاء اسلام جائز ہے بلکہ اگر ظالم کلمہ کفر کے کہنے پر مجبور کرے تو

لواکرهه الظالم علی التلفظ بالکفر فانه یجوز له ان یتلفظ به وقد
اشار سبحانه وتعالی الی هذا بقوله الامن اکرہ وقلبه مطمئن بالایمان
ولکن من شرح بالکفر صدرا فعلیهم غضب من الله ولهم عذاب عظیم
ومن هذا القبیل امتناع ابی طالب من الانقیاد فی الظاهر خوفا علی ابن
اخیه وهو سیدنا محمد صلی الله علیه وسلم فانه کان یحمیه وینصرہ
ویدفع عنه کل اذی لیبلغ رسالة ربه وکان کفار قریش

صرف حمیت کے سبب سے حمایت و نصرت کرتے ہین نہ بوجہ اتباع
دین - بلکہ اوس حمیت کے وجہ سے جو عرب مین مشہور تھی - اور باطن مین
انکا قلب بوجہ مشاہدہ معجزات کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق سے
لبریز تھا چنانچہ ان تمام کی تصریح قریب آویگی - اور ظاہر مین ایسے الفاظ
کہتے تھے کہ جن سے تصدیق قلبی معلوم ہوتی تھی اور اسی امر کے شبہہ
وتہمت کو کہ وہ نبی کا تابع ہے دفع کرنے کے غرض سے دوسرے
ایسے الفاظ بھی کہتے تھے کہ جن سے کفار سمجتے تھے کہ وہ اونہی کے
دین پر ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع نہین ہے تاکہ قریش انکی
حمایت و نصرت کو چلنے دین - اس کے بعد برزنجی نے نطق تہادتین
کے متعلق علماء کا اختلاف بیان کیا کہ ایا یہ ایمان کا جزء ہے یا اجراء
احکام دینویہ کے لئے شرط ہے - پس جزء ہونے کی صورت مین

يمتنعون من ايذاء النبي صلى الله عليه وسلم رعاية لابي طالب و لحمايته وكانت رياسة قريش بعد عبد المطلب لابي طالب فكان امره عليهم نافذا وحمايته عندهم مقبولة لعلمهم بان ابا طالب على ملتهم ودينهم ولو علموا انه اسلم وتبع النبي صلى الله عليه وسلم فانهم لا يقبلون حمايته ونصرة بل كانوا يقاتلونه ويؤذونه ويفعلون معه من الاذى اكثر مما يفعلونه بالنبي صلى الله عليه وسلم ولا شك ان هذا عذر

باوجود قدرت کے اوسکا تارک کافر ہوگا۔ اور ہمیشہ آگ مین رہیگا۔ اور شرط ہونے کی صورت مین اوسکا تارک ہمیشہ آگ مین نہ رہیگا۔ پس کہا شرح تمہید مین سفاقسی نے کہا ہر کہ ایمان کا صرف تصدیق ہونا یہی روایت صحیحہ ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔ اور علامہ عینی نے شرح بخاری مین کہا ہے کہ صرف اجراے احکام دنیوی کے لئے اقرار باللسان شرط ہے یہان تک جس نے رسول کی تصدیق جمیع احکام مین کی تو وہ مومن ہے اگرچہ زبان سے اقرار نہ کرے۔ اور حافظ الدین نسفی نے کہا کہ یہی مروی ہے ابی حنیفہ سے۔ اور اسی کے طرف گئے ہین امام ابو الحسن اشعری اصح روایتیں مین اور وہ ابی منصور ماتریدی کا قول ہے اور کتاب مواقف مین امام عضد الدین نے بیان کیا کہ ہمارے نزدیک ایمان اون امور مین رسول کی تصدیق کرنی ہے جنکو اونہون نے لایا اسکا شارح سید شریف نے کہا

قوي لابی طالب مانع من اظہار الانقیاد الظاهر والاتباع للنبی صلی اللہ
علیہ وسلم فلہذا کان یظہر لہم انہ علی دینہم وملتہم وانہ انما یدفع
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاجل القرابة التی بینہ وبینہ و
کانوا یعتقدون انہ انما یحمیہ وینصرہ للحمیة لا للاتباع فی الدین
بل للحمیة التی کانت مشہورة بین العرب وقد کان فی الباطن
قلبہ مملوا بتصدیقہ صلی اللہ علیہ وسلم لما شاہدہ من المعجزات

کہ ہمارے نزدیک امام ابی الحسن اشعری کے پیرو مراد ہین۔ اور غزالی
رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب احیاء العلوم مین اسی مذہب کو ثابت کیا اور اسباب
مین بہت کچھ لکھا ہے۔ اور یہی قول ہے امام الحرمین اور اشاعرہ اور قاضی
باقلانی اور استاذ ابی اسحق اسفراینی کا۔ اور تفتازانی نے اسکو جمہور
محققین کے طرف منسوب اور اوسپر کئی احادیث سے استدلال کیا ہی
کہ جن سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا یہہ قول ہے مَنْ عَلِمَ اَنَّ اللّٰهَ رَبُّهُ
وَاَنِّیْ نَبِیُّهُ صَادِقًا عَنْ قَلْبِهٖ حَرَّمَ اللّٰهُ لَحْمَهُ عَلَی النَّارِ رواہ الطبرانی
فی الکبیر عن عمران بن حصین یعنے جس نے صدق دل سے خدا کو اپنا رب اور مجھکو
اوسکا نبی سمجھے تو خدا اوس کے گوشت کو دوزخ پر حرام کریگا۔ اور طبرانی نے کبیر مین
عمران بن حصین سے روایت کی ہی عثمان بن عفان رض سے بخاری اور مسلم نے
روایت کی ہی کہ فرمایا رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ مَاتَ وَهُوَ یَعْلَمُ اَنَّ

كما سيأتى ايضاح ذلك كله وكان يأتى فى الظاهر بالفاظ تدل على ذالك وبالفاظ اخرى يوهم بها على الكفار انه على دينهم وليس متابعا للنبى صلى الله عليه وسلم ليدفع عن نفسه الشبهة والتهمة من انه متبع للنبى صلى الله عليه وسلم ليتفقد واحمايته ونصرة (ثم ذكر البرزنجى) اختلاف العلماء فى النطق بالشهادتين هل هو

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ یعنی جو شخص مرتے وقت یہہ جانتا ہو کہ خدا کے سوائے اور کوئی معبود نہین ہے تو وہ جنتی ہے ابو سلمة بن نعیم الاشجعی سے طبرانی نے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ لَقِیَ اللهَ لَا یُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللهِ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ — یعنی جس نے اللہ سے ملاقات کی اور اوس کے ساتھ کسی کو شریک نہین ٹھہراتا ہے تو وہ جنتی ہے سلمة بن نعیم الاشجعی رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے آپ نے فرمایا کہ اگرچہ زنا اور چوری کرے۔ غرض اسطرح کے احادیث باب شفاعت مین بہت وارد ہین یہانتک کہ رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم کو لفظ ادنی کے تین مرتبہ تکرار سے کہا جائیگا کہ نکال لو دوزخ سے اوس شخص کو کہ جسکے دل مین رائی کے دانہ سے بھی ادنی ادنی ادنی یعنے کمتر ایمان ہو۔ اور برزنجی نے ایک مستقل فصل لکھی ہے جس مین اس قسم کے بہت سے احادیث ذکر کیا ہے اور یہ تمام حدیثین اس امر پر دلالت کرتی ہین کہ جس کے دل مین رائی کے دانہ سے بھی نہایت ہی کمتر ایمان ہو تو وہ دوزخ مین ہمیشہ نرہیگا۔ اور تفتازانی شرح مقاصد مین اور کمال ابن ہمام مسایرۃ مین اور ابن حجر شرح اربعین مین

شطر أي جز من مسمى الايمان او شرط لاجراء الاحكام الدنيوية فيترتب
على كونه شطرا اي جزا ان تارك ذلك مع القدرة يكون كافرا مخلدا في النار
وعلى كونه شرطا لاجراء الاحكام الدنيوية يكون غير مخلد فقال قال النسفي
في شرح التمهيد ان كون الايمان هو التصديق فقط هو الرواية الصحيحة
عن الامام ابي حنيفة رضي الله عنه وقال العلامة العيني في شرح البخاري
ان الاقرار باللسان شرط لاجراء الاحكام حتى ان من صدق الرسول

نقل کرتے ہین کہ قلب مین ایمان کا رہنا نجات آخرت کی شرط ہے۔ بشرطیکہ نطق بالشہادتین
کا مطالبہ نہوا ہو اگر اسکا مطالبہ ہوا تہا اور اسلام سے عناد و کراہت کیوجہ سے نطق
باز رہا تہا تو وہ نجات نہ پائیگا۔ اس قید سے یہہ سمجہا جاتا ہے کہ مطالبہ کے بعد عذر
صحیح کیوجہ سے نہ انکار و عناد کے سبب سے اگر نطق کو ترک کیا اور اوسکا قلب ایمان سے مطمئن
ہو تو وہ اللہ کے پاس کافر نہوگا بلکہ اگر کفر کے ساتہ تکلم بہی کیا ہو اور یہہ حالت اوسکو
مضرت نہ دیگی اللہ تعالی فرماتا ہی اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ پس یہ تمام
نصوص اس امر پر دلالت کرتے ہین کہ ایمان صرف تصدیق ہی ہے۔ اور ان نصوص کا
مقابل یہہ قول ہے کہ صرف تصدیق کافی نہین ہے بلکہ تصدیق کے ساتہ اقرار
باللسان بہی ضرور ہے پس جو شخص باوجود قدرت کے زبان سے اقرار نہ کریگا وہ دوزخ
مین ہمیشہ رہنے والا ہے اور اکثر اسکے قائل ہین۔ نووی نے شرح مسلم مین اسی
قول پر محدثین و فقہا و متکلمین اہل سنت کا اتفاق نقل کیا ہے۔ اور حکایت اتفاق

فی جمیع ما جاء به فهو مؤمن فیما بینه وبین الله تعالیٰ وان لم یقر بلسانه وقال حافظ الدین النسفی ان ذلك هو المروی عن ابی حنیفة والیه ذهب الامام ابو الحسن الاشعری فی اصح الروایتین عنه وهو قول ابی منصور الماتریدی وقال الامام عضد الدین فی المواقف الایمان عندنا هو التصدیق للرسول فیما علم مجیئه به ضرورة قال شارحه السید الشریف یعنی بقوله عندنا اتباع الامام ابی الحسن الاشعری وقد قرر الغزالی رحمه الله

کے متعلق علماء نے نووی پر اعتراض بھی کیا ہی شرح اربعین مین ابن حجر نے بیان کیا کہ ائمہ اربعہ سے ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ترک لفظ کے سبب سے وہ مومن عاصی ہی بلکہ وہ عقیدہ کہ جسپر جمہور اشاعرہ اور بعض محققین حنفیہ ہین جیسا کہ محقق کمال بن الہمام وغیرہ نے کہا ہی یہ ہے کہ اقرار باللسان صرف اجراء احکام دنیا کی شرط ہی فقط انتہی۔ اس کے بعد برزنجی نے اس امر مین علماء کا اختلاف ذکر کیا کہ آیا شرط ہی تلفظ شہادتین کا الفاظ معروفہ سے یا کافی ہوگا اون الفاظ سے جو ایمان پر دلالت کرین اسباب مین علماء کے دو قول ذکر کیا پس کہا گیا ہے کہ لفظ معروف مشروط ہی اور اوسکا غیر ناکافی ہی۔ اور راجح یہہ ہی کہ لفظ معروف کی خصوصیت مشروط نہین ہی بغیر لفظ معروف بھی ایمان منعقد ہوتا ہے اور برزنجی کی یہہ عبارت ہی۔ پہر معلوم ہو کہ نطق بالشہادتین سے نطق بالفاظ مخصوصہ مراد نہین ہی (اس باب مین امام غزالی کا خلاف ہے) چنانچہ اسکو نووی نے روضہ مین ذکر کیا ہے اور اسکو کل کے طرف منسوب کیا ہی اور اپنی منہاج مین حلیمی

هذا المذهب في احياء علوم الدين واطال فيه وهو قول امام الحرمين وقول
الاشاعرة وقول القاضي الباقلاني والاستاذ ابي اسحاق الاسفرايني و
نسبه التفتازاني الى جمهور المحققين واستدل له باحاديث منها قوله
صلى الله عليه وسلم من علم ان الله ربه واني نبيه صادقاً عن قلبه
حرم الله لحمه على النار رواه الطبراني في الكبير عن عمران بن حصين
وروى البخاري ومسلم عن عثمان بن عفان ان رسول الله صلى الله

سے یہ نقل کیا کہ اس امر مین خلاف نہین ہے کہ ایمان بغیر قول معروف کے
منعقد ہوتا ہی اور وہ کلمہ لا اله الا الله ہی یہانتک کہ اگر کہے لا اله غیرُ اللهِ یا
ما عدا اللهِ یا سوی اللهِ یا ما من اله الا الله یا لا اله الا الرحمن یا لا رحمن
الا الله یا الا الباری تو مثل لا اله الا الله کہنے کے ہی اور ایسا ہی اگر کہے محمد نبی الله
یا مبعوثه یا احمد یا ماحی یا سواے اوس کے یا عجمی لغات مین انہی معانی کے الفاظ تو اوسکا اسلام
صحیح ہوگا اور اوس کے مسلم ہونیکا حکم کیا جائیگا۔ اس کے بعد برزنجی نے کہا کہ تو جبکہ اسکو جان لیا
تو اب ہم کہتے ہین کہ اس باب مین اخبار حد تواتر کو پہونچگئے ہین کہ ابو طالب نبی صلی الله
علیه وسلم کو دوست رکہتے تھے اور تبلیغ دین پر آپکی حفاظت اور نصرت و اعانت
کرتے تھے اور آپ کے ارشادات کی تصدیق کرتے تھے اور اپنی اولاد کو مثل جعفر
و علی کے آپ کی اتباع نصرت کے لئے حکم کرتے تھے اور اپنے اشعار مین نبی صلی الله
علیه وسلم کی ایسی مدح کرتے تھے جو اونکی تصدیق پر دلالت کرتی ہی اور یہ کہتے تھے کہ انکا دین حق ہی

علیہ وسلم قال من مات وھو یعلم ان لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ وروی الطبرانی عن سلمۃ بن نعیم الاشجعی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لقی اللہ لا یشرک بہ شیئا دخل الجنۃ قال قلت یا رسول اللہ وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق قال وفی احادیث الشفاعۃ من ھذا شیٔ کثیر حتی یقال لہ صلی اللہ علیہ وسلم أخرج من النار من فی قلبہ أدنی أدنی أدنی من مثقال حبۃ خردل من ایمان تکریرا دنے

حق ہے پس اون کے مشہور کلام سے ہے یہ شعر ولقد علمت بان دین محمد ٭ من خیر ادیان البریۃ دینا ٭ یعنی بالیقین مجھکو معلوم ہوا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا دین تمام ادیان سے بہتر ہے اور یہ شعر بھی آپکا ہے شعر الم تعلموا انا وجدنا محمدا ٭ رسولا کموسی صح ذلک فی الکتب یعنے ایا تم نے نہین جانا کہ ہم نے پایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول مثل موسی کے ثابت ہے یہہ مضمون کتابون مین - اور آپکی اطاعت کے لئے قریش کو وصیت کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ خدا کی قسم ہے بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو غلبہ ہوگا اور اون کے پاس عرب اور عجم جمع ہو جاوینگے ایسا نہ ہو کہ اور عرب تمپر سبقت لیجائین اور تم سے بڑھکر اونکو سعادت نصیب ہو جائے اور اس وصیت کو بارہا فرمایا کبھی بنی ہاشم سے اور کبھی کافہ قریش سے اور اپنی موت کے قریب قریش کو ایک طویل وصیت کی کہ ای معشر قریش

ثلاث مرات وعقد البرزنجي فصلا مستقلا ذكر فيه كثيرا من الاحاديث وكلها دالة على ان من كان فى قلبه أدنى أدنى أدنى مثقال حبة من ايمان لايخلد فى النار ونقل التفتازانى فى شرح المقاصد والكمال بن الهمام فى المسايرة وابن حجر فى شرح الاربعين ان شرط النجاة فى الآخرة اذا لم يطالب به أي النطق بالشهادتين فاذا طولب به وامتنع عنادا و كراهة للاسلام أى امتنع امتناعا على وجه الاباء عن الاسلام والكراهية

تم برگزیدہ خلایق ہو اور تم قلب ہو عرب کے اور تم مین اطاعت کرنیکے لایق ایک سردار ہے بڑا بہادر اور واسع البیعت۔ اور معلوم کرو کہ عرب مین کوئی کار خیر ایسا ہنین ہے جس کو تم نے حاصل نہ کیا ہو اور کوئی بزرگی ایسی ہنین ہے جس کو تم نے نہ پائی ہو اسی وجہ سے تمکو اور لوگون پر فضیلت ہی اور اسی وجہ سے تم اونکے وسیلہ ہو اور تعظیم کعبہ کے لئے بھی تمکو وصیت کرتا ہون۔ اس مین خدا کی خوشنودی اور معاش کا انتظام اور اتفاق کا ثبات ہے۔ اور صلہ رحم کیا کرو کیونکہ اسمین آیندہ کی کشایش اور تم لوگون کی کثرت ہی۔ اور بغاوت و نافرمانی والدین کو چھوڑ دو انہی اسباب سے اگلی امتین ہلاک ہوئین اور اللہ کے طرف بلانے والے کو قبول کرو اور عطا کرو سائل کو کہ اسمین حیات وممات کی بزرگی ہے۔ اور راستی گفتار ہوا و امانت کو لازم کرلو اس سے خواص محبت کرینگے اور

والعناد فلا يجزي ويفهم من هذا القيد انه لو ترك النطق بعد المطالبة
لا اباء عنه ولا عناد ابل لعذر صحيح وقلبه مطمئن بالايمان انه لا يكون
كافرا فيما بينه وبين الله تعالى بل لو تكلم بالكفر والحالة هذه لا يضره قال تعالے
الا من اكره وقلبه مطمئن بالايمان فهذه النصوص كلها تدل علی ان
الايمان هو التصديق فقط ويقابلها القول بان التصديق وحده لا يكفي
بل لا بد من النطق باللسان مع التصديق فمن لم ينطق مع قدرته كان

عوام مین بزرگی ہوگی اور تم کو وصیت کرتا ہون خیر کی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
کے ساتھ۔ وہ قریش مین امین ہے اور عرب مین سچا۔ اور وہی صفات
مذکورہ کا جامع ہے اور بالتحقیق ایسا امر لایا ہے جسکو دل قبول کرلئے اور
انکار زبان خوف دشمنی سے ہے۔ خدا کی قسم گویا بالتحقیق مین دیکھ رہا ہون کہ
اسکی دعوت کو فقراء عرب اور دوسرے اہل اطراف اور ضعفاء نے قبول
کرلیا ہے اور اس کے کلمہ کی تصدیق اور امر کی تعظیم کی ہے اور سختیان
بھی انپر وارد ہوسے اس کے بعد رؤسا اور صنادید قریش ذلیل اور
اون کے مکان خراب ہوگئے اور ضعفاء سردار بن گئے اب اونمین
کے بڑے سردار اوس کے زیادہ تر محتاج ہین اور بہت دور کے
اشخاص اوس کے پاس سرفراز ہین۔ اوس کے ساتھ عرب نے خالص
دوستی کی ہے اور اپنی اختیار کی رسیون کو اوس کے سپرد کردیا ہے

مخلدا فی النار وقال بھذا کثیرون ونقل النووی فی شرح مسلم
اتفاق اهل السنة من المحدثین والفقهاء والمتکلمین علی هذا القول وعنی صنوا
علیه فی حکایة الاتفاق قال ابن حجر فی شرح الاربعین ان لکل من الائمة
الاربعة قولا بانه مؤمن عاص بترك التلفظ بل الذی علیه جمهور الاشاعرة
وبعض محققی الحنفیة کما قال المحقق الکمال بن الهمام وغیرہ ان الاقرار باللسان
انما هو شرط لاجراء احکام الدنیا فحسب انتهی ثم ذکر اختلاف العلماء فی انه

اے معشر قریش ہو جاؤ تم اوس کے دوست اور اوس کے لشکر کے حامی
خدا کی قسم جو شخص اوس کے طریقہ پر چلیگا رشید ہوگا۔ اور جو شخص اوسکی
ہدایت پر عمل کریگا سعید ہوگا۔ اگر میری زندگی وفا کرتی تو بیشک مین اوس سے
سختیون اور آفتون کو دفع کرتا۔ پس اے واقفینِ وصیت مذکورہ دیکھو کہ
کسطرح پروہ تمام امور واقع ہو گئے جنکو ابو طالب نے سچی فراست سے (جو نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق پر دال ہے) کہا تھا۔ اور ایک مرتبہ یہہ کہا کہ اے
قریش تم محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) سے ہمیشہ خیر ہی سنتے رہے مگر تابع
نہ ہوے پس اطاعت کرو فلاح پاؤ گے۔ اور بالتحقیق ابو طالب قبل از
بعثت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کے آپ کی نبوت سے خبردار
تھے کیونکہ اونھون نے ذکر کیا تھا اسکو خطبہ مین جسوقت نکاح ہوا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کا بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ۔ پس کہا ابو طالب نے

هل يشترط لفظ الشهادتين بلفظهما المعروف أو يكفي الاتيان بغير المعروف مما يدل على الايمان ذكر فيه قولين للعلماء فقيل انه يشترط اللفظ المعروف ولا يكفي غيره والراجح أنه لا يشترط خصوص اللفظ المعروف وان الايمان ينعقد بغير اللفظ المعروف وعبارت البرزنجي ثم ليعلم ان المراد بالنطق بالشهادتين ليس النطق بخصوصها خلافا للغزالي كما ذكر ذلك النووي في الروضة ونسبه الى الجميع فنقل عن الحليمي في منهاجه انه لاخلاف ان

خطبه مین یه اَلحَمدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَنَا مِن ذُرِّيَّةِ اِبرَاهِيمَ وَ زَرعِ اِسمٰعِيلَ وَضِئضِيءِ مَعَدٍّ وَ عُنصُرِ مُضَرَ وَجَعَلَنَا حَضَنَةَ بَيتِهِ وَ سُوَّاسَ حَرَمِهِ وَجَعَلَ لَنَا بَيتًا مَحجُوجًا وَ حَرَمًا اٰمِنًا وَجَعَلَنَا الحُكَّامَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ اِنَّ ابنَ اَخِي هٰذَا مُحَمَّدُ بنُ عَبدِ اللّٰهِ لَا يُوزَنُ بِرَجُلٍ اِلَّا رَجَحَ شَرَفًا وَ نُبلًا وَ فَضلًا وَ عَقلًا وَهُوَ وَاللّٰهِ بَعدَ هٰذَا لَهُ نَبَأٌ عَظِيمٌ وَ خَطَرٌ جَسِيمٌ یعنے حمد ہے اوس جناب باری کی کہ جس نے کیا ہمکو ذریت ابراہیم اور اولاد اسمعیل اور اصل معد اور بنیاد مضر سے اور گردانا ہمکو اپنے مکان کا محافظ اور اپنی حرم کا سیاست کنندہ اور ہمارے لئے گردانا ایک مکان جو حج کرین اور ایک حرم امن دینے والا اور ہمکو خلق پر حاکم بنایا پس میرا یہ بھتیجا محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) شرف وعظمت وفضل وعقل مین کوئی شخص اوسکا مقابلہ نہ کر سکیگا۔ یہہ ایسا شخص ہے کہ چند روز کے بعد شہرت عظیم اور بزرگی جسیم

الایمان ینعقد بغیر القول المعروف وھو کلمة لا اله الا الله حتی لو قال
لا اله غیر الله أو ما عدا الله أو سوی الله أو ما من اله الا الله او لا اله
الا الرحمن أو لا رحمن الا الله أو الا الباري فھو کقوله لا اله الا الله و
کذا لو قال محمد نبی الله أو مبعوثه أو أحمد أو الماحی أو غیر ذلك
باللغات العجمیة صح اسلامه وحکم بکونه مسلما (ثم قال البرزنجی) اذا
علمت ذلك فنقول تواترت الاخبار ان أبا طالب کان یحب النبی صلی الله

حاصل کریگا - یہہ خطبہ بعثت کے پندرہ برس پہلے کا ہے - پس ابوطالب
کی فراست پر نظر کرو قبل از بعثت شان و مرتبت رسالت آپ صلی اللہ
علیہ وسلم کو بیان کیا ہے - جیسا اونہون نے کہا ویسا ہی ہوا - اور یہ بڑی
قوی دلیل ہے ابوطالب کے ایمان و تصدیق کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ جبکہ اونکو خدا نے مبعوث کیا - عقیل ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ
سے تاریخ بخاری مین مذکور ہے کہ قریش نے ابی طالب سے کہا کہ تمہارا
یہہ بھتیجا ہمکو اذیت دے رہا ہے ابوطالب نے نبی صلی اللہ علیہ و
سلم سے کہا کہ تمہارے یہہ چچا زاد بہائی زعم کرتے ہین کہ اونکو تم اذیت
دیتے ہو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم لوگ میرے
دہنے آفتاب اور میرے بائین مہتاب رکھو تو بھی مین اس امر کو
نہ چھوڑونگا یہانتک اللہ تعالی اوسکو ظاہر کرے یا مین ہلاک ہو جاؤن

عليه وسلم ويحوطه وينصره ويعينه على تبليغ دينه ويصدقه فيما يقوله ويأمر اولاده كجعفر وعلى باتباعه ونصره وكان يمدحه فى أشعاره بما يدل على تصديقه وكان ينطق بان دينه حق فمن كلامه المعروف

ولقد علمت بأن دين محمد		من خير اديان البرية دينا

ومن شعره قوله

الم تعلموا أنا وجدنا محمدا		رسولا كموسى صح ذلك فى الكتب

بعدازان رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم روتے ہوے پلٹے ابوطالب نے کہا کہ اے میرے بھتیجے جوامر تمکو محبوب ہے اوسکو کہا کرو قسم ہے خدا کی مین ہرگز تم کو اونکے سپرد نہ کرونگا۔ اور قریش کو کہا کہ خدا کی قسم میرا بھتیجا ہرگز کاذب نہین ہے۔ دیکھو کہ دشمنون کے سامنے بھی جنھون نے شکایت لائی تھی قسمیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نفی کذب کی اور ابوطالب کا یہ قول بھی (زعم کرتے ہین کہ آپ اونکو اذیت دیتے ہین) قابل غور ہے صرف یہہ نہین کہا کہ آپ اونکو اذیت دیتے ہین بلکہ اذیت کو قائلین کے زعم پر محمول کیا اونکا یہ زعم ہے کہ یہہ منجانب اللہ نہین ہے بلکہ آپ کے طرف سے ہے۔ بس ابوطالب نے کہا کہ اگر ہے اذیت جیسا اونکا زعم ہے تو باز آجاؤ لیکن جبکہ کہا آپ نے کہ یہہ یقیناً منجانب اللہ ہے جیسا کہ تمکو اس آفتاب کے دیکھنے سے یقین

وقد أوصى قريشا باتباعه وقال والله لكأنى به وقد غلب ودانت له العرب والعجم فلا يسبقنكم اليه سائر العرب فيكونوا أسعد به منكم وهذه الوصية تكررت منه مرارًا تارة يوصى بها بنى هاشم وتارة يوصى بها كافة قريش وأوصى قريشا عند قرب موته بوصية طويلة ولفظها يا معشر قريش انتم صفوة الله من خلقه وأنتم قلب العرب وفيكم السيد المطاع والمقدام الشجاع والواسع الباع واعلموا أنكم لم تتركوا للعرب فى المآثر

حاصل ہے تو ابوطالب نے آپ کی تصدیق کی اور کہا خدا کی قسم میرا بھتیجا ہرگز جھوٹ نہین کہا۔ اور ابوطالب سے احادیث وکلمات رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم مروی ہین جن سے ظاہر ہے کہ ابوطالب کا قلب ایمان سے لبریز تھا پس انہین سے ہی یہ روایت جنکو خطیب بغدادی نے باسناد صحیح امام جعفر صادق وہ امام محمد باقر سے وہ اپنے پدر امام زین العابدین سے وہ اپنے والد حسین علیہ السلام سے وہ اپنے باپ علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہا کہ مین نے سنا ابوطالب کہتے تھے کہ میرا بھتیجا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) مجھ سے حدیث بیان کی (خدا کی قسم وہ سچا ہے) ابوطالب نے کہے کہ مین اون سے پوچھا کہ یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم کس لئے مبعوث ہوے جواب دیا صلہ رحم اور اقامۃ صلوۃ اور

نصيبا الا آحرزتموه ولا شرفا الا ادركتموه فلكم بذلك على الناس الفضيلة
ولهم به اليكم الوسيلة والناس لكم حرب وعلى حربكم الب وانی أوصيكم
بتعظيم هذه البنية يعنى الكعبة فان فيها مرضاة للرب وقواما للمعاش
وثباتا للوطأة وصلوا ارحامكم فان فى صلة الرحم منسأة أى فسحة
فى الاجل وزيادة فى العدد واتركوا البغى والعقوق ففيهما هلكت القرون
قبلكم واجيبوا داعى الله واعطوا السائل فان فيهما شرف الحياة والممات

ایتاو زکوٰۃ کے لئے۔ صلوٰۃ سے مراد دو رکعت قبل طلوع آفتاب اور دو
رکعت قبل غروب آفتاب ہے جو اوایل اسلام مین تھے یا مراد صلوٰۃ تہجد ہے
کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء بعثت سے اوسکو ادا فرماتے تھے۔
نماز پنجگانہ پر اس صلوٰۃ کا حمل صحیح نہین ہے اسواسطے کہ صلوٰۃ خمسہ شب
معراج مین فرض ہوی اور معراج موت ابوطالب کے ڈیڑھ سال بعد ہوی
بعثت کے دسوین سال نصف شوال مین ابوطالب کا انتقال ہوا انکی عمر
اسی برس چند مہینون کی تھی۔ اور مراد زکوٰۃ سے مطلق صدقہ اور
مہمان نوازی اور یتامی کی بار برداری اور مثل اس کے ہے صدقات مالیہ ہے
اور ابوطالب کثیر الصدقات اور کثیر الضیافات تھے۔ اور زکوٰۃ سے
زکوٰۃ شرعیہ معروفہ اور زکوٰۃ فطر مراد نہین ہے۔ کیونکہ یہہ ہجرت کے
بعد مدینہ منورہ مین فرض ہوی اور یہ تمام امور موت ابوطالب کے

وعليكم بصدق الحديث وأداء الامانة فان فيهما محبة فى الخاص ومكرمة فى العام وأوصيكم بمحمد خيرا فانه الامين فى قريش والصديق فى العرب وهو الجامع لكل ما أوصيتكم به وقد جاء بأمر قبله الجنان وأنكره اللسان مخافة الشنآن وأيم الله كانى انظر الى صعاليك العرب وأهل الاطراف والمستضعفين من الناس قد أجابوا دعوته وصدقوا كلمته وعظموا أمره فخاض بهم غمرات الموت فصارت رؤساء قريش وصناديدها اذنابا ودورها خرابا وضعفاءها اربابا

بعد ہوے۔ خطیب بسند صحیح روایت کی ابورافع مولائی ام ہانی دختر ابوطالب سے کہ سنا مین نے ابوطالب سے کہا کہ مجھکو حدیث کیا میرا برادر زادہ محمد کہ تحقیق اللہ تعالی حکم کیا اوسکو صلہ رحم اور عبادت الٰہی کا اسطرح پر کہ اللہ کے ساتھ اور کسیکی بندگی نہو۔ اور کہا کہ میرے نزدیک محمد صادق وامین ہے۔ اور یہہ بھی ابوطالب نے کہا کہ میرے برادر زادہ نے کہا ہی کہ شکر کرو رزق پاؤگے اور کفران نعمت مت کرو عذاب پاؤگے۔ اور روایت کی ابن سعید وخطیب ابن عساکر نے عمرو بن سعد سے کہ کہا ابوطالب نے کہ ایک وقت مین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم مقام ذی المجاز مین تھے مجھکو تشنگی غالب ہوی مین نے شکایت غلبۂ تشنگی کیا اوس کے نزدیک کوئی شئی نہ تھی اپنی سرین کو تیڑا فرمایا اور اوترا اور ستوجہ فرمایا اپنی ایڑی کو زمین کے طرف دفعتاً پانی پیدا ہوا مجھکو کہا کہ اے چچا پانی پی

ف ایام جاہلیت مین ایک بازار کا نام تھا

واذا أعظمهم عليه احوجهم اليه وأبعدهم منه أحظاهم عنده قد
محضته العرب ودادها واعطته قيادها يا معشر قريش كونوا له ولاة
ولحزبه حماة وفی روایة دونکم وابن ابیکم کونوا له ولاة ولحزبه حماة
والله لا یسلك أحد سبیله الا ارشد ولا یأخذ أحد بهدیه الا سعد
ولو کان لنفسی مدة ولاجلی تأخیر لکففت عنه الهزاهز ولدفعت عنه
الدواهی فانظر واعتبر أیها الواقف علی هذه الوصیة کیف وقع جمیع

پس ہین سنے پیا۔ برزنجی کا قول ہی اگر ابو طالب مومن وموحد نہوتے تو
وہ پانی جسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سنے ظاہر فرمایا اور جو آپ کوثر وزمزم سے
افضل تھا اوسکو اللہ تعالی نصیب نہین فرماتا۔ برزنجی کا قول ہے کہ جو شخص
اسقدر معجزات کثیرہ معاینہ کرے پھر کیونکر تصدیق قلبی اوسکو حاصل نہو گی
اور بھی ایمان ابی طالب پر بہت سے قراین دال ہین۔ آنس ابن مالک
سے ابن عدی راوی ہے یک وقت ابو طالب کے مریض ہونے سے
عیادت کے لئے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوے
ابو طالب صحت کے لئے خواہان دعاء رسالت مآب ہوے اوسوقت
حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا اَللّٰھُمَّ اشفِ عَمّی یعنے یا اللہ میرے
چچا کو تندرستی عطا کر بمجرد دعا کے ابو طالب صحیح وبشاش وبشاش
کھڑے ہوگئے روایت کیا ابو نعیم نے ابی بکر بن عبد اللہ بن جہم سے

ما قاله ابو طالب بطريق الفراسة الصادقة الدالة على تصديقه النبي
صلى الله عليه وسلم وقال لهم مرة لن تزالوا بخير ما سمعتم من محمد و
ما اتبعتم أمره فاطيعوه ترشدوا وقد نوه ابو طالب بنبوة النبي قبل
ان يبعث صلى الله عليه وسلم لانه ذكر ذلك في الخطبة التي خطب بها
حين تزوج صلى الله عليه وسلم بخديجة رضي الله عنها فقال في خطبته
تلك الحمد لله الذي جعلنا من ذرية ابراهيم وزرع اسمعيل وضئضئ معد

وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے کہا کہ ابو طالب نے بیان کیا کہ
عبد المطلب نے دیکھا رویا میں اپنی پشت سے ایک درخت اوگا
جس کا سر آسمان پر تھا اور ڈالیاں مشرق و مغرب کو پہونچ گئے تھے۔
نور سے درخشان جو ستر حصے آفتاب سے زاید چمکتا تھا عرب و عجم
سجدہ کر رہے تھے اور درخت مذکور ہر ساعت عظمت و نور و ارتفاع
مین ترقی کر رہا تھا اور ایک ساعت مخفی رہتا اور ایک ساعت نمایان اور
دیکھا قریش سے ایک گروہ کو ڈالیون سے آویزان اور ایک قوم قریش
سے ارادہ قطع درخت کرتے تھے جبکہ جھاڑ سے قریب ہوے تو پکڑ لیا
اون کو ایک شخص جوان خوشرو اور خوشبو کہ مثل اوس کے کبھو نہ دیکھا
قاطعین کے پشتون کو توڑتا تھا اور انکے آنکھون کو نکالتا تھا مین نے
اپنے ہاتھ کو بلند کیا دستیاب نہوا۔ مین نے کہا کہ یہہ درخت کن شخصون

وعنصر مضر وجعلنا حضنة بيته وسواس حرمه وجعل لنا بيتا محجوجا وحرما آمنا وجعلنا الحكام على الناس ثم ان ابن أخي هذا محمد بن عبد الله لا يوزن برجل الا رجح شرفا ونبلا وفضلا وعقلا وهو والله بعد هذا له نباء عظيم وخطر جسيم وكان هذا قبل بعثته صلى الله عليه وسلم بخمس عشرة سنة **فانظر** كيف تفرس فيه أبو طالب كل خير قبل بعثته صلى الله عليه وسلم فكان الامر كما قال وذلك من اقوى الدلائل

سکے حصے ہوگا کہا کہ جو لوگ آویزان ہین ادہین کو نصیب ہوگا۔ پس مین ہوشیار ہوا حالانکہ متوحش تھا اور کاہنہ جو قوم قریش کے لئے تھے اوسکو رویاے مذکورہ سے خبر کیا بمجرد سماعت دیکھا کہ اوسکا چہرہ متغیر ہوا بعد ازان کہا کہ تیرا رویا راست ہے البتہ تیرے پشت سے یک شخص ظاہر ہوگا جو مالک مشرق و مغرب ہوا اور خلق اللہ اوسی کے دین پر ہوگئے عبد المطلب نے ابو طالب سے کہا کہ شاید یہہ مولود توہی ہو۔ پس حدیث مذکور ابو طالب بیان کرتے تھے اور رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوے۔ اور ابو طالب کہتے تھے کہ درخت مذکور واللہ یہی ابو القاسم امین ہی۔ ابو طالب سے کہا گیا کہ تم کس لئے ایمان نہین لاتے جواب دیتے تھے کہ بوجہ طعن و تشنیع و عار کے۔ قول مذکور سے پوشیدگی غرض تھی تا قریش کو یہی ظاہر رہے کہ اپنے دین پر ہے۔ اور نبی صلی اللہ

علی ایمانه و تصدیقه بالنبی صلی الله علیه وسلم حین بعثه الله تعالی
وروی البخاری فی تاریخه عن عقیل بن ابیطالب رضی الله عنه
ان قریشا قالت لابی طالب ان ابن اخیک هذا قد آذانا فقال للنبی
صلی الله علیه وسلم ان بنی عمک هؤلاء زعموا انک تؤذیهم فقال
لو وضعتم الشمس فی یمینی والقمر فی شمالی علی ان أترک هذا الامر
حتی یظهره الله أو اهلک فیه ما ترکته ثم استعبر رسول الله صلی الله

علیه وسلم کے لئے اونکی نصرت وحمایت پوری ہوسکے اس لئے کہ جبکہ اونکے
معلوم تہا کہ ابوطالب اونہی کے ساتھ ہے اور اونہی کے دین پر ہے
تو اوسکی حمایت کو قبول کرتے تھے برخلاف اوس صورت کے کہ جبکہ
اونپر ظاہر ہوجاتی مخالفت قریش کی اور اتباع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
پس یہی عذر تھا ابوطالب کے اس قول مین کہ طعن وتشنیع وعار اور یہی عذر تھا
ابوطالب کے بالظاہر قایم رہنے کا دین قریش پر روایت کیا ابن سعید
عبداللہ بن ثعلب بن صغیر العذری سے کہ ابوطالب اپنے مرض الموت کے
وقت اولاد عبدالمطلب کو بلا کے کہا کہ تم محمد سے خیر ہی سنتے رہے لیکن
تابع نہوے پس اوسکی اتباع اور اعانت کرو فلاح پاؤگے برزنجی
نے کہا کہ یہ امر نہایت بعید ہے کہ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
اتباع مین فلاح سمجھے اور اغیار کو اتباع کا حکم کرے اور خود اوسکو چھوڑ دے

علیه وسلم باكيا فقال أبو طالب يا ابن أخي قل ما احببت فوالله لا أسلمك
لهم أبدا وقال لقريش والله ما كذب ابن أخي قط **فانظر** الى نفي الكذب
عنه بالحلف بحضور خصمائه قريش وقد جاؤه يشكون اليه **وانظر**
الى قوله زعموا انك تؤذيهم حيث لم يطلق القول بأنه يؤذيهم بل جعل ذلك
أذى باعتبار زعمهم وانهم يزعمون انه من قبل نفسه وليس من عند الله
فقال ان كان أذي أي كما زعموا فانته عن أذاهم فلما قال له انه من عند الله

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے حافظ بن حجر اصابہ مین روایت کیا کہ
فرمایا علی رضی اللہ عنہ نے کہ جب مین اسلام لایا ابو طالب نے کہا
کہ ہمیشہ اپنے چچیرے بہائی کے ساتہ رہا کر۔ عمران ابن حصین نے
روایت کیا کہ ابو طالب نے اپنے فرزند جعفر سے کہا کہ اپنے چچازاد
بہائی کے ساتہ نماز پڑہ پس نماز پڑہی جعفر نے ساتہ نبی صلی اللہ علیہ و
سلم کے جسطرح نماز پڑہی تہی علی رضی اللہ عنہ نے برزنجی کا قول ہی
اگر ابو طالب دین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مصدق نہ ہوتے تو اپنے
دونون فرزندون کو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہ رہنے اور
نماز پڑہنے کی اجازت ندیتے بلکہ اپنے بیٹون کو نماز کا حکم بہی ندیتے
کیونکہ اشد عداوتون سے عداوت دینی ہے جسطرح کہا گیا ہی شعر

كُلُّ الْعَدَاوَاتِ قَدْ تُرْجَى اِمَاتَتُهَا ۔۔۔ اِلَّا عَدَاوَةَ مَنْ عَادَاكَ فِي الدِّيْنِ

بيقين كما انكر على بيقين من رؤية هذه الشمس صدقه ونفى عنه الكذب
وقال والله ما كذب ابن أخي قط **وقد** روي أبوطالب احاديث
عن النبي صلى الله عليه وسلم وكلمات تدل على ايمانه وامتلاء قلبه
من التوحيد **فمن ذلك** ما رواه الخطيب البغدادي باسناده الى
جعفر الصادق عن أبيه محمد الباقر عن ابيه زين العابدين عن ابيه
الحسين عن ابيه على بن أبيطالب قال سمعت أباطالب يقول حدثني

یعنے سب عداوتون کا مٹنا ممکن ہے مگر وہ عداوت کہ بسبب دین کے ہو
پس ان تمام اخبار سے ثابت ہو کہ ابوطالب کا قلب ایمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے لبالب و پُر تھا۔ اور انہی اخبار سے یہہ بھی ہے کہ ابوطالب نے شام
کا سفر کیا پس آپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمراہ رکھا اوسوقت سِن
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نو سال کا تھا بحیرا راہب نے رسالت آپ صلی اللہ
علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ مین علامات نبوت دیکھکر ابیطالب کو خبر دی
اور اونکو تاکید کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ معظمہ روانہ کیجیے کیسلیے
قوم یہود سے خوف ہو۔ لہذا ابوطالب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس
بہ مکہ معظمہ کر دیا۔ اور بھی انہین اخبار سے ہو کہ عبدالمطلب نے بوسیلہ
نبی صلی اللہ وسلم طلب باران رحمت کیا تہا سو ابوطالب نے دیکھا تھا پس
خطابی نے روایت کیا کہ زندگی مین عبدالمطلب کے بسبب ہونے بارش کے

محمد بن اخی وکان اللہ صدوقا قال قلت له بم بعثت یا محمد قال
بصلة الارحام واقامة الصلاة وایتاء الزکوة والمراد من الصلاة
رکعتان قبل طلوع الشمس ورکعتان قبل غروبها کانتا فی اوائل الاسلام
أو المراد صلاة التہجد فانه صلی اللہ علیه وسلم کان یفعله من اول
بعثته ولا یصح حمل الصلوة علی الصلوات الخمس لانها انما فرضت لیلة
الاسراء وکان ذلک بعد موت ابیطالب بنحو سنة ونصف وکان موت
ابیطالب فی النصف من شوال فی السنة العاشرة من البعثة وعمره
بضع وثمانون سنة والمراد من الزکاة مطلق الصدقة واکرام الضیف وحمل
الکل ونحو ذلک من الصدقات المالیة ومثل هذه الاشیاء کان أبو طالب

قحط عظیم ہوا تھا تو عبد المطلب بعد بوسۂ رکن کعبہ مع
جماعت قریش کے ابو قبیس پر چڑھے۔ عبد المطلب نے اپنی
گردن پر رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کو اوٹھایا اور اوسوقت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم خرد سال تھے اور بوسیلۂ رسالتماب
صلے اللہ علیہ وسلم دعا کی فی الفور باران رحمت نازل ہوا
اور جمیع خلایق سیراب وشاداب ہوگئے۔ اور بعد وفات
عبد المطلب زمان ابی طالب میں قحط شدید ہوا تھا ابو طالب سے قریش

اسما ومعدنما وليس المراد الزكاة الشرعية المعروفة ولا زكاة الفطر لان ذلك
انما فرض بعد الهجرة فى المدينة وكل ذلك كان بعد موت ابيطالب واخرج
الخطيب أيضا بسنده الى ابى رافع مولى ام هانى بنت ابى طالب انه سمع
اباطالب يقول حدثنى محمد ابن اخى ان الله امره بصلة الارحام وان
يعبد الله لا يعبد معه أحدا قال ومحمد عندى الصدوق الامين وقال
أيضا سمعت ابن أخى يقول اشكر ترزق ولا تكفر تعذب واخرج
ابن سعد والخطيب وابن عساكر عن عمرو بن سعيد أن أبا طالب قال كنت
بذى المجاز مع ابن اخى فادركنى العطش فشكوت اليه ولا ارى عنده شيئا
قال فثنى وركه ثم نزل فأهوى بعقبه الى الارض فاذا بالماء فقال اشرب يا عم

خواہان امداد ہوے پس نکلے ابوطالب اور رسالت مآب صلی اللہ
علیہ وسلم اون کے ساتھ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حال صغرسنی مین
پس اوٹھا لیا اون کو ابوطالب نے اور اونکو کعبہ سے ملصق
کرکے اون کے اونگلیون سے آسمان طرف مثل التجا کنندہ کے
اشارہ کیا اوسوقت آسمان پر ابر کا تکڑا بھی نہ تھا پس فوراً ادہر
اودہر سے ابر جمع ہوگیا اور اسقدر بارش ہوی جو تمامی صحرا
پانی پانی ہوگیا اور اسی قصہ کے متعلق ابوطالب نے نبی صلی اللہ

فشربت قال البرزنجی فلو لم یکن موجدا لما رزقه الله الماء الذی
نبع للنبی صلی الله علیه وسلم الذی هو افضل من ماء الکوثر و من ماء زمزم
و قال البرزنجی الذی یری مثل هذه المعجزة کیف لا یقع التصدیق
فی قلبه وقد کثرت القرائن الدالة علی التصدیق واخرج ابن عدی
عن انس بن مالک رضی الله عنه قال مرض ابو طالب فعاده النبی صلی الله
علیه وسلم فقال یا ابن اخی ادع الله ان یعافینی فقال اللهم اشف عمی
فقام کانما نشط من عقال واخرج ابو نعیم من طریق ابی بکر ابن عبد الله
بن الجهم عن ابیه عن جده قال سمعت ابا طالب یحدث عن عبد المطلب
انه رای فی منامه ان شجرة نبتت من ظهره قد نال رأسها السماء وضربت

علیہ وسلم کی بعثت کے بعد قریش سے آنحضرت کے ہاتھ اور اسکی
برکت کا ذکر جو خردسالی سے اون پر ہے کر کے ان اشعار سے
یاد دلایا کرتے تھے۔ **شعر** وَابیضَ یُستَسقَی الغَمَامُ بِوَجہِہ
ثِمَالُ الیَتَامیٰ عِصمَۃٌ لِلاَرَامِلِ یَلُوذُ بِہِ الھُلاکُ مِن اٰلِ ھَاشِمٍ
فَھُم عِندَہٗ فِی نِعمَۃٍ وَفَوَاضِلِ یعنے ابر سے نورانی چہرہ والا پانی
مانگتا ہے * فریادرس یتیموں کا اور شرم رکھنے والا بیواؤں کا *
آپ ہی سے پناہ مانگتے ہین آل ہاشم ہلاکت سے * پس وہ
لوگ آپ کے نزدیک نعمت و فواضل مین ہین * پس ان تمام

اعضائها المشرق والمغرب قال وما رأيت نورا ازهر منها اعظم من نور الشمس
سبعين ضعفا ورايت العرب والعجم ساجدين وهي تزداد كل ساعة عظما
ونورا وارتفاعا ساعة تخفي وساعة تظهر ورأيت رهطا من قريش قد تعلقوا
باعضائها وقوما من قريش يريدون قطعها فاذا دنوا منها أخذهم شاب
لم ارقط أحسن منه وجها ولا اطيب ريحا فيكسر اظهرهم ويقلع أعينهم
فرفعت يدي لاتناول نصيبا فلم انل فقلت لمن النصيب فقال النصيب
لهولاء الذين تعلقوا بها فانتبهت مذعورا فأتيت كاهنة لقريش
فاخبرتها فرأيت وجه الكاهنة قد تغير ثم قالت لان صدقت رؤياك
ليخرجن من صلبك رجل يملك المشرق والمغرب وتدين له الناس

آثار واخبار سے ثابت ہی کہ ابو طالب کو آیات ومعجزات اور خوارق
عادات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھے تھے اس لئے حضرت کی
تصدیق اور اونپر ایمان یقینی حاصل تھا کہ جس مین کوی تردد نہین
ماسواے معجزات مذکورہ اور بھی معجزات صغر سنی مین آپ سے
دیکھے تھے از انجملہ یہہ کہ ابو طالب قلیل المال وکثیر العیال تھے اگر
تمامی اولاد ایک ساتھ یا علیحدہ علیحدہ کہاوین تو پر شکم نہوتے تھے
اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اونکے ساتھ کہاتے تو سب سیر ہو جاتے
اور جب ابو طالب اپنے عیال کو صبح وشام کا کہانا کہلانے کا ارادہ

فقال عبد المطلب لابی طالب لعلك ان تكون هو المولود فكان ابو طالب
يحدث بهذا الحديث والنبي صلى الله عليه وسلم قد بعث ويقول كانت الشجرة
والله أبا القاسم الامين فيقال له الا تؤمن فيقول السبة والعار وانما كان
يقول ذلك تعمية وتسترا واظهارا لقريش انه على دينهم ليتم له نصرة النبي
صلى الله عليه وسلم وحمايته لانهم حيث علموا انه معهم وعلى دينهم يقبلون حمايته
بخلاف ما لو اظهر لهم مخالفتهم واتباعه النبي صلى الله عليه وسلم فهذا هو العذر
له فی قوله السبة والعار وفی بقائه ظاهرا على دينهم (واخرج ابن سعيد
عن عبد الله بن ثعلب بن صغير العذري ان ابا طالب لما حضرته الوفاة
دعا بنی عبد المطلب فقال لن تزالوا بخير ما سمعتم من محمد وما اتبعتم أمره

کرتے تھے تو کہتے تھے کہ تم ایسے ہی رہو یہانتک کہ میرا بیٹا آجاوے
پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آتے اور اون کے ساتھ کہاتے
اور کہانا بچ جاتا تہا۔ اور جب دودہ پیتے توجس قدح مین دودہ
ہوتا اول رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نوش فرماتے بعد ازان اوسی قدح
سے تمامی اولاد وغیرہ سیر شکم ہوتے حالانکہ دودہ اسقدر رہتا
جو اون کے عیال سے ایک ہی شخص پی جاوے۔ پس ابو طالب
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے کہ بیشک تم صاحب برکت ہو۔ ابن عباس
سے ابو نعیم وغیرہ نے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

فاتبعوه واعينوه ترشدوا قال البرزنجی قلت بعید جدا ان یعرف
ان الرشاد فی اتباعه ویأمر غیره ثم یترکه هو وروی الحافظ بن حجر فی
الاصابة عن علی رضی الله عنه انه لما اسلم قال له ابو طالب الزم ابن عمک و
اخرج ایضا عن عمران بن حصین رضی الله عنهما ان ابا طالب قال لابنه
جعفر صل جناح ابن عمک فصلی جعفر مع النبی صلی الله علیه وسلم کما صلی علی
رضی الله عنه قال البرزنجی فلولا انه مصدق بدینه لما رضی لابنیه
ان یکونا معه وان یصلیا معه بل ولا کان یأمرهما بالصلاة فان عداوة الدین
اشد العداوات کما قیل

کل العداوات قد ترجی اماتتها	الا عداوة من عاداک فی الدین

ابو طالب انتہا محبت رکہتے تھے اپنے اولاد سے اونکو ایسی محبت
نہ تھی اور اسی واسطے نہین سوتے تھے مگر آپ کے باز و اور جب
باہر جاتے حضرت کو ساتھ لیجاتے انتقال ابی طالب کے بعد
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ قریش نے مجھکو وہ
اذیت پہونچائی جسکی طمع وہ زندگی ابی طالب مین نہین کرتے تھے
اور یہہ بھی فرمایا کہ انتقال ابی طالب تک قریش نے کوئی شئی کروہ
مجھکو نہین پہونچائی اور جب قریش کو دیکھا کہ اذیت پر ہجوم کئے ہین
آپ نے فرمایا یَا عَمُّ مَا اَسْرَعَ مَا وَجَدْتُ بَعْدَکَ کہ اسے

فہذہ الاخبار کلہا صریحۃ فی ان قلبہ طافح ومملی بالایمان بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم
ومن ذلک ایضاً ان اباطالب سافر الی الشام وکان عمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اذ ذاک تسع سنین فصحبہ معہ فرآہ بحیرا الراہب بفتح الباء ورأی فیہ علامات
النبوۃ فاخبر عمہ اباطالب وأمرہ بارجاعہ الی مکۃ مخافۃ علیہ من الیہود فردہ
الی مکۃ ومن ذلک ایضا ما شاہدہ ابوطالب فی زمن عبدالمطلب من
استسقائہ بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقد روی الخطابی ان قریشا تابعت
علیہم سنو جدب فی حیاۃ عبدالمطلب فارتقی ہو ومن حضر معہ من قریش ابا قبیس
بعد ان استلموا رکن البیت فقام عبدالمطلب واعتضد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فرفعہ علی عاتقہ وہو یومئذٍ غلام ثم دعا فسقوا فی الحال (واستسقی) بہ

چچا تیرے زندگی مین جس شئے کو نہ دیکھا تھا بعد تیرے دیکھتا ہون
ابوطالب اور خدیجہ رض کا وفات ایک ہی سال مین واقع ہوا اس لئے
رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے سال مذکور کو موسوم بعام الحزن
یعنے ملال کا سال فرمایا۔ اور جب امر رسالت مآب صلی اللہ علیہ و
سلم ظہور پایا یعنے اکثر اشخاص داخل اسلام ہوے اوسوقت
کفار قریش جمع ہو کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے قتل پر آمادہ
ہوے اور کہنے لگے اس شخص نے ہماری اولاد و عورات و
اقارب مین فساد برپا کیا ہے۔ اور بنی ہاشم سے کہے کہ دو چند

فاتبعوہ واعینوہ ترشدوا قال البرزنجی قلت بعید جدا ان یعرف ان الرشاد فی اتباعہ ویأمر غیرہ ثم یترکہ ہو وروی الحافظ بن حجر فی الاصابۃ عن علی رضی اللہ عنہ انہ لما اسلم قال لہ أبو طالب الزم ابن عمک و اخرج ایضا عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہما ان ابا طالب قال لابنہ جعفر صل جناح ابن عمک فصلی جعفر مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم کما صلی علی رضی اللہ عنہ قال البرزنجی فلولا انہ مصدق بدینہ لما رضی لابنیہ ان یکونا معہ وان یصلیا معہ بل ولا کان یأمرہما بالصلاۃ فان عداوۃ الدین اشد العداوات کما قیل

کل العداوت قد ترجی اماتہا		الا عداوۃ من عاداک فی الدین

ابو طالب انتہا محبت رکہتے تھے اپنے اولاد سے اونکو ایسی محبت نہ تھی اور اسی واسطے نہین سوتے تھے مگر آپ کے باز و اور جب باہر جاتے حضرت کو ساتھ لیجاتے انتقال ابی طالب کے بعد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ قریش نے مجھکو وہ اذیت پہونچائی جسکی طمع وہ زندگی ابی طالب مین نہین کرتے تھے اور یہہ بھی فرمایا کہ انتقال ابی طالب تک قریش نے کوئی شئی مکروہ مجھکو نہین پہونچائی اور جب قریش کو دیکھا کہ اذیت پر ہجوم کئے ہین آپ نے فرمایا یا عَمّ مَا اَسرَعَ مَا وَجَدتُ بَعدَکَ کہ اے

فهذه الاخبار کلها صریحة فی ان قلبه طافح ومملی بالایمان بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم ومن ذلک ایضاً ان اباطالب سافر الی الشام وکان عمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ ذاک تسع سنین فصحبه معه فرآه بحیرا الراهب بفتح الباء ورأی فیه علامات النبوة فاخبر عمه اباطالب وأمره بارجاعه الی مکة مخافة علیه من الیهود فرده الی مکة ومن ذلک ایضا ما شاهده ابوطالب فی زمن عبدالمطلب من استسقائه بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقد روی الخطابی ان قریشا تابعت علیهم سنو جدب فی حیاة عبدالمطلب فارتقی هو ومن حضر معه من قریش ابا قبیس بعد ان استلموا رکن البیت فقام عبدالمطلب واعتضد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرفعه علی عاتقه وهو یومئذ غلام ثم دعا فسقوا فی الحال (واستسقی) به

چچا تیرے زندگی مین جس شئے کو نہ دیکھا تھا بعد تیرے دیکھتا ہون ابوطالب اور خدیجہ رض کا وفات ایک ہی سال مین واقع ہوا اس لئے رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے سال مذکور کو موسوم بعام الحزن یعنے ملال کا سال فرمایا۔ اور جب امر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ظہور پایا یعنے اکثر اشخاص داخل اسلام ہوے اوسوقت کفار قریش جمع ہوکے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے قتل پر آمادہ ہوے اور کہنے لگے اس شخص نے ہماری اولاد وعورات و اقارب مین فساد برپا کیا ہے۔ اور بنی ہاشم سے کہے کہ وہ چند

ابو طالب ایضا بعد وفاة عبد المطلب حين اصاب اهل مكة قحط شديد فاتوا
اباطالب فقالوا له اقد اقحط الوادي واجدب العيال فهلم فاستسق فخرج ابو طالب
ومعه النبي صلى الله عليه وسلم وهو غلام فاخذه ابو طالب فالصقه بالكعبة
ولاذ الغلام أى اشار بأصبعه الى السماء كالملتجئ ومافى السماء قزعة فاقبل
السحاب من ههنا وههنا وامطرت السماء واغدودق الوادي وكثر
قطره واخصب النادي والبادي وفى هذه يقول ابو طالب بعد بعثة النبي
صلى الله عليه وسلم يذكر قريشا يده صلى الله عليه وسلم وبركته عليهم من صغره

وابيض يستسقى الغمام بوجهه	ثمال اليتامى عصمة للارامل
يلوذ به الهلاك من آل هاشم	فهم عنده فى نعمة وفواضل

دیت لے لو اور قریش مین سے کوی مرد اسکو قتل کرے ہمکو بھی
راحت دو اور تم بھی آرام پاؤ۔ پس بنی ہاشم انکار کئے بعد ازان
قریش اخراج پر آمادہ ہوے اور کہے کہ بنی ہاشم شعب ابو طالب
مین رہین اور خرید و فروخت کے لئے بازار مین نہ آوین اور
مناکحت وغیرہ دیگر روابط سے مانع ہوے اور یہہ تجویز ٹھہراے
کہ کسی حال مین بنی ہاشم سے صلح نہ ہو جب تک کہ قتل کے لئے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے سپرد نہ کرین۔ اور اسی مضمون کا ایک
کاغذ تحریر کرکے بطور اشتہار کعبہ مین لٹکا دیا اور بعض روایات سے

فهذه الآثار والاخبار كلها صريحة فی ان اباطالب رای من الآيات والمعجزات وخوارق العادات التی ظهرت للنبی صلی الله عليه وسلم ما اوجب ان يصدقه ويؤمن به ايمانا لا شك فيه ولا تردد ورأی ابوطالب ايضا للنبی صلی الله عليه وسلم آيات وخوارق عادات فی صغره غير هذه وذلك ان اباطالب كان قليل المال وكان ذا عيال فكان عياله اذا اكلوا وحدهم جميعا او فرادی لم يشبعوا واذا اكل معهم النبی صلی الله عليه وسلم شبعوا فكان ابوطالب اذا اراد ان يغديهم او يعشيهم يقول لهم انتم كما انتم حتی ياتی ابنی فياتی رسول الله صلی الله عليه وسلم فياكل معهم فيشبعون فيفضلون من طعامهم واذا كان طعامهم لبنا شرب رسول الله صلی الله

اسطرح معلوم ہوا کہ جسوقت ابوطالب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل پر اجتماع قریش کا دیکھا۔ پس جمع کیا بنی ہاشم اور بنی مطلب کے مومن وکافر کو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ داخل شعب ہونے اور مانع قتل ہونے کے لئے حکم کیا پس انہون نے ایسا ہی کیا اُم سواے ابولہب کے کسی نے مخالفت نہ کی اور جب قریش ابوطالب کے راے سے آگاہ ہوے تو ایک تحریر مضمون سابق کے ساتھ لکھہ کر کعبہ سے لٹکادے بنی ہاشم شعب مذکور مین تین سال مقیم رہے اور بعض روایات مین دو سال۔ اور بنی ہاشم کو اسدرجہ تکلیف شدید ہوی

علیه وسلم اولهم ثم تناول العیال القعب ای القدح من الخشب فیشربون
منه فیروون من عند آخرهم ای جمیعهم من القعب وان کان احدهم
وحده یشرب قعبا واحدا وحده فیقول ابوطالب للنبی صلی الله علیه وسلم
انك لمبارك **واخرج** ابونعیم وغیره عن ابن عباس رضی الله عنهما
قال کان ابوطالب یحب النبی صلی الله علیه وسلم حبا شدیداً لایحب اولاده
مثله ولذا لاینام الا جنبه ویخرجه معه حین یخرج **وکان** النبی صلی الله
علیه وسلم یحب ایضا اباطالب حبا شدیداً لایاوی الا الیه ولایطمئن
قلبه الا باتصاله به وکان صلی الله علیه وسلم یقول لما مات ابوطالب نالت
قریش منی من الاذی مالم تکن تطمع فیه فی حیاة ابی طالب **وقال ایضاً**

کو درختون کے پتے کھا کھا کر قوت لایموت کرتے رہے اور اس مدت
مین ابوطالب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت بدرجہ غایت
کرتے تھے یہانتک کہ جب شب ہوتی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
کو مقام معتاد مین آرام کرتے پھر آپ کو اُٹھا کر دوسرے غیر معتاد مقام
پر فرش کرا کے سلاتے اور بمقام اول پر اپنے اولاد سے کسی یک کو سونیکے
لئے حکم کرتے غرض زیادتی حفاظت حضرت کے واسطے یہہ تمام کرتے
تھے۔ اور جس شخص نے وہ کاغذ لکھا تھا اوس کا ہاتھ خشک ہوگیا۔ اور
وحی بھیجی خدا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ قریش نے جس صحیفہ کو لکھ کر

ما نالت قريش مني شيئاً اكرهه حتى مات ابوطالب و لما رأى قريشا تجمعوا على
أذيته قال يا عم ما اسرع ما وجدت بعدك ومات ابوطالب وخديجة في
عام واحد فكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يسمي ذلك العام عام الحزن
ولما ظهر أمر النبي صلى الله عليه وسلم وصار يدخل في دينه كثير من الناس
اجتمع كفار قريش على قتل رسول الله صلى الله عليه وسلم وقالوا افسد
علينا ابناءنا ونساءنا وقالوا لبني هاشم خذوا هذه دية مضاعفة و
يقتله رجل من قريش وتريحونا وتريحوا انفسكم فابى بنوهاشم فعند ذلك
اجتمع رأى قريش على منابذة بني هاشم وبني المطلب واخراجهم الى
شعب ابيطالب والتضييق عليهم بالمنع من حضور الاسواق وان

کعبہ مین لٹکایا تہا اوسپر دیمک کو خدا نے مسلط کیا اوسمین عہد ومیثاق
اور قطع رحم کے متعلق جو مضمون تہا اوسکو دیمک کہا گئی اور صحیفہ مین سوائے
نام خدائے عزوجل کے کچھ باقی نرہا کیونکہ قریش باسمک اللّٰھم لکہے تہے
پس اس معنی سے بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طالب کو خبردار فرمایا
ابوطالب شعب مذکور سے داخل مسجد حرام ہوئے پس قریش انکے
آس پاس جمع ہوئے اور یہہ سمجہے کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو بغرض
قتل سپرد کرنیکے لئے ابوطالب آیا ہے ۔ پس کہا اونہون نے ابوطالب
کو اور اون کے ہمراہیون کے سرزنش کیلئے کہ جس چیز کو تم نے

لا ینا کحوھم وان لا یقبلوالھم صلحا ابدا ولا تاخذھم بھم رافة حتی یسلموا
الیھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للقتل وکتبوا بذلك صحیفة وعلقوھا
فی الکعبة وقیل ان اباطالب لما رأی اجتماع قریش علی قتل النبی صلی اللہ
علیہ وسلم جمع بنی ھاشم وبنی المطلب مؤمنھم وکافرھم وامرھم ان یدخلوا
برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الشعب ویمنعوہ ففعلوا ولم یتخلف عنھم
الا ابولھب فلما علمت قریش ذلك اجمع رأیھم علی ان یکتبوا عھودا وموا ثیق
علی أن لا یجالسوھم ولا ینا کحوھم ولا یقبلوا الھم صلحا ابدا وکتبوا بذلك
صحیفة وعلقوھا فی الکعبة ومکث بنو ھاشم فی الشعب ثلاث سنین و
قیل سنتین واصابھم ضیق شدید حتی أکلوا ورق الشجر یتقوتون بہ

ہم پر اور اپنے نفوس پر پیدا کیا تھا اوس سے پھر جانے کا وقت
اب آیا - ابو طالب نے کہا کہ اس لئے مین ہنین آیا مگر ایک امر کے
لئے آیا جو قابل انصاف ہے یعنے مجھکو میرا برادر زادہ جو وہ
کبھو جھوٹ ہنین کہا ہے خبر دیا کہ تمھارے صحیفہ پر اللہ تعالے
نے دیمک کو مسلط کیا اوس نے جور و ظلم و قطع رحم کی تمام تحریر کو کھا
گیا اور اس مین صرف اللہ تعالی کا نام باقی ہے - پس اگر ایسا ہی
ہو جیسا کہ وہ کہتا ہے تو ہوش مین آجاؤ تم - اور یک روایت
مین یون ہے کہ تم اپنے بُری رآے سے باز آؤ - اگر باز نہ آوگے

وكان ابوطالب فی تلك المدة يتحفظ غاية التحفظ على النبی صلی الله
عليه وسلم حتی انه اذا جاء الليل واراد النبی صلی الله عليه وسلم
ان ينام يفرش له فراشه فی الموضع الذی يعتاد ان ينام فيه فيضطجع
فيه النبی صلی الله عليه وسلم ثم يقيمه عمه عن فراشه المعتاد ويامر
بعض بنيه ان ينام فی ذلك الموضع ويفرش للنبی صلی الله عليه وسلم
فی موضع اخر غير معتاد نومه فيدعه ينام فيه كل ذلك مبالغة فی
حفظه وحراسته والذی كتب الصحيفة لقريش شلت يده واوحی
الله تعالى للنبی صلی الله عليه وسلم انه سبحانه وتعالى سلط الارضة
على صحيفتهم التی كتبوها وعلقوها فی الكعبة فاكلت مافيها من عهد

تو واللہ اوسکو ہم تمہارے سپرد نہ کرینگے یہانتک کہ ہم سب اوسکے
جانب سے مرجائین۔ اور اگر اوسکا قول باطل ہو تو ہمارے
صاحب کو تمہارے سپرد کردینگے۔ پس تم اوسکو زندہ رکھو یا قتل کرو
قریش نے کہا کہ ہم تیرے کہے پر راضی ہین اور ایک روایت مین یہہ
ہے کہ تونے ہمارے ساتھ انصاف کیا۔ پس صحیفہ مذکورہ کو نکالا
اور پایا جسطرح کہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی
پس جب کہ ابوطالب کے کہنے کو صادق دیکھا تو اکثر قریش نے کہا
کہ تیرے بھتیجے کا یہہ سحر ہے اور بغض و عداوت زیادہ ہوگئے اور

ميثاق وقطعية رحم ولم يبق في الصحيفة غير اسم الله عز وجل
فانهم كانوا يكتبون باسمك اللهم فاخبر النبي صلى الله عليه وسلم
عمه ابا طالب بذلك فخرج من الشعب حتى أتى المسجد فاجتمع عليه قريش
وظنوا أنه يريد ان يسلمهم النبي صلى الله عليه وسلم ليقتلوه فقالوا له
تو بيخا له ولمن معه قد آن لكم ان ترجعوا عما احدثتم علينا وعلى انفسكم
فقال ابو طالب انما أتيتكم في امر نصف بيننا وبينكم أى أمر وسط
لا حيف فيه علينا ولا عليكم ان ابن أخي اخبرني ولم يكذبني قط
ان الله تعالى قد سلط على صحيفتكم التي كتبتم الارضة فلحست
كل ما كان فيها من جور او ظلم او قطيعة رحم وبقي بها كل ما ذكر به

بعض ان سے نادم ہوئے اور کہے کہ ہمارے برادرون پر ہمارے
ہی جانب سے یہہ ظلم و بغاوت ہے۔ جب ابو طالب نے
موافق قول رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے کاغذ مذکور کو پایا تو
کہا یا معشر قریش جس حالت مین کہ امر بالتحقیق ظاہر ہوگیا اور تمہارا
ظلم اور بدی اور قاطع الرحم ہونا ثبوت کو پہونچا تو کیا پھر ہم لڑکے
کو محصور و محبوس کرین۔ بعد ازان مع ہمراہیان داخل پردۂ
کعبہ ہوکے کہا کہ اَللّٰھُمَّ انْصُرْنَا عَلٰی مَنْ ظَلَمَنَا وَقَطَعَ اَرْحَامَنَا وَ
اسْتَحَلَّ مَا يَحْرُمُ عَلَيْهِ مِنَّا یعنے اے اللہ ہمکو اوپر اون اشخاص کے

الله تعالى فان كان الحديث كما يقول فافيقوا وفى رواية نزعتم اى رجعتم عن سوء رائيكم وان لم ترجعوا فوالله لا نسلمه حتى نموت من عند آخرنا وان كان الذي يقول باطلا دفعنا اليكم صاحبنا فقتلتم او استحييتم فقالوا قد رضينا بالذى تقول وفى رواية انصفتنا فاخرجوا الصحيفة فوجدوا الامر كما اخبر الصادق المصدوق صلى الله عليه وسلم فلما رات قريش صدق ما جاء به ابو طالب قالوا أى قال اكثرهم هذا سحر ابن اخيك وزادهم ذلك بغيا وعدوانا وبعضهم ندم وقال هذا بغى منا على اخواننا وظلم لهم وقال لهم ابو طالب بعد ان وجد الامر كما اخبر صلى الله عليه وسلم يا معشر قريش غلام نحصر

نصرت دے جنہوں نے ہمپر ظلم کیا اور قطع ارحام کیا۔ اور جائز رکھا ہم سے امر ناجائز کو۔ بعد ازان راہی شعب مذکور ہوئے۔ اور قریش سے ایک گروہ صحیفہ مذکورہ کے چاک کرنے پر اور دفع محاصرہ کے لئے متوجہ ہوئے۔ اس مقام پر کلام طویل ہے اور مقصود صرف اس امر کا بیان کرنا ہے کہ جو آیات و معجزات و خوارق عادات کہ ساتھ خدا نے اپنے نبی کو مختص کیا تھا ان میں سے اکثر پر ابتداء امر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کہ آپ کم سن تھے انتہا تک اللہ تعالیٰ نے ابی طالب کو مطلع فرمایا تھا۔ اور

وتحبس وقد بان الامر وتبين انكم أولى بالظلم والاساءة والقطيعة
ودخل ابو طالب ومن معه تحت استار الكعبة وقالوا اللهم انصرنا
على من ظلمنا وقطع ارحامنا واستحل ما يحرم عليه منا ثم انصرفوا
الى الشعب وعند ذلك مشى طائفة منهم في نقض الصحيفة وابطال
ذلك الحصار والكلام على ذلك طويل وانما القصد بيان ان ابا طالب
اطلعه الله على كثير مما خص الله نبيه به من الايات والمعجزات
وخوارق العادات من مبتداء امره صلى الله عليه وسلم وهو صغير
الى منتهاه وباطلاعه على تلك الآيات والمعجزات صار قلبه مشحونا
ممتلئا بالايمان والتصديق بالنبي صلى الله عليه وسلم ايمانا قطعيا

ان آیات و معجزات پر مطلع ہونے کے وجہ سے ابیطالب کا
قلب بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق اور اسی قطعی ایمان سے
کہ جس مین کوی شک و شبہہ ہنو لبریز تھا۔ اور حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی مزید حفاظت وحمایت اور حضرت کو اذیت قریش سے
بچانے کے غرض سے اس ایمان کو ابیطالب نے ظاہر نہ کیا
اور صرف ظاہر مین حضرت کی متابعت کرتے تھے پس قریش پر بھی یہی
ظاہر تھا کہ ابی طالب اونہین کے مذہب وملت پر ہے اسیواسطے
مخالفت ابیطالب پر اونکو قدرت نہ تھی۔ پس جو شخص مقدمات

لاشك فيه ولاشبهة ولم يظهر ذلك الايمان ويتابعه ظاهرا لغرض
منه فی حفظ النبی صلی الله علیه وسلم وحمایته وصیانته عما یؤذیه فکان
یظهر لقریش انه علی ملتهم ودینهم فلایستطیعون مخالفته فمن عرف
ذلک وقف علی باطن الامر وحقیقته لم یشک فی ایمان ابیطالب
فکان فی نصرة النبی صلی الله علیه وسلم یخادع قریشا مخادعة الحرب
حتی تم امر النبی صلی الله علیه وسلم وفشت دعوته وقد صرح
بالتصدیق بنبوة النبی صلی الله علیه وسلم فی کثیر من اشعاره
وکان فی بعض تلک الاشعار یاتی بالفاظ توهم علی قریش انه معهم
وانه علی ملتهم کل ذلک مخادعة لهم للمبالغة فی حفظ النبی صلی الله

مذکورہ پر مطلع ہوا حقیقت حال سے واقف ہوگا ایمان ابی طالب مین
شک وشبہ نہ کریگا - پس ابوطالب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نصرت
وحمایت مین قریش سے فریب کرتے رہے جسطرح جنگ مین فریب
کرتے ہین یہانتک کہ امر رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتمام
کو پہونچا اور افشاء دعوت ہوئی - اور تصدیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی تصریح اپنے بہت سے اشعار مین کی ہے اور بعض اشعار مین
ایسے الفاظ لاتے تھے کہ جن سے قریش سمجھتے تھے کہ وہ انھی کے
ساتھ ہے اور اونہی کے مذہب پر ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم

علیه وسلم وحمایته فمن اشعاره التی دلت علی تصدیقه بنبوة النبی صلی الله علیه وسلم ما تقدم من قوله

الم تعلموا انا وجدنا محمدا	رسولا کموسی صح ذلک فی الکتب

وهذا البیت من قصیدة طویلة لابی طالب قالها فی زمن محاصرة قریش لهم فی الشعب وهی قصیدة طویلة بلیغة غراء تدل علی غایة محبته للنبی صلی الله علیه وسلم وعلی التصدیق بنبوته وشدة حمایته له والذب عنه ومطلعها۔

الا ابلغا عنی علی ذات بیننا	لویا وخصا من لوی بنی کعب
الم تعلموا انا وجدنا محمدا	رسولا کموسی صح ذلک فی الکتب

کی مزید حفاظت وحمایت کیواسطے تہا۔ پس ابو طالب کے اون اشعار سے جو تصدیق نبوت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دلالت کرتے ہین یہہ شعر ہے جو پیشتر مذکور ہوا

اَلَم تَعلَمُوا اَنَّا وَجَدنَا مُحَمَّدًا	رَسُولًا کَمُوسیٰ صَحَّ ذٰلِکَ فِی الکُتُبِ

یہہ بیت ابوطالب کے اوس قصیدہ طویلہ سے ہے جسکو اونہون نے اوسوقت کہا تھا جب کہ قریش نے شعب ابیطالب مین محاصرہ کیا تھا اور یہہ بڑا قصیدہ ہے نہایت بلیغ دلالت کرتا ہی تصدیق نبوت اور شدت حمایت اور انتہا سے محبت ابیطالب پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جسکا مطلع یہہ ہی **شعر**

اَلَا اَبلِغَا عَنِّی عَلیٰ ذَاتِ بَینِنَا	لُوَیًّا وَخُصًّا مِن لُوَیٍّ بَنِی کَعبٍ

ویروی بنیا کموسی خط ذلک فی الکتب

وان علیه فی العباد مودة	ولاخیر ممن خصه الله بالحب

ومنها

فلسنا ورب البیت نسلم احمداً	العزاء من عض الزمان ولا کرب

ومن شعره قوله

وشق له من اسمه لیجله	فذوالعرش محمود وهذا محمد

هکذا نسب الحافظ بن حجر فی الاصابة هذا البیت لابی طالب وقیل انه لحسان بن ثابت الانصاري قال البرزنجی ولامانع

اَلَمْ تَعلَمُوْا اَنَّا وَجَدْنَا مُحَمَّدًا	رَسُوْلاً کَمُوْسٰی صَحَّ ذٰلِکَ فِی الْکُتُبِ

یعنے میرے دوستوںکو میریطرف سے باوجود اوس خلاف کے جو ہمارے آپسمین ہے بنی لوی اور بنی قصی جو لوی بنی کعب مین سے ہین میری تقریر پہنچادو کیا تمہین معلوم نہین کہ ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو موسی کا سا رسول پایا ہے یہہ بات (اگلے) کتابون مین صحت (کے ساتھ ثابت) ہوچکی ہے - بعض نے اسطرح روایت کی کہ نَبِیاً کَمُوْسٰی خُطَّ فِی الْکُتُبِ یعنی نبی مثل موسی کے یہہ مرقوم ہے کتابون مین شعر وَاِنَّ عَلَیْهِ فِی الْعِبَادِ مَوَدَّةً * وَلَاخَیْرَ مِمَّنْ خَصَّهُ اللّٰهُ بِالْحُبِّ * یعنے بیشک خدا نے بندون کے دلون مین احمد کے سراپا کی محبت رکہدی ہے اور اوس شخص سے بہتر تو کوئی ہو نہین سکتا جسکو خدا نے محبت کے ساتھ مخصوص کیا ہو *

ان یکون لابی طالب واخذه حسان فضمنه شعره واجتمع
مرة کفار قریش وجاؤا اباطالب ومعهم عمارة بن الولید بن المغیرة
وکان من احسن فتیان قریش وقالوا لابی طالب خذ هذا بدل محمد
یکون کالابن لک واعطنا محمد انقتله فقال ما انصفتمونی یا
معشر قریش آخذ ابنکم اربیه واعطیکم ابنی تقتلونه ثم قال

واللہ لن یصلوا الیک بجمعهم		حتی اوسد فی التراب دفینا

اور اوسی قصیدۂ طویلہ سے یہ شعر بھی ہے شعر فلسنا ورب البیت
نسلم احمدا * لعزاء من عض الزمان ولا کرب یعنی رب کعبہ کی قسم ہے
کہ ہم احمد کو سپرد نہین کرینگے بلکہ گزند اور سختی پر زمانہ کی صبر کرینگے یہ شعر بھی اوسکا
قول ہے وشق لہ من اسمہ لیجلہ * فذو العرش محمود وهذا محمد یعنی مشتق
کیا اوس کے نام کو اپنے نام سے واسطے بلند کرنے اوس کے مرتبہ کے پس صاحب عرش
محمود ہی اور یہ محمد ہے۔ اس بیت کو اصابہ مین حافظ بن حجر مکی نے منسوب بابی طالب کیا
اور بعض نے حسان بن ثابت سے۔ برزنجی نے کہا کہ ممکن ہی کہ یہ شعر ابیطالب سے
ہو اور حسان نے اپنے اشعار مین اوسکی تضمین کی ہو۔ اور ایک وقت کفار قریش
مجتمع ہوکے نزدیک ابوطالب کے حاظر ہوے اور عمارہ بن الولید بن المغیرہ کو
جو خوشرو جوان تھا ہمراہ لائے اور ابوطالب سے کہے کہ اسکو لے بعوض محمد کے اور
یہ تیرا فرزند ہی اور دے محمد کو تاکہ ہم قتل کرین۔ ابوطالب نے کہا یا معشر قریش تم نے

فاصدع بامرك ما عليك غضاضۃ	وابشر بذلك وقر منك عیونا
ودعوتنی وعلمت انك صادق	ولقد صدقت وکنت ثم امینا
ولقد علمت بان دین محمد	من خیر ادیان البریۃ دینا

وزاد بعضھم بعد ھذا

لولا الملامۃ اوحذار مسبۃ	لوجدتنی سمحا بذاك مبینا

فقیل ان ھذا البیت موضوع ادخلوہ فی شعر ابوطالب ولیس

میرا خوب انصاف کیا تمہارے بیٹے کو لیکر مین پرورش کرون اور میرے بیٹے کو قتل کے واسطے تمہارے سپرد کرون بعد ازان یہہ کہا شعر
وَاللہِ لَنْ یَصِلُوْا اِلَیْكَ بِجَمْعِھِمْ حَتّٰی اُوَسَّدَ فِی التُّرَابِ دَفِیْنَا
یعنے واللہ تجہہ تک نہ پہونچینگے وہ لوگ اپنی جماعت کے ساتھ جب تک کہ مین زمین مین دفن نہ ہوجاؤن۔ فَاصْدَعْ بِاَمْرِكَ مَاعَلَیْكَ غَضَاضَۃٌ * وَابْشِرْ بِذَاكَ وَقَرَّ مِنْكَ عُیُوْنًا یعنے پس اپنے امر کو بلا تامل ظاہر کرو کہ تمہین کوئی پستی لاحق نہین ہوئی ہے۔ اور تو اس سے خوش ہو اور تیرے سے ہماری آنکھین ٹھنڈی رہین۔ وَدَعَوْتَنِیْ وَعَلِمْتُ اَنَّكَ صَادِقٌ * وَلَقَدْ صَدَقْتَ وَکُنْتَ ثَمَّ اَمِیْنًا تم نے (ای محمد) مجھکو بلایا اور مین نے جان لیا کہ تم میرے خیر خواہ ہو۔ بیشک تم نے سچ کہا اور بیشک خدا کے پاس امانت دار ہو۔ وَلَقَدْ عَلِمْتُ بِاَنَّ دِیْنَ مُحَمَّدٍ

من کلامه وقیل انه من کلامه واتی به للتعمیة علی قریش لیوهم علیهم انه معهم وعلی ملتهم ولم یتابع محمد الیقبلوا حمایته و یمتثلوا امره ومن شعره قوله فی النبی صلی الله علیه وسلم

وابیض یستسقی الغمام بوجهه	ثمال الیتامی عصمة للارامل
یلوذ به الهلاك من آل هاشم	فهم عنده فی رحمة وفواضل

وهذان البیتان من قصیدة طویلة لابی طالب قیل انها ثمانون

مِنْ خَیرِ اَدْیَانِ الْبَرِیَّةِ دِیْنًا ٭ یعنے اور بہ تحقیق جان لیا کہ تمام ادیان سے دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم بہتر ہے ٭ اور بعض نے ان ابیات کے بعد اس بیت کو بھی زاید کیا شعر لَوْلَا الْمُسَبَّةُ اَوْحِذَارُ مَلَامَةٍ لَوَجَدْتَنِیْ سَمْحًا بِذَاكَ مُبِیْنًا یعنے اگر نہوتا خوف طعن اور ملامت کا تو تم مجھے اوس دین کے باب مین کہلم کہلا اصاف گویا تے۔ کہا گیا ہے کہ یہہ بیت موضوع ہی لوگون نے اوسکو ابیطالب کے اشعار مین داخل کردیا ہے اور یہ ابیطالب کا کلام نہین ہے اور بعضون نے کہا ابیطالب کا کلام ہے قریش سے چھپانے کے واسطے اسکو کہا تا کہ وہ سمجہین کہ ابیطالب اونہی کے ساتھ اور اونہی کے مذہب پر ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع نہوا تا کہ ابیطالب کی حمایت کو قبول کرین اور اوس کے حکم کو مانین اور یہ شعر بھی ابیطالب کا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین شعر

بیتا افرد لها بعض العلماء شرحا مستقلا وقیل انها تزید علی مائة
بیت قالها ابو طالب حین حصر قریش لهم فی الشعب واخبر قریشا
انه غیر مسلم محمدا رسول الله علیه وسلم لاحد ابدا حتی یهلک
دونه ومدحه فیها مدحا بلیغا واتی فیها بکلام صریح فی انه مصدق
بنبوته ومؤمن به فمنها البیتان السابقان ومنها قوله۔

لعمری لقد کلفت وجدا باحمد	واحببته حب المحب المواصل
وَاَبیضَ یُستَسقَی الغَمَامُ بِوَجهِهٖ	ثِمَالُ الیتامی عِصمَةٌ لِّلاَرَامِلِ
یَلُوذُ بِهِ الهُلاکُ مِنْ اٰلِ هَاشِمٍ	فَهُمْ عِندَهٗ فِی رَحمَةٍ وَفَوَاضِلِ

جسکا ترجمہ سابق گذرا یہ دو بیت ابو طالب کے قصیدہ طویلہ سے ہین
کہا جاتا ہے کہ اس کے اسّی بیت ہین بعض علماء نے صرف قصیدہ
مذکورہ کی ایک مستقل شرح لکھی ہے اور بعض کا قول ہے کہ یہہ قصیدہ
ایک سو بیت سے بھی زائد ہے جب ابو طالب مع بنی ہاشم شعب
مین محصور تھے اوسوقت کہا تھا۔ اور قریش کو خبر دیا تہا کہ محمدؐ کو جو
اللہ کا رسول ہے ہرگز کسی کے سپرد نہ کرونگا یہانتک کہ سب ہلاک
ہو جائین۔ اور اس قصیدہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت
ہی بلیغ مدح کی اور اوس مین ایسا کلام ذکر کیا کہ جس سے بصراحت
معلوم ہوتا ہے کہ ابو طالب نبوت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مصدق

وقد علموا ان ابننا لا مكذب	لدينا ولا يعزي لقول الاباطل
فمن مثله في الناس اي مؤمل	اذا قاسه الحكام عند التفاضل
حليم رشيد عاقل غير طائش	يوالي الها ليس عنه بغافل
واصبح فينا احمد في ارومة	تقصر عنها سورة المتطاول
حديت بنفسي دونه وحميته	ودافعت عنه بالذرى والكلاكل

وفي القصيدة ابيات كثيرة مثل هذه في المعنى والبلاغة قال ابن

تھے اور آپ پر ایمان لائے تھے پس اسی قصیدہ کے وہ دو بیت
ہین جو اوپر مذکور ہوے اور یہہ اشعار بھی اوسی قصیدہ کے ہین شعر
لَعَمْرِیْ لَقَدْ کَلِفْتُ وَجْدًا بِاَحْمَدَ وَاَحْبَبْتَهُ حُبَّ الْمُحِبِّ الْمُوَاصِلِ
یعنے میری حیات کی قسم مین احمد کی محبت کا مبتلا ہو گیا ہون۔ اور لگاتار
حاضر رہنے والے دوست کی طرح اوسکو چاہتا ہون۔ وَقَدْ عَلِمُوْا اَنَّ
اِبْنَنَا لَا مُکَذَّبٌ * لَدَیْنَا وَلَا یَعْزِیْ لِقَوْلِ الْاَبَاطِلِ * سبکو معلوم ہے
کہ ہمارا فرزند (محمد) ہمارے پاس جھوٹھا ٹھہرا ہوا نہین ہے اور نہ کسی
نکمی بات کی طرف اوسکو منسوب کیا جا سکتا ہے۔ فَمَنْ مِثْلُهُ فِی النَّاسِ
اَیُّ مُؤَمَّلٍ * اِذَا قَاسَهُ الْحُکَّامُ عِنْدَ التَّفَاضُلِ * بھلا جب حکام لوگون کے
درمیان ایک کو دوسرے پر فوقیت دینے کے وقت احمد پر قیاس
لگائین تو کسی کے باب مین یہہ امید رکھی جا سکتی ہے کہ وہ اون کے

کثیران هذه القصیدة بلیغة جدا لا یستطیع ان یقولها الامن نسبت الیه وهی افحل من المعلقات السبع وابلغ فی تادیة المعنی واخرج البیهقی عن أنس بن مالك رضی الله عنه قال جاء اعرابی الی النبی صلی الله علیه وسلم وشکا الجدب والقحط وانشد ابیاتا فقام رسول الله صلی الله علیه وسلم حتی صعد المنبر فرفع یدیه الی السماء ودعا فما رد یدیه حتی التقت السماء بأبراقها ثم بعد ذلك جاؤا یضجون من کثرة المطر خوف الغرق

شل ہو سکیگا۔ حَلِیْمٌ رَشِیْدٌ عَاقِلٌ غَیْرُ طَائِشٍ + یُوَالِی اِلٰهاً لَیْسَ عَنْهُ بِغَافِلٍ وہ بردبار ہین خوش حالی کی راہ پاے ہوے ہین عقلمند ہین سبک مزاج وسبک حرکات نہین ہین اوس خدا کے ساتھ لو لگائے ہوے ہین (دوست) ہین جو اون سے غافل نہین ہے۔ وَاَصْبَحَ فِیْنَا اَحْمَدُ فِیْ اَرُوْمَةٍ + تُقَصِّرُ عَنْهَا سَوْرَةُ الْمُتَطَاوِلِ احمد ہمارے درمیان اوس عزت منداصل والی گروہ مین جس کے آگے ہر یک دست دراز کی حدت کوتاہ ہے۔ حَدِبْتُ بِنَفْسِیْ دُوْنَهٗ وَحَمَیْتُهٗ + وَدَافَعْتُ عَنْهُ بِالذُّرٰی وَالْکَلَاکِلِ۔ مین نے اپنی جان کو وقف کر دیا ہے کہ اوس تک کسی کو پہنچنے نہ دون اور اوسکی حمایت مین نے کی ہے اور سرون اور سینون کی طاقتون سے اوسپر سے سبکو ٹالدیا ہے۔ اور قصیدہ مین ایسی بہت سی پر معنی اور بلیغ ابیات ہین۔ ابن کثیر نے کہا

فقال صلی اللہ علیہ وسلم اللهم حوالينا ولا علينا وضحك صلی اللہ علیہ وسلم
حتى بدت نواجذه ثم قال لله در ابيطالب لو كان حيا لقرت عيناه
من ينشدنا قوله فقال على رضی اللہ عنہ وکرم وجهه كانك تريد قوله
وابيض يستسقى الغمام بوجهه * ثمال اليتامى عصمة للارامل
فقال صلی اللہ علیہ وسلم أجل قال البرزنجي فقول النبي صلی اللہ علیہ
وسلم در ابی طالب يشهد له بانه لورای النبی صلی اللہ علیہ وسلم

کہ یہہ قصیدہ نہایت ہی بلیغ ہے ابیطالب کے سوا اس کے کہنے کا قدرت
کسی کو نہین ہی اور یہہ قصیدہ معلقات سبعہ سے بہتر اور اداء معنی مین زیادہ
بلیغ ہے۔ انس بن مالک رض سے بیہقی نے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے نزدیک ایک اعرابی آیا اور تنگی وقحط کی شکایت کی اور چند ابیات بھی پڑھا
پس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے اور منبر پر سوار ہو کے اپنے ہاتون
کو آسمان کے طرف اوٹھایا اور دعا کیا ہنوز دست مبارک نیچے نہین فرمایا تہا
کہ آسمان پر ابر جمع ہوگیا۔ بعد ازان کثرت بارش کی شکایت کرتے ہوئے
آئے کہ کثرت بارش سے خوف غرق پیدا ہوا ہے پس فرمایا رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یا اللہ ہمارے اطراف مین برسا اور ہم پر مت برسا
اور ہنسا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہانتک کہ کوچلیان نمایان ہوئے۔ بعد ازان
فرمایا ابیطالب کی بہتری اللہ ہی کی ہے اگر ابو طالب زندہ ہوتا تو البتہ اوسکی

وهو يستسقى على المنبر اسرہ ذلك ولقرت عيناه فهذا من النبی صلی اللہ
علیہ وسلم شہادۃ لابیطالب بعد موتہ انہ کان یفرح بکلمات النبی
صلی اللہ علیہ وسلم وتقر عینہ بہا وما ذلك الا السرور فی قلبہ
من تصدیقہ بنبوتہ وعلمہ بکمالاتہ ثم قال البرزنجی فتامل ہذہ
المعانی الدقیقۃ ولا تکن ممن استحقرہا لحقارۃ قائلہا وفوق کل ذی علم
علیم ومن غرر مدائح ابیطالب للنبی صلی اللہ علیہ وسلم الدالۃ علی

آنکہون کو اوسکا شعر ٹہنڈا کرتا جسکو اوس نے ہمارے لئے بنایا تہا پس علی
رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ نے عرض کیا کہ شاید آپ کی مراد یہہ قول ہے
وَابْيَضَّ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ✱ ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِلْاَرَامِلِ
ترجمہ سابق گذرا۔ رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت سچ کہا
برزنجی نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہہ قول وَلِلّٰهِ دَرُّ یعنے ابی طالب
کے لئے اس امر کی گواہی دیتا ہے کہ اگر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
منبر پر بارش کی دعا کرتے ہوے دیکہتے تو یقیناً خوش ہوتے اور انکی آنکہین
ٹہنڈی ہوتین پس یہہ ابیطالب کے لئے اونکی موت کے بعد نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے اس امر پر گواہی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات
سے ابیطالب خوش ہوتے تھے اور اون سے اونکی آنکہین ٹہنڈی ہوتی
تہین اور یہہ نہین تہا مگر ایک بہید کے سبب سے اور ابیطالب کے قلب مین

تصدیقہ ایاہ قولہ

اذا اجتمعت یوما قریش لمفخر فعبد مناف سرہا وصمیمہا

فان حصلت انساب عبد منافہا ففی ہاشم اشرافہا وقدیمہا

وان فخرت یوما فان محمدا ہو المصطفی من سرہا وکریمہا

وہذا موافق لقولہ صلی اللہ وسلم واصطفانی من بنی ہاشم قال البرزنجی

وہذا نطق بالوحی قبل صدورہ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانہ صلی اللہ علیہ وسلم اخبر بذلک

نبوت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق اور اون کے کمالات کا علم قرار پاگیا تہا۔ برزنجی نے کہا کہ ان دقیق معانی مین تامل کراور تو بہی اون لوگون مین شامل مت ہوجا جنہون نے ان معانی کو اون کے قایل کے حقیر ہونیکے وجہ سے حقیر جانا ہر ایک ذی علم پر دوسرا فایق ہے بعض مدایح ابوطالب سے جو تصدیق نبوت پر دال ہین یہہ اشعار بہی ہین شعر اِذَا اجْتَمَعَتْ یَوْمًا قُرَیْشٌ لِمَفْخَرٍ + فَعَبْدُ مَنَافٍ سِرُّہَا وَصَمِیْمُہَا کوئی دن قوم قریش کسی فخر کے لئے جمع ہوتی ہے۔ (کسی فخر کے اظہار کا قصد کرتی ہے) تو عبد مناف کا خاندان ہی اوس قوم کی عمدہ اور خالص جماعت ہے۔ فَاِنْ حَصَلَتْ اَنْسَابُ عَبْدِ مَنَافِہَا + فَفِیْ ہَاشِمٍ اَشْرَافِہَا وَقَدِیْمِہَا۔ پہر اگر قریش مین سے خاندان عبد مناف کے نسب جمع ہوجائین تو اس خاندان کے اشراف اور قدیمی شرف والے

ستخب ان سب

بعد مدة من قول ابیطالب والحدیث وحی کالقران فثبت بهذه الاخبار
والاشعار ان اباطالب کان مصدقا بنبوة النبی صلی اللہ وسلم وذلک
کاف فی نجاته قال القرافی فی شرح التنقیح عند قول ابیطالب
وقد علموا ان ابننا لامکذب ✻ لدینا ولا یعزی لقول الاباطل
ان هذا تصریح باللسان واعتقاد بالجنان وان اباطالب ممن
امن بظاهره وباطنه غیرانه کفر ظاهرا ولم یذعن للفروع وکان

لوگ بنی ہاشم ہی ہوتے ہین وَاِنْ فَخَرَتْ یَوْمًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا ✻ ہُوَ الْمُصْطَفٰی
مِنْ سِرِّہَا وَکَرِیْمِہَا اور اگر بنی ہاشم کوی دن فخر کرین تو محمد ہی اس گروہ
کے عماید اور خالص شرف والون مین برگزیدہ ہین۔ اور یہہ قول قول رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہے۔ آپ نے فرمایا تہا وَاصْطَفَانِیْ مِنْ
بَنِیْ ہَاشِمٍ یعنے مجہکو بنی ہاشم سے برگزیدہ کیا۔ برزنجی نے کہا کہ ابیطالب
کا یہہ قول نطق بالوحی ہے قبل صدور وحی کے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے قول ابیطالب سے ایک مدت بعد اسکو فرمایا تہا اور حدیث بھی مثل
قرآن کے وحی ہے۔ پس ان اخبار واشعار سے ثابت ہوا کہ ابوطالب
نبوت رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مصدق تھے اور اون کے
نجات کے لئیے یہی کافی ہے۔ شرح تنقیح مین قرافی نے ابیطالب کے
اس قول کے نسبت شعر وَقَدْ عَلِمُوْا اَنَّ اِبْنَنَا لَامُکَذِّبٌ ✻ لَدَیْنَا وَلَا

يقول انی لا اعلم ان ما يقول ابن أخی حق ولولا انی اخاف ان تعيرنی نساء قريش لاتبعته اه واجيب كما مر بانه لم يذ عن ظاهرا خوفا من ان قريشا لاتقبل حمايته وقوله لولا انی أخاف ان تعيرنی نساء قريش انما قال ذلك تعمية على قريش ليوهم عليهم انه على دينهم وهذا عذر صحيح بلغ به تمكين النبی صلى الله عليه وسلم فی نبوته والدعوة الى ربه وجاء فی صحيح مسلم انه يقال للنبی صلى الله عليه وسلم يوم القيامة

يعزی لقول الاباطل جسکا ترجمہ پیشتر مذکور ہوگیا ہے بیان کیا کہ یہہ حقیقت مین تصریح باللسان وتصدیق بالجنان ہے اور بلاشک ابوطالب منجملہ اون اشخاص کے تھے جنہون نے ظاہر وباطن سے ایمان لائے مگر ظاہر مین اونہون نے اسلام نہین لایا اور فروع اسلام کی اطاعت نہ کی اور ابوطالب کہتے تھے کہ مین خوب جانتا ہون کہ میرا بھتیجا جو کچھہ کہتا ہے حق ہے اگر مجھکو زنان قریش کے طعنہ زنی کا خوف نہوتا تو بےشک اوسکی اتباع کرتا۔ آہ۔ اور جیسا کہ پیشتر مذکور ہوا اسطرح پر جواب دیا گیا ہے کہ صرف اس خوف سے کہ قریش اوسکی حمایت کو قبول نہ کرینگے ظاہر مین اطاعت نہ کی اور یہہ قول (اگر مجھکو زنان قریش کے طعنہ زنی کا خوف نہوتا) صرف قریش سے چھپانے کے لئے کہا تاکہ وہ اس خیال مین رہین کہ ابوطالب اونہی کے دین پر ہے۔ اور یہہ صحیح عذر ہے جسکی وجہ سے کامل ہوا نبی

اخرج من كان فى قلبه مثقال حبة من خردل من ايمان فهذا الحديث
وغيره مما يماثله من الاحاديث كلها تدل بظاهرها على ان النطق
بالشهادتين ليس شرطا فى النجاة بل ولا دخل له فيها والا لما كان
قائلها نفاقا فى الدرك الاسفل من النار ثم قال البرزنجي وهذا
الذى اخترناه من كون نجاة ابيطالب لما كان عنده من التصديق
الكافى فى النجاة الاخرة هو طريق المتكلمين من ائمتنا الاشاعرة وهو

صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام نبوت اور دعوت الی الحق مین۔ اور یہہ روایت
صحیح مسلم مین آئی ہے کہ قیامت کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا جائیگا
کہ جس کے دل مین رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہو اوسکو دوزخ
سے آپ نکال لو اور یہہ حدیث اور سوا اس کے اس قسم کے اور
تمام احادیث بالظاہر اس امر پر دلالت کرتے ہین کہ نجات کے لئے
نطق بالشہادتین شرط نہین ہے بلکہ اوسکو نجات مین کوئی دخل نہین ہے
ورنہ نفاق سے کلمہ پڑھنے والا آگ کے درک اسفل مین داخل نہوتا
پھر برزنجی نے کہا کہ ابیطالب مین اوس تصدیق کے پائے جانے
کیوجہ سے جو نجات آخرت کیلئے کافی ہو ہم نے نجات ابیطالب کے
متعلق جو مسلک اختیار کیا یہی طریقہ ہمارے ائمہ متکلمین اشاعرہ کا ہے
اور اسی پر احادیث شفاعت دلالت کرتے ہین اور احادیث شفاعت

ما دلت عليه احاديث الشفاعة واحاديث الشفاعة كثيرة
وكلها فيها التصريح بأنها لا تنال مشركا وقد نالت الشفاعة اباطالب
كما سيأتى بيانه فدل ذلك على عدم اشراكه ثم ذكر البرزنجى
الدلائل التى تمسك بها القائلون بعدم نجاته وقلب استدلالهم بها
على عدم النجاة وجعلها دالة على النجاة فمن ذلك ما رواه البخارى
ومسلم عن العباس بن عبد المطلب رضى الله عنه عم النبى صلى الله

بہت ہین اور اون تمام مین اس امر کی تصریح ہے کہ شفاعت مشرک کو
نصیب نہوگی۔ اور اسکا بیان قریب آویگا کہ یقیناً ابیطالب کو شفاعت
نصیب ہوگی۔ پس یہہ مضمون ابیطالب کے مشرک نہونے پر دلالت
کرتا ہے۔ اس کے بعد برزنجی نے اون دلائل کا ذکر کیا کہ جن پر عدم
نجات ابیطالب کے قائل تمسک کرتے ہین اور لوٹ دیا اون کے استدلال
عدم نجات کو اسطور پر کہ اونہی ادلہ سے نجات ثابت ہوتی ہے۔ پس اون
ادلہ سے ہے یہہ حدیث جسکو بخاری اور مسلم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے چچا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی اونہون
نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ابو طالب آپکی حفاظت اور مدد کرتا ہے
اور آپ کے لئے مخالفین پر غضبناک رہتا ہے پس کیا اوسکو یہہ نفع دیگا۔
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا نعم مین نے اوسکو پایا کثرت

علیه وسلم انه قال لرسول الله صلی الله علیه وسلم ان ابا طالب کان
یحوطک ای یحفظک وینصرک ویغضب لک فهل ینفعه
ذلک قال نعم وجدته فی غمرات من النار ای مشرفا علیها کما سیاتی
تفسیره وفی روایة وکان فی غمرات من النار ای مشرفا علیها
فاخرجته الی ضحضاح ولولا انا لکان فی الدرک الاسفل من النار
والضحضاح مارق من الماء علی وجه الارض الی نحو الکعبین

آتش مین یعنی بلند کیگئی تھی آتش اسکی تفسیر قریب آویگی۔ اور ایک
یہہ ہے وَکَانَ فِی غَمَرَاتٍ مِنَ النَّارِ اَیْ مُشْرِفًا عَلَیْهَا فَاَخْرَجْتُهُ
اِلَی ضَحْضَاحٍ وَلَوْلَا اَنَا لَکَانَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ۔ یعنے
تہا کثرت آتش مین جو بلند کی گئی تھی پس اسکو مین نے نکالا پایاب
تک اگر مین نہوتا تو طبقہ اسفلِ نار مین رہتا۔ (ضحضاح اوسکو
کہتے ہین پانی ملی ہوی نرم زمین کو جو ٹخنون تک ہو پس اسمقام
پر آگ کے لئے بطور استعارہ لیا گیا ہے) ابو سعید خدری سے
بخاری ومسلم نے روایت کیا کہ ابو طالب کا تذکرہ رسالت مآب صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس ہوا آپ نے فرمایا امید ہے کہ اوسکو میری شفاعت
روز قیامت پہونچے پس گردانے جائیگا نار مین جو پہونچے ٹخنون
تک جس سے اوسکا دماغ جوش کہاتا رہیگا۔ اور روایت کیا

فاستعیر للنار وفی روایة للبخاري ومسلم ایضاً عن ابی سعید
الخدري رضي الله عنه انه صلی الله علیه وسلم ذکر عنده عمه
ابو طالب فقال لعله تناله شفاعتی یوم القیامة فیجعل فی ضحضاح
من نار یبلغ کعبیه یغلی منها دماغه وروی مسلم وغیره عنه
صلی الله علیه وسلم ان ابا طالب اهون اهل النار عذابا قال
القائلون بعدم نجاته ان هذه الاحادیث الصحیحة دالة علی
کفره وعلی انه فی النار فلا یمکن القول بنجاته لان النبی صلی الله علیه
وسلم اخبر بحاله فیما بینه وبین الله فی الدار الاخرة فدل علی انه لم
یکن مصدقا بقلبه واما ما صدر منه من نصرة النبی صلی الله علیه وسلم

مسلم وغیرہ نے کہ تحقیق ابوطالب کو بمقابلہ اور اہل نار کے عذاب مین
آسانی ہوگی - جو اشخاص عدم نجات کے قایل ہین اونہون نے کہا کہ
یہہ صحیح حدیثین ابیطالب کے کفر اور اس امر پر دلالت کرتے ہین
کہ وہ دوزخ مین ہے - پس اوس کے نجات کے قایل ہونا
ناممکن ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس کے حال سے
جو درمیان اوس کے اور اللہ تعالی کے دار آخرت مین ہے
خبر دیدی پس مقدمہ مذکورہ دال ہے اس امر پر کہ ابیطالب مصدق
بالقلب نہ تہا لیکن اون سے نصرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جو ظاہر

فانما كان من باب حمية العرب والانفة من ان يغتال ابنه من بين
يديه وقد كلفه بذلك عبد المطلب ثم قال البرزنجي قلت الجواب
ان نفس الاحاديث التي ذكرت تدل على نجاته وذلك ان الله تعالى
قد اخبر عن الكفار بانهم لا يخفف عنهم من عذابها وبانهم لا يفتر
عنهم وبانهم ماهم منها بمخرجين وبانهم لا تنفعهم شفاعة الشافعين
الى غير ذلك وقد ثبت في الاثر الصحيح ان الجحيم هي الطبقة التي يعذب
فيها عصاة المؤمنين ثم يخرجون منها وهي اعلى طبقات النار
وعصاة المؤمنين عذابهم أخف من عذاب الكفار وحيث صح ان

ہوی وہ صرف حمیت عرب سے تھی اور اس معنی کا عار تھا کہ کوئی شخص
اپنے روبرو اپنے فرزند پر غلبہ نکرے اور اسی کی تکلیف دی تھی اونکو عبد المطلب نے
پھر برزنجی نے کہا کہ مین اسکا یہہ جواب دیتا ہون کہ نفس احادیث جو
مذکور ہوے نجات ابو طالب پر دال ہین اور وہ یہہ ہے کہ اللہ تعالی نے
حال کفار سے اسطرح خبر دیا کہ اون سے عذاب دوزخ کا تخفیف نہین کیا جائیگا
اور اوسمین سستی نہوگی اور وہ دوزخ سے خارج ہونگے اور اون کے لئے
کسی کی شفاعت فائدہ نہ دیگی اور سواے اسکے بھی ہے۔ اور تحقیق خبر صحیح
سے ثابت ہوا کہ جحیم ایک طبقہ ہے جس مین مومنین گنہ گار کو عذاب دیا جائیگا
پھر وہ اوس سے نکالے جائینگے۔ اور کل طبقات نار مین جحیم اعلی ہے اور مومنین

ابا طالب اهون اهل النار عذابا على الاطلاق فيكون اهون عذابا
حتى من عصاة المؤمنين ولو لم نقل بذلك لما صدق قوله صلى الله
عليه وسلم انه اهون اهل النار عذابا ولو فرض انه كافر يخلد فى النار
وهو اهون اهل النار عذابا لكان عذاب الكفر اهون من عذاب
بعض المؤمنين العصاة وهذا لا يقول به احد فثبت ان عذابه
اهون من عصاة المؤمنين وثبت انه تنفعه شفاعة النبى صلى الله
عليه وسلم ولهذا خفف عنه العذاب وجعل اخف اهل النار

گنہ گار کا عذاب عذاب کفار سے خفیف تر ہوگا اور جبکہ عذاب مین
ابیطالب کا مطلقاً اہل نار سے اہون ہونا ثابت ہو گیا تو وہ عذاب مین
مومنین گنہ گار سے بھی اہون ہونگے اگر ہم یہہ نہ کہین تو صادق نہ آیگا
یہ قول رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا اَنَّہٗ اَھْوَنُ اَھْلِ النَّارِ عَذَابًا
یعنے تحقیق کہ وہ اہل نار سے اہون ہے عذاب مین اور اگر فرض کر لیا جاے
کہ وہ کافر ہے آگ مین ہمیشہ رہیگا اور وہ عذاب مین اہل نار سے اہون
بھی ہے تو کفر کا عذاب بعض مومنین گنہ گار کے عذاب سے اہون
ہونا لازم آویگا حالانکہ اسکا کوئی قایل نہین ہے پس ثابت ہوا کہ ابیطالب
کا عذاب مومنین گنہ گار کے عذاب سے اہون ہے اور یہہ بھی ثابت
ہوا کہ انکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت فائدہ دیگی۔ اسی واسطے

آسان

عذابا فاخرج من طمطام النار و غمراتها ای ابعد عما کان مشرفا علی دخوله لولا النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی ضحضاح منها والبس نعلین من النار فصارت لا تغطی ظهور رجلیه وهذه هی اعلی النار کلا اعلی منها بحیث ان النار ما مست الا تحت قدمیه ولیس ذلك الا فی الطبقة الفوقانیه التی مکان عصاة هذه الامة **وقد صحت** الاحادیث بانهم یخرجون منها بحیث لا یبقی فیها من کان فی قلبه أدنی أدنی أدنی من مثقال حبة من خردل من ایمان **وقد صح** ایضا ان

اوس سے عذاب تخفیف کیا جائیگا اور اخف اہل نار گردانا جائیگا عذاب مین ۔ پس خارج فرمائینگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کثرت نار اور اوس کے سختیون سے یعنے اوس مقام سے دور فرمائینگے کہ جہان ابیطالب کو (نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پایاب نار کے طرف نہ نکالنے کی صورت مین) قریب داخل ہونے والے ہونگے اور آگ کے نعلین پہنائے جائینگے جس مین دونون پیر ڈہنپ جائینگے یہہ طبقہ سب کے اوپر کا ہے جسپر دوسرا طبقہ نہین باین حیثیت کہ نہین مس کرتی آتش مگر تحت مین قدمون کے اور یہہ نہوگا مگر طبقہ فوقانیہ مین جو مکان اس امت کے گناہگارون کا ہے ۔ اور تحقیق کہ اس مضمون کے احادیث صحت کو پہونچے ہین کہ خارج ہونگے مومنین دوزخ سے یہانتک کہ باقی نرہیگا

هذ الطبقة بعد ما يخرج منها عصاة هذه الامة تنطفي نارها وتصفق الريح ابوابها وينبت فيها الجرجير ولا يجوز ان ينبت فيها الجرجير وفيها نار تمس تحت القدم فوجب ان يخرج منها ابو طالب بهذه الادلة و كلها صحيحة ثم قال البرزنجي ونقول ورد في الصحيح انه صلى الله عليه وسلم قال شفاعتي لاهل الكبائر وفي لفظ لمن لم يشرك بالله شيئا واللام للاختصاص مثل الحمد لله ومعناه شفاعتي مختصة باهل الكبائر وحيث كانت مختصة باهل الكبائر فهي لا تكون لمشرك يعني

آتش ہین جس کے قلب مین رائی کے دانہ سے بہی بہت ہی کمتر ایمان ہو اور یہہ حدیث بہی صحت کو پہنچی ہی کہ اس طبقہ سے اس امت کے گنہ گار نکلنے کے بعد اوسکی آگ بجھ جاویگی اور دروازون پر ہوا مارتی رہیگی اور اوگیگا گہانس حالانکہ جہان ایسی آگ ہو کہ کفِ پا کو مس کرتی وہان گہانس پیدا نہین ہوسکیگا پس ان ادلہ سے واجب ہوا کہ مقام مذکور سے ابو طالب نکالا جاوے اور جمیع ادلہ صحیح ہین پھر برزنجی نے کہا کہ اور ہم کہتے ہین کہ صحیح مین وارد ہوا ہے کہ فرمایا رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے شَفَاعَتِی لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ یعنے میری شفاعت اہل کبائر کیلئے ہی۔ اور یہہ لفظ بہی وارد ہی لِمَن لَّم یُشْرِکْ بِاللّٰہِ شَیْئًا یعنے میری شفاعت اوس کے لئے ہی کہ جس نے اللہ کے ساتھ کوئی شریک نکیا ہو۔ اور لام اختصاص کے لئے آیا مثل الحمد للہ کے پس اوسکا معنی یہہ ہے

ان الشفاعة التی لغفران الذنوب تختص باھل الکبائر فان الصغائر یکفرها
اجتناب الکبائر والکفار لا تنفعهم شفاعة الشافعین لان الله لا یغفر
ان یشرك به واذا لم یغفر لم یدخل تحت الشفاعة لان کل عذاب فی مقابلة
ذنب مالم یغفر ذلك الذنب لا یرفع عنه العذاب الذی فی مقابلته واذا
لم یغفر الشرك صدق ان لا تنفعه شفاعة الشافعین والشافعین جمع
محلی باللام فیفید العموم لجمیع الشافعین فتدخل شفاعته صلی الله علیه وسلم

کہ میری شفاعت مختص ہی اہل کبایر کے ساتھ اور جب اہل کبائر کے ساتھ
مختص ہوئی تو وہ مشرک کو نصیب ہوگی یعنی جو شفاعت بخشایش ذنوب کیلئے
ہوگی وہ اہل کبائر کے ساتھ خاص ہوگی کیونکہ گناہ کبیرہ سے بچنا یہ کفارہ
ہو جاتا ہے گناہ صغیرہ کا اور کفار کو شفاعت شافعین کی نافع نہین ہے
کیونکہ خدا تعالی شرک کو نہین بخشتا اور جب شرک کو نہین بخشتا ہی تو اوسکو
تحت شفاعت داخل نہین کریگا۔ کیونکہ ہر ایک عذاب ایسے گناہ کے عوض
مین ہے کہ جب تک وہ بخشی نجائے اوسکے عوض کا عذاب رفع نہوگا۔ اور
جبکہ شرک کی بخشایش نہین ہوئی ہے تو یہ صادق آیا لَا تَنْفَعُهُ شَفَاعَةُ
الشَّافِعِیْنَ یعنے نہین نفع دیگی مشرک کو شافعین کی شفاعت اور لفظ
الشافعین جمع محلی باللام ہے جو فائدہ دیتا ہے عموم شافعین کا پس اس
عموم مین داخل ہوگئی شفاعت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی پس وہ

فانما لا تنفع الكافرين كما لا تنفعهم شفاعة غيره و ابو طالب قد نفعته
شفاعة النبي صلى الله عليه وسلم فخفف عنه العذاب واخرج من
غمرات النار الى ضحضاح النار بشفاعة النبي صلى الله عليه وسلم
فوجب ان يكون من اهل الكبائر ما عدا الكفر ووجب ان يخرج من النار
ولانه صار من عصاة الامة الذين هم في الطبقة العليا وكل من كان
كذلك يخرج ويدخل الجنة وهذا معنى قوله صلى الله عليه وسلم
ارجوله من ربي كل خير وهذا الحديث اخرجه ابن سعد وابن عساكر

کفار کو نفع نہ دیگی جیسے اورون کی شفاعت بھی اونکو نفع نہین
دیتی ہے اور ابو طالب کو تحقیق نفع دیگی شفاعت رسالت مآب
صلے اللہ علیہ وسلم کی اور اون سے عذاب بھی تخفیف ہوگا۔ اور نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے نکالے جائینگے کثرت آتش سے
ضحضاح نار مین یعنے اوس مقام مین جہان آگ صرف زیر قدم ہوگی
پس واجب ہوا ہونا ابو طالب کا اہل کبائر سے سواے کفر کے اور واجب
ہوا اونکا نکالا جانا آگ سے۔ کیونکہ ہوگئے ابو طالب اون گنہ گاران
اُمت سے جنکا مقام دوزخ مین سب سے اوپر کے طبقہ مین ہوگا۔
اور جو شخص کہ ایسا ہوگا وہ دوزخ سے نکالا جائیگا اور جنت مین
داخل کیا جائیگا۔ اور یہی معنی ہے رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ما ترجو لابی طالب قال کل الخیر ارجوا من ربی ولا یرجی کل الخیر
الا المؤمن ولا یجوز انہ یراد بہذا ما حصل من تخفیف العذاب فانہ
لیس خیرا فضلا عن ان یکون کل الخیر وانما ہو تخفیف الشر وبعض الشر
اہون من بعض والخیر کل الخیر دخول الجنۃ واخرج امام الرازی
فی فوایدہ بسند یعتد بہ فی المناقب عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیامۃ شفعت

اَرْجُوْلَہٗ مِنْ رَبِّیْ کُلَّ خَیْرٍ یعنے اپنے رب سے ہر طرح کے خیر کی امید اسکیلئے
رکھتا ہون۔ اس حدیث کو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ابن سعد وابن
عساکر نے بیان کیا کہ ابن عباس رض نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے
سوال کیا کہ آپ کو اللہ تعالی سے دربارہ ابوطالب کے کیا امید ہی جواب مین
آپ نے فرمایا کہ اپنے رب سے ہر طرح کی امید ابوطالب کے لئے خیر کی
رکھتا ہون اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک خیر کی امید ہنین نہ کہینگے مگر مومن
ہی کیلئے اور جائز ہنین ہے کہ مراد کل الخیر سے تخفیف عذاب لی جاسے کیونکہ
وہ خیر ہی ہنین ہی کل الخیر ہونا تو دربات ہے۔ اور تخفیف عذاب ہی شر ہے
اور بعض شر اہون ہے بعض سے۔ اور خیر جو کل الخیر ہو وہ دخول جنت ہے
اور امام رازی اپنی کتاب فوائد مین ایسی سند سے جس پر مناقب مین اعتبار

لابی وامی وعمی ابیطالب واخ لی کان فی الجاهلیة اورده المحب الطبری
فی کتابه ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ واخرجه ابونعیم
وصرح بان الاخ کان من الرضاع (قال البرزنجی) ان النار اسم للطبقات
کلها وقد اخبر صلی اللہ علیہ وسلم ان اباطالب اخف اهل النار
عذابا علی الاطلاق وبین وجه ذلک بان النار لاتمس الاتحت قدمیه
فلا یجوزان یکون کافرا لان فی المومنین من صح الاخبار عنهم فی ذنب

کیا جاتا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہوگا روز قیامت کامین شفاعت کرونگا اپنے
باپ اور مان اور چچا ابی طالب کی اور بھائی کی جو تھا جاہلیہ مین اس حدیث
کو محب طبری نے کتاب ذخایر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ مین بیان
کیا اور اس حدیث کو ابونعیم نے اخراج کیا ہے اور اس امر کی تصریح کی
ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو برادر رضاعی تھا کہا برزنجی نے کہ نار
جمیع طبقات کا نام ہے اور تحقیق خبر دی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ بلاشبہہ ابوطالب بلحاظ عذاب اخف اہل نار ہے علی الاطلاق
اور اسکی وجہہ یہہ بیان فرمائی کہ آتش مس نہین کریگی مگر اوس کے زیر قدم
کو پس اونکا کافر ہونا جایز نہوگا کیونکہ اس سے سخت عذاب کے اخبار
صرف ایک گناہ کے عوض مین (جیسے خیانت غنیمت یا عقوق والدین

واحد من الغلول او العقوق او تعذیب الھرۃ او التبختر بعد اب اکبر

من ھذا فقد جاء فیمن غل من الغنیمۃ شملۃ صغیرۃ انھا تلتھب علیہ نارًا

وفیمن غل بردۃ من صوف انہ جعل لہ درع مثلھا من نار وان

من جاء بریئا من الغلول دخل الجنۃ وجاء ان عقوق الوالدین من

اکبر الکبائر وذکر فی بعض الاحادیث بعد الشرک باللہ وفی القرآن

واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا وبالوالدین احسانا وصح ثلاثۃ

یا بلی کو تکلیف دینا یا غرور و ناز سے چلنا) مومنین کے حق بھی آئے ہین

پس اوس شخص کے شان مین جس نے مال غنیمت سے ایک چھوٹی کمل

چراوے یہہ خبر آئی ہے کہ وہ آگ بنکر سارق پر شعلہ زن ہوگی۔ اور جو شخص

ایک پشمینہ کپڑا چراوے اوس کے حق مین یہہ وارد ہے کہ سارق کو آگ

کا ویسا ہی کپڑا پہنایا جاویگا۔ اور یہہ بھی آیا ہے کہ جو شخص سرقت سے

بری رہیگا داخل جنت ہوگا۔ اور یہہ بھی آیا ہے کہ والدین کی نافرمانی

اکبر الکبائر ہے۔ اور بعض احادیث مین شرک کے بعد عقوق والدین

کا ذکر ہے اور قرآن شریف مین مذکور ہے وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوا

بِہٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا سورۂ ن رکوع ۵ یعنے بندگی کرو اللہ کی

اور مت شریک کرو اوس کے ساتھہ کسی چیز کو اور والدین سے

احسان کرو۔ اور صحت کو پہونچی یہہ بات کہ کوئی عمل ساتھہ اس تین

لا ینفع معهن عمل الشرک باللہ وعقوق الوالدین والفرار من الزحف

وصح ایضا لا ینظر اللہ یوم القیامة لعاق والدیہ وصحت احادیث

کثیرة فی شدة عذاب العاق لوالدیہ وانہ آخر من یخرج من النار من العصاة

وصح دخلت امراة النار فی هرة ای بسبب حبسها هرة وصحت

احادیث کثیرة فی النهی عن التبختر وشدة العذاب لمن تبختر ولو کان

ابوطالب کافرا لکان عذاب الکفر دون عذاب الکبائر ومع ان

چیز کے نفع نہ دیگا یعنے شرک باللہ اور عقوق والدین۔ اور وقت مقابلہ

میدان جنگ سے بہاگنا۔ اور یہہ بھی صحیح ہے کہ اللہ تعالی قیامت کے روز

عاق والدین پر نظر نکریگا۔ اور بہت احادیث صحیحہ سے عاق والدین

کے لئے شدت عذاب ثابت ہی اور وہ شخص تمامی گناہگارون کے بعد

دوزخ سے نکالا جائیگا۔ اور صحت کو پہونچی ہے یہہ بات کہ ایک عورت

بسبب قید کرنے بلّی کے داخل دوزخ ہوی۔ اور ناز سے چلنے

کی ممانعت مین اور ایسے چلنے والے کو سخت عذاب ہونے کے

بیان مین بہت سی صحیح حدیثین آئی ہین۔ اگر ابوطالب کافر ہوتے تو

کفر کا عذاب کبائر کے عذاب سے کم ہوتا حالانکہ عذاب کفر کا

عذاب الكفر فوق عذاب الكبائر قطعا وهذا لا شك فيه فان الكفر
اكبر الكبائر ولا يغفر بخلاف بقية الكبائر ولو وجد مؤمن عاص
اخف عذابا من ابيطالب لزم الخلف فی قول الصادق صلی الله
علیه وسلم حیث جعله اخف اهل النار عذابا علی الاطلاق فوجب
ان یکون عذابا کعذاب عصاة المؤمنین بل یکون اخف لعصاة
عذابا وهذا العذاب فی مقابلة کبیرة هی ترک النطق بالشهادة

سے کے اور ابیطالب سے کم عذاب پانیوالا اگر کوئی گنہ گار مومن
پایا جاوے تو مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے قول مین کذب
لازم آئیگا کیونکہ آپ نے ابیطالب کو مطلقا اہل نار مین اخف
العذاب قرار دیا ہے۔ پس لازم آیا ہونا ابیطالب کے عذاب کا
مثل عذاب مومنین گنہگار کے بلکہ انکا عذاب گنہگارون کے
عذاب سے بھی اخف ہوگا۔ اور یہہ عذاب ایک کبیرہ یعنی
کلمۂ شہادت کے نہ کہنے کے عوض مین ہے بشرطیکہ ہم یہہ کہین
کہ ابوطالب کلمۂ شہادت نہ کہے اور اونکا یہہ نہ کہنا کبیرہ گناہون

ان قلنا انه لم ينطق بها وان ترك النطق بها معصية من كبائر المعاصی
وان عذره فی ترك النطق بها لا یمنع من صحة الایمان لکنه لا ینفی
کون ذلك الترك معصية أو نطق بها ولم يسمعها النبي صلى الله عليه وسلم
فلم يعتد بها فكانه ما نطق بها وذلك ان النبی صلى الله عليه وسلم
حضر ابا طالب عند الموت وعنده ابو جهل وعبد الله بن ابی
امية المخزومی فقال له النبی صلى الله عليه وسلم ای عم قل
لا اله الا الله كلمة احاج لك بها عند الله فقال ابو جهل وعبد الله
بن أبی امية يا ابا طالب اترغب من ملة عبد المطلب فلم يزالا يردد

کہا اور اوسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سماعت نفرمایا پس نہین حساب
کیا اوسکا پس گویا وہ کلمہ شہادت کہا ہی نہین اور یہہ اسطرح ہے
کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ابیطالب کے پاس اون کے موت کے
وقت تشریف لائے اور اون کے پاس ابو جہل اور عبد اللہ بن
ابی امیۃ المخزومی موجود تھے پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ ای عم قُل لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کَلِمَۃً اُحَاجُ لَکَ بِہَا عِنْدَ اللہِ یعنے
ای چچا لا الہ الا اللہ کہو اس کلمہ کے سبب سے مین تمہارے لئے اللہ کے
پاس حُجت پیش کرونگا پس کہا ابو جہل اور عبد اللہ ابن ابی امیہ نے
ای ابو طالب کیا تم ملت سے عبد المطلب کے رو گردانتے ہو۔ پس اس قول

انه حتى قال ابوطالب آخر ما كلمهم به هو على ملة عبد المطلب وابى
ان يقول لا اله الا الله وفى رواية فلما راى ابوطالب حرص
رسول الله صلى الله عليه وسلم على ايمانه قال يا ابن أخى لولا مخافة
قريش انى انما قلتها جزعا من الموت لقلتها وفى رواية لما تقارب
من ابيطالب الموت نظر اليه العباس فرآه يحرك شفتيه فاصغى
اليه باذنه فسمع منه الشهادة فقال للنبى صلى الله عليه وسلم
يا ابن اخى والله لقد قال اخى الكلمة التى امرته بها ولم يصرح العباس

کو ان ہر دونون سے تکرار کرتے رہے یہانتک کہ ابوطالب نے
بات کی اونہون نے ان لوگون کے ساتھ جو گفتگو کی اوسکا اخیر یہہ تھا
کہ وہ عبد المطلب کے ملت پر ہے اور انکار کیا لا اله الا الله کہنے سے
اور ایک روایت اسطرح وارد ہے کہ جب ابوطالب نے دیکھا کہ
رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ایمان لانے پر کمال آرزو ہے
توکہا اے برادر زادے اگر ہوتا قریش سے خوف طعنہ زنی
کا کہ مین نے موت سے ڈر کر یہہ کلمہ کہا تو بے شک اوسکو کہتا
اور ایک روایت مین یہہ ہے کہ ابیطالب سے جب موت قریب
ہوی تو اون کے طرف عباس نے نظر کیا پس دیکھا اونکو کہ اپنے
دونون لب ہلا رہے ہین پس عباس نے اونکی طرف کان لگادیے

بلفظ لا اله الا الله لکونه لم یکن اسلم حینئذ فقال رسول الله صلی الله
علیه وسلم لم اسمع وھذا معنی قولھم انه صلی الله علیه لم یعتد بھا
فکانه لم ینطق بھا والقائلون بعدم نجاته لم یأخذوا بھذا الحدیث
لکون العباس شھد بھا حال کفرہ قبل ان یسلم وبعضھم ضعف ھذا
الحدیث فعلی تسلیم عدم الاعتداد بنطقه ھذا وان الحدیث ضعیف
فنقول ھو کافر باعتبار احکام الدنیا واما عند الله فھو مؤمن
ناج ممتلی قلبه ایمانا بدلیل ما تقدم عنه مما یدل علی ذلك انه یمکن

پس سُنا اوس سے شہادت کو پس کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ اسے میرے بھتیجے خدا کی قسم ہے میرا بھائی یقیناً وہ کلمہ کہا جسکا آپنے
امر فرمایا تہا اور عباس رضؓ اپنے زبان سے تصریحاً لا الہ الا اللہ
نہ کہے کیونکہ اوسوقت مشرف بایمان نہ ہوے تھے۔ پس رسالتمآب
صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ مین نہین سنا اور یہی ہے مقصود
اون کے اس قول سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکا اعتبار
نہین فرمایا پس گویا ابیطالب نے کلمۂ شہادت نہ کہا۔ اور جو اشخاص
عدم نجات کے قائل ہین وہ اس حدیث کو لیتے ہی نہین اس لئے
کہ یہہ گواہی عباس رضؓ کی قبل اسلام لانے کے حالت کفر کی تھی
اور بعض نے حدیث مذکور کو ضعیف کہا۔ پس ابیطالب کے نطق

ان عدم نطقه بحضور ابی جهل وعبد الله بن امیة حرصا منه

علی بقاء الحفظ للنبی صلی اللہ علیه وسلم وصیانته من اذیتهم

له بعد وفاته لانه کان یری انه اذا اظهر لهم انه علی دینهم

تبقی حرمته وتعظیمه عندهم بعد وفاته فلا ینال النبی صلی الله

علیه وسلم منهم اذی واذا کان هذا قصده کان معذورا فتکون

اجابته لهما بما اجابهم به مداراة لهما لئلا ینفرهما خشیة

بالشہادت کے عدم اعتبار اور ضعف حدیث کو تسلیم کرلینے پر بھی ہم

یہہ کہینگے کہ وہ احکام دنیا کے اعتبار سے کافر ہے لیکن اللہ

کے پاس مومن تھے نجات پانے والا ایمان سے اونکا دل بھرا ہوا

تھا اسکی دلیل پیشتر مذکور ہوی جسپر یہہ امر دلالت کرتا ہے ممکن ہے

کہ ابی جہل اور عبد اللہ بن امیہ کے سامنے ابیطالب کا کلمۂ شہادت

نہ کہنا صرف اس طمع سے ہو کہ اپنے مرنے کے بعد بھی قریش کی اذیت

سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم محفوظ رہیں کیونکہ ابیطالب یہہ سمجھتے تھے

کہ قریش پر جب یہہ ثابت ہوجائیگا کہ وہ اونہی کے دین پر رہے

تو مرنے کے بعد بھی اپنی تعظیم قریش کے پاس باقی رہیگی پس اپنے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت نہ پہونچیگی۔ اور جب کہ ہو یہ قصد

ابوطالب کا تو وہ معذور ہیں پس ابوطالب کا جواب مذکورہ سے

ان یوذوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفاتہ علی انہ
یمکن الجمع بین امتناعہ ونطقہ بانہ امتنع بحضورھما مداراۃ لھما
فلما انطلقا وذھبا نطق بھا واصغی الیہ العباس فسمعہ ینطق بھا
ولھذا قال فی الحدیث السابق ماکلمہم بہ یعنی اباجھل ومن کان معہ
ولم یقل اخر ما تکلم بہ مطلقا فدل علی ان قولہ ھو علی ملۃ عبد المطلب
دلیل علی انہ علی التوحید لان عبد المطلب کان علی التوحید کبقیۃ

اون دونون کو جواب دینا اون کے مدارات کے لئے ہوگا اس
خوف سے کہ کہین اون دونون کو نفرت ہوجاے اور اپنے
مرنے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت نہ پہونچائین اس کے
علاوہ نطق بالشہادت اور امتناع نطق کے دونون روایت
اسطرح جمع بھی ہو سکتے ہین کہ اون دونون کے سامنے اونکی
مدارات کے لئے کلمہ شہادت کہنے سے باز رہا اور جب وہ چلا گئے
تو کلمہ مذکورہ کہا اور اوس کے طرف عباس نے کان لگا دئے تو
سنا کہ کلمہ شہادت کہہ رہا ہے اور اسیواسطے حدیث سابق مین
کہا ماکلمہم بہ یعنے ابیطالب نے ان لوگون کے ساتھ جو
گفتگو کی اور مطلقا یہ نکہا کہ ماتکلم بہ یعنے ابیطالب نے جو گفتگو
کی ہیں اونکا یہ قول کہ وہ عبدالمطلب کی ملت پر ہے دلیل ہے

آبائه صلی الله علیه وسلم کما حقق ذلک الجلال السیوطی وغیرہ
فی رسائل متعددۃ فابہم ابوطالب علیہم الجواب لیرضیہم ظاہرا و
ہو یعلم ان عبد المطلب کان علی التوحید واخرج ابن عساکر
عن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان لابی طالب عندی رحما سابلہا
ببلالہا والقائلون بعدم نجاتہ یقولون ان حدیث الصحیحین

اس امر پر کہ ابیطالب توحید پر تھے کیونکہ عبد المطلب بھی مثل باقی
آبا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے توحید پر تھے چنانچہ اسکی تحقیق جلال الدین
سیوطی وغیرہ نے اپنے رسائل مین کی ہے پس ابوطالب نے
اپنے جواب کو اونپر مبہم رکھا تاکہ ظاہر مین اونکو راضی کرے حالانکہ
ابوطالب جانتے تھے کہ عبد المطلب توحید پر تھے اَخرَجَ اِبْنَ عَسَاکِرِ
عَنْ عُمَرِ بْنِ الْعَاصِ رض قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
یَقُوْلُ اِنَّ لِاَبِیْ طَالِبٍ عِنْدِیْ رِحمًا سَاَبُلُّہَا بِبِلَالِہَا یعنے عمر بن
العاص سے ابن عساکر اخراج کیا کہ کہا مین سنا کہ فرماتے تھے رسالت
مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس ابیطالب کی ایسی قرابت
ہے کہ مین قریب اوس کے لایق صلہ رحمی کرونگا اور عدم نجات
ابیطالب کے قایل یہہ کہتے ہین کہ صحیحین کی یہہ حدیث جس مین

الذی فیہ کان فی غمرات من النار یدفع ایمانہ وان ھذا شان

من مات علی الکفر قال البرزنجی قلنا لیس من شان من مات

علی الکفر یکون فی ضحضاح من النار بل شانہ ان یکون فی الدرک

الاسفل من النار فقبول الشفاعۃ فیہ حتی صار فی ضحضاح دلیل

علی عدم کفرہ اذ لا تقبل فی الکافر شفاعۃ الشافعین وقولہ صلی اللہ

علیہ وسلم لولا انا کان فی الدرک الاسفل من النار معناہ لولا ان

کَانَ فِیْ غَمَرَاتٍ مِنَ النَّارِ آیا ہے ابیطالب کے ایمان کو دفع

کرتی ہے اور یہہ شان اوسکی ہے جو کفر پر مرے۔ برزنجی نے

کہا ہم کہتے ہین کہ جو شخص کفر پر مرے اوسکی یہہ شان نہین ہے کہ ضحضاح

نار یعنے ایسے مقام مین رہے کہ جہان آگ صرف زیر قدم ہو بلکہ آگ

کے طبقۂ اسفل مین رہنا اوسکی شان ہے۔ پس ابیطالب کے حق

مین شفاعت کا مقبول ہونا یہانتک کہ وہ ضحضاح مین ہوجاے یہہ

دلیل ہے اوس کے عدم کفر پر کیونکہ کافر کے حق مین شفاعت کرنیوالون

کی شفاعت مقبول نہو گی۔ اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا

یہہ قول لَوْلَا اَنَا لَکَانَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ یعنے اگر مین نہوتا

تو ہوتا ابوطالب درک اسفل مین نار سے اسکا معنی یہہ ہے کہ اگر

اللہ تعالی میرے سبب سے ابیطالب کو ایمان کی ہدایت نکرتا تو البتہ مرتے

الله هداه بی للایمان لمات کافرا وکان فی الدرك الاسفل من النار

فهو نظیر قوله صلی الله علیه وسلم فی ولد الیهودی الذی زاره

صلی الله علیه وسلم فی مرضه وعرض علیه الاسلام فاسلم ومات

الحمد لله الذی انقذه بی من النار وحینئذ ظهر لنا معنی لطیف

فی هذا الحدیث الآخر الذی کان فی غمرات من النار فشفعت له

فاخرج الی ضحضاح منها وهو ان المعنی کان مشرفا علی دخول الغمرات

کافر اور ہوتے درک اسفل مین پس قول مذکور نبی صلی اللہ علیہ و

آلہ وسلم کے اس قول کی نظیر ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْقَذَہٗ بِیْ مِنَ

النَّارِ یعنے سب تعریف اللہ ہی کو سزاوار ہے کہ جس نے میری وجہ

سے اس یہودی کے لڑکے کو آگ سے نجات دیا۔ آپ نے یہہ

ارشاد یہودی کے اوس لڑکے کے شان مین فرمایا تہا کہ جس سے

آپ نے اوسکی حالت مرض مین ملاقات کی اور اوسپر اسلام پیش فرمایا

پس وہ اسلام لایا اور مرگیا۔ اور اس حالت مین ظاہر ہوگیا ہمارے لئے

ایک لطیف معنی اس دوسری حدیث مین کَانَ فِیْ غَمَرَاتٍ مِنَ النَّارِ

فَشَفَعْتُ لَہٗ فَاَخْرَجَ اِلٰی ضَحْضَاحٍ مِنْھَا معنی لطیف یہہ ہے کہ ابیطالب

آگ کی سختیون مین قریب داخل ہونیوالے تھے جبکہ اونہون نے

کلمہ شہادت کہنے سے انکار کیا تہا پھر شفاعت کی مین نے اوس کے

حیث ابی ان یشہد ثم تشفعت فیہ فہداہ اللہ للایمان ولایناف
هذا قوله الا لم اسمع لجواز ان الله اخبره بعد ذلك وقوله تعالى انك
لا تهدی من احببت ولکن الله یهدی من یشاء وان نزلت فی

حق مین پس اللہ نے اوسکو ایمان کی ہدایت کی نہین ہے یہہ معنی منافی
اوس قول کے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آنا لم اسمع یعنے
مین نہین سنا کیونکہ جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے واسطے بعد خبر دی
ہو اور اللہ تعالیٰ کا یہہ قول اِنَّكَ[1] لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ
يَهْدِي مَن يَشَاءُ سورہ قصص یعنے تحقیق تو نہ ہدایت دیگا جسکو تو دوست

[1] امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین لکھتے ہین کہ ظاہر آیت کفر ابیطالب پر دلالت نہین کرتی لیکن زجاج کہتا ہے کہ مسلمانون کا اجماع اس امر پر ہے کہ یہہ آیت ابیطالب کے شان مین نازل ہوی۔ ابو طالب اپنی موت کے وقت کہے کہ ای گروہ بنی عبد مناف محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرو اور انکو صادق جانو اسی مین تمہاری فلاح اور رشد ہے اوسوقت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای چچا کیا آپ دوسرون کو نصیحت کرتے ہو اور اپنی ذات کو چھوڑ دیتے ہو۔ ابو طالب نے کہا کہ اے میرے بھتیجے تمہارا کیا ارادہ ہے آپ نے فرمایا کہ مرنے کیوقت لا الہ الا اللہ کہو تا کہ مین اللہ تعالیٰ کے پاس اسکی گواہی دون۔ ابو طالب نے کہا کہ اے میرے بھتیجے بے شک تم سچے ہو لیکن مین اسوجہ سے مجبور ہون کہ مخالفین کہینگے کہ

ابيطالب فنزولها فيه لا ينافی ان الله هو الذي هداه بعد ان أيس النبي صلى الله عليه وسلم منه واخرج ابن سعد وابن عساكر عن علي رضي الله عنه قال اخبرت النبي صلى الله عليه وسلم بموت

کہتا ہے ولیکن اللہ تعالی جسکو چاہے ہدایت دیگا۔ اگر ابو طالب کے شان مین نازل ہوی ہے تو وہ اس امر کی منافی نہین ہے کہ ابیطالب سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مایوس ہونے کے بعد خدانے اوسکو ہدایت دی ہو۔ اور علی رضی اللہ عنہ سے ابن سعد وابن عساکر نے روایت کیا کہ کہا علی رضی اللہ عنہ نے کہ خبر دی مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ابی طالب کی موت کی

موت سے گہبرا کر ایسا کہا۔ میرے بعد تجہے اور تیرے بھائیون کو اذیت دینے کا خوف نہوتا تو بے تامل مین تیری آنکہ ٹھنڈی کرتا کہ جس سے جدائی کیوقت تیری نصیحت و خواہش پوری ہوتی۔ اب مین عنقریب اپنے آباو اجداد یعنے عبد المطلب و ہاشم و عبد مناف کی ملت پر مرونگا۔ مترجم کہتا ہے کہ اگرچہ زجاج اس امر کا قائل ہے کہ آیۂ مذکورہ ابیطالب کے شان مین نازل ہوی لیکن اوسی کے قول سے ابو طالب کا ایمان ثابت ہوتا ہے کیونکہ اونہون نے گروہ عبد مناف کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کی تاکید کی اور یہہ ظاہر ہے کہ کوی شخص کسی چیز کو جب تک کہ افضل واحسن یقین نہ کرے دوسرون کو اوس کے اختیار کرنے کی تاکید نہین کرتا ہے۔ ثانیاً رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق قول مذکورۂ بالا مین انہون نے علانیہ کی ہے۔ ثالثاً زبان سے لا الہ الا اللہ نہ کہنے کی نسبت

ابی طالب فبکی وقال اذھب فغسله وکفنه وواره غفر الله له ورحمه
ففعلت وانما ترك النبی صلی الله علیه وسلم المشی فی جنازته اتقاء
من شر سفهاء قریش وعدم صلاته لعدم مشروعیة صلاة الجنازة
یومئذ وقد ذکر اھل السیر انه لما مات ابو طالب نالت قریش

پس رویا آپ نے اور فرمایا جا تو پس اوسکو غسل و کفن دے اور دفن کر
اوسکو بخشے اللہ اور رحم فرمائے اوسپر مین نے اوسی طرح کیا۔ اور نبی
صلی اللہ علیہ وسلم صرف جہلاء قریش کے شر سے بچنے کی غرض سے
اوس کے جنازہ کے ساتھ چلنا ترک فرمایا اور نماز جنازہ کا نہ پڑھنا اسوجہ سے تھا
کہ اوسوقت تک نماز جنازہ کا حکم ہی نہ تہا۔ اور اہل سیر نے ذکر کیا ہے
کہ جبکہ ابو طالب کا انتقال ہو گیا تو قریش نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
وہ اذیتین دینا شروع کی کہ جسکی طمع زندگی ابیطالب مین نہین کرتے تھے

انہون نے جو عذر نسبت اذیت رسانی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کیا ہے اوس سے
اونکی نیک نیتی اور کمال صداقت ظاہر ہے ماسوا اس کے عذر مذکور محققین و متکلمین
کے نزدیک مقبول ہے جو تصدیق قلبی کو منافی نہین کیونکہ نطق بالشہادتین
نزدیک بعض ائمہ کے جزو ایمان نہین ہے جب جز ہو تو اس کے فوت ہونے
سے ایمان کا فوت ہونا لازم نہ آیا پس ابو طالب مصدق بالقلب تھے سو انکے اقوال
واشعار جو اس کتاب مین مذکور ہوئے ظاہر ہے حاجت تکرار کی نہین۔

من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الاذی مالم تکن تطمع فیہ
فی حیاۃ ابیطالب حتی اعترضہ سفیہ من سفہاء قریش فنثر علی
راسہ ترابا فدخل صلی اللہ علیہ وسلم بیتہ والتراب علی راسہ
فقامت الیہ احدی بناتہ فجعلت تزیل عنہ التراب وھی تبکی و
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تبکی یا بنیۃ فان اللہ مانع
اباک وقال ما نالت منی قریش شیئا اکرھہ حتی مات ابوطالب و

یہانتک کہ سفہاء قریش سے ایک جاہل عین راہ مین متعرض ہوکے
سر مبارک پر مٹی ڈالا پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم داخل مکان ہوسے
اور آپ کے سر پر مٹی تھی پس آپ کی ایک بیٹی کھڑی ہوئین اور روتے
ہوسے سر مبارک سے مٹی کو دفع کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ ای بیٹی مت گریان ہو کہ اللہ تعالے تیرے باپ سے ہر شئے
کا دفع کرنے والا ہے۔ اور فرمایا کہ موت ابیطالب تک قریش
نے میرے نسبت کسی شئے مکروہ کا قصد نہ کیا تھا اور قریش کے
اسقدر جلد درپے آزار ہونے کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ
موت ابیطالب کے وقت اوس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے کلمۂ شہادت کہنے کی مکرر خواہش کی تھی جسکی وجہ سے
ابیطالب کے پاس سے اوٹھنے ہی کے وقت سے قریش کو

ویؤید استعجال اذام له انهم قاموا من عند ابیطالب مغضبین حاقدین
علی رسول الله صلی الله علیه وسلم حیث کان یکرر علی ابیطالب طلب
النطق بالشهادتین ولما رای رسول الله صلی الله علیه وسلم قریشا
انهجموا علی اذیته قال یا عم ما اسرع ما وجدت فقدك وجاء
فی روایة البیهقی ان علیا رضی الله عنه لما مات ابوطالب قال
یا رسول الله ان عمك الشیخ الضال قدمات قال اذهب فواره
قلت انه مات مشرکا قال اذهب فواره فلما واریته رجعت الی

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کے نسبت غصہ اور حسد پیدا ہو گیا تھا
اور جبکہ دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قریش آپ کی اذیت پر
ہجوم کر رہے ہین تو فرمایا کہ اے چچا کسقدر جلدی کی ہین وہ اذیتین
جنکو مین تیری مفقودی مین پاتا ہون۔ اور بیہقی رح کی روایت
مین آیا ہے کہ جب وفات پاے ابوطالب کہا علی رضی اللہ تعالی

النبی صلی الله علیه وسلم فقال اغتسل فقوله ان عمك الشیخ الضال
قد مات مخالف للحدیث السابق واجیب بان هذا منظور فیه
الی ظاهر حاله فی الدنیا ولعل علیا رضی الله عنه قال ذلك بحضور
سفهاء المشرکین مداراة لهم فلاینافی الحدیث السابق المنظور فیه
الی باطن الحال وحقیقة نفس الامر وهو ایمانه وتصدیقه والحاصل
انه یصح الاخبار عنه بالکفر بالنظر لظاهر الحال واحکام الدنیا فلاینافی
انه مؤمن باعتبار باطن الامر وماعند الله بدلیل البراهین السابقة
الدالة علی ایمانه وتصدیقه قال البرزنجی ان اعتمادنا فی نجاته

سابق سے اسکا یہہ جواب دیاگیا ہے کہ اس دوسری حدیث مین ابیطالب
کے دنیوی ظاہر حال پر نظر کی گئی ہے اور شاید کہ اسکو علی رضی الله عنہ نے

ويؤيد استعجال اذا امر له انهم قاموا من عند ابيطالب مغضبين حاقدين
على رسول الله صلى الله عليه وسلم حيث كان يكرر على ابيطالب طلب
النطق بالشهادتين ولما راى رسول الله صلى الله عليه وسلم قريشا
انهجموا على اذيته قال يا عم ما اسرع ما وجدت فقدك وجاء
في رواية البيهقي ان عليا رضي الله عنه لما مات ابوطالب قال
يا رسول الله ان عمك الشيخ الضال قد مات قال اذهب فواره
قلت انه مات مشركا قال اذهب فواره فلما واريته رجعت الى

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نسبت غصہ اور حسد پیدا ہوگیا تھا
اور جبکہ دیکہا بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قریش آپ کی اذیت پر
ہجوم کررہے ہین تو فرمایا کہ اے چچا کسقدر جلدی کی ہین وہ اذیتین
جنکو مین تیری مفقودی مین پاتا ہون۔ اور بیہقی رح کی روایت
مین آیا ہے کہ جب وفات پائے ابوطالب کہا علی رضی اللہ تعالی
عنہ نے کہ یارسول اللہ آپ کا چچا شیخ گمراہ مرگیا آپ نے فرمایا
جا اور اوسکو دفن کر۔ مین نے کہا کہ وہ مشرک مرا ہے پہر فرمایا
جا اور دفن کر پس جبکہ مین نے اوسکو دفن کرچکا تو بنی صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس حاضر ہوا۔ پس آپنے فرمایا تو غسل کرلے۔ پس علی
رضی اللہ تعالی عنہ کا یہہ قول آپکا چچا گمراہ بڈہا مرگیا۔ مخالف حدیث

النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اغتسل فقوله ان عمك الشيخ الضال
قدمات مخالف للحديث السابق واجيب بان هذا منظور فيه
الى ظاهر حاله فى الدنيا ولعل عليا رضى الله عنه قال ذلك بحضور
سفهاء المشركين مداراة لهم فلاينافى الحديث السابق المنظور فيه
الى باطن الحال وحقيقة نفس الامر وهو ايمانه وتصديقه والحاصل
انه يصح الاخبار عنه بالكفر بالنظر لظاهر الحال واحكام الدنيا فلاينافى
انه مؤمن باعتبار باطن الامر وما عند الله بدليل البراهين السابقة
الدالة على ايمانه وتصديقه قال البرزنجى ان اعتمادنا فى نجاته

سابق سے اسکا یہہ جواب دیا گیا ہے کہ اس دوسری حدیث مین ابیطالب
کے دنیوی ظاہر حال پر نظر کی گئی ہے اور شاید کہ اسکو علی رضی اللہ عنہ نے
سفہاء مشرکین کے سامنے اون کے مدارات کے لئے فرمایا ہو پس
حدیث سابق کے منافی نہو گی جس مین باطن حال اور حقیقت نفس الامر
یعنے ابیطالب کے ایمان وتصدیق پر نظر کی گئی ہے جو عنداللہ رہا۔ کہا
برزنجی نے ہمارا اعتماد نجات ابی طالب مین مسلک اول پر ہے جو
کافی ہے نجات مین اور دوسرے مسلک کے ہم محتاج نہین ہین
لیکن ہم نے اوسکو زیادتی تاکید مدعی کے واسطے ذکر کردیا اور
اس ایت سے بھی بلاشبہہ استدلال نجات ہے قوله تعالیٰ

علی المسلک الاول الکافی فی النجاۃ ولا نحتاج الی غیرہ لکن ذکرناہ زیادۃ
تاکید للمدعی وقد استدل ایضا للنجاۃ بقولہ تعالی فالذین آمنوا بہ وعزروہ
ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک ھم المفلحون وقد صدقہ
ابوطالب ونصرہ بما اشتہر وعلم ونابذ قریشا بسببہ بما لا ینکرہ احد
من نقلۃ الاخبار فیکون من المفلحین وقال القائلون بعدم النجاۃ انہ
نصرہ لکنہ لم یتبع النور الذی انزل معہ وھو الکتاب العزیز الداعی
الی التوحید ولا یحصل الفلاح الا بحصول ما رتب علیہ من الصفات کلہا

فَالَّذِيْنَ آمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْ اُنْزِلَ مَعَهٗ
اُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ سورہ اعراف یعنے پس جو لوگ کہ اوسپر ایمان لائے
اور اوسکو بزرگ رکھا اور اوسکی مدد کی اور تابع ہوے اوس نور کے
جو اوس کے ساتھہ اوترا ہے وہی لوگ فلاح پانے والے ہین اور
بالیقین ابو طالب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور
آپ کو مشہور ومعلوم مدد دی اور آپ کے سبب سے قریش کے ساتھہ علانیہ
دشمنی کی۔ یہہ وہ امور ہین کہ ناقلین اخبار سے کوئی شخص اس کا
انکار نہین کرتا۔ پس اس صورت مین ابی طالب فلاح پانے والون
سے ہوے۔ اور عدم نجات کے قائل کہتے ہین کہ بلاشبہہ ابوطالب
نے نصرت تو کی لاکن اونہون نے اوس نور کی اتباع نہ کی جو نبی

قال البرزنجی اقول ان ارید بالفلاح اصل النجاة من النار فهو
انما یترتب علی الایمان الذی هو التصدیق عند المحققین وقد حصل
له ذلک وان ارید الفلاح التام فلا یلزم من عدمه حصول الکفر
علی انا نقول قد اتبعه وامر باتباعه لان الظاہر من العواطف
ای فی قوله امنوا به واتبعوا کما هو الاصل فیه ان الاتباع غیر الایمان
واذا کان غیره فیحمل الایمان علی التصدیق وهو حاصل وانما کان الاتباع

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نازل ہوا وہ نور قرآن شریف ہے جو توحید
کیطرف بُلاتا ہے۔ اور فلاح حاصل نہوگی جب تک کہ کل صفات
جو توحید پر مرتب ہوتے ہین حاصل نہون ہون۔ برزنجی نے کہا کہ مین کہتا ہون
کہ فلاح سے مراد اگر نار سے نجات پانا ہے تو وہ مترتب ہوتا ہے
ایمان پر جو محققین کے نزدیک تصدیق ہے اور ابیطالب کو یقیناً
تصدیق حاصل تھی اگر فلاح سے فلاح تام مراد ہے تو اوس کے نہونے
سے کفر لازم نہین آتا اس کے علاوہ ہم یہہ کہتے ہین کہ ابوطالب نے
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خود بھی اتباع کی اور دوسرون کو بھی اتباع
کے لئے حکم کیا کیونکہ حرف عطف سے جو اللہ تعالی کے اس قول مین
ہے امنوا به واتبعوا جیسا کہ حروف عاطفہ مین اصل ہے یہی ظاہر ہے
کہ اتباع غیر ایمان ہے اور جبکہ اتباع غیر ایمان ہوا تو ایمان سے تصدیق

تصنیف ...

فیما کان شرع حینئذ ولم یکن الا التوحید وصلة الارحام وترک عبادة الاصنام کما مرعن ابیطالب انه سئال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بم بعثت فاخبرہ انہ بعث بصلة الارحام وان یعبد اللہ ولا یعبد معہ غیرہ ولم یکن فی ذلک الوقت فرضت الصلاة ولا الزکاة ولا الصوم ولا الحج ولا الجہاد فلم یبق الا قول لا الہ الا اللہ فان اعتبر بما یؤدی التوحید فقد مرانہ نطق بالواحدانیة وبحقیة

مراد ہوگی اور وہ تو ابیطالب کو حاصل تھی اور اتباع اونہی امور مین حاصل ہوگی جو اوسوقت مشروع ہوے تھے۔ اور اوسوقت تک سوای توحید اور صلہ ارحام اور ترک بت پرستی کے اور کسی امر کا حکم نہوا تھا چنانچہ پیشتر مذکور ہوا کہ ابوطالب نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پوچھا کہ آپ کن امور کیلئے مبعوث ہوے تو آپ نے فرمایا کہ صلہ ارحام اور عبادت الٰہی اور عدم پرستش غیر خدا کے واسطے مین مبعوث ہوا ہون۔ اوسوقت نہ نماز فرض ہوی تھی نہ زکوة نہ روزہ نہ حج نہ جہاد۔ پس سوا لاالہ الا اللہ کہنے کے اور کوئی چیز باقی نہ رہی سلیس اگر یہہ دیکھا جاے کہ ابوطالب نے کسطرح توحید ادا کی تو پیشتر مذکور ہوا کہ اونہون نے اپنے اشعار مین وحدانیت اور حقیقت رسالت اور تصدیق نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قایل ہوے ہین۔ وقات

الرسالة وتصديق النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی اشعارہ وانما طلب النبی
صلی اللہ علیہ وسلم ذلک منہ عند وفاتہ لیحوز ایمان الوفاۃ وان لم
یعتد بہ عند الموت فتکون تلک القرائن دالۃ علی انہ کان مصدقا
بقلبہ وانما امتنع من النطق بہ خشیۃ ان ینسبوہ الی الجزع من الموت
والخوف من الموت عندھم عار وقد کانوا غریقین فی السیادۃ والمفاخرۃ
بحیث لا یرضون ان ینسب الیھم اقل قلیل مما یخالفھا فلا یبعد ان یکون
ذلک عندھم عظیما وذلک عذر وھذا بحسب ظاھر الامر واما فی باطن الامر

ابیطالب کے وقت اون سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کلمۂ شہادت
کہنے کی خواہش صرف حصول ایمان وفات کے غرض سے فرمائی تھی اگرچہ
قریب موت کا ایمان معتبر نہین ہے پس یہہ (یعنے باوجود معتبر ہونے
ایمان قریب موت کے پہر موت کے وقت کلمۂ شہادت پڑہنے کی خواہش
کرنی) قرینہ ہے جو دلالت کرتا ہے اس امر پر کہ ابوطالب مصدق
بالقلب تھے اور صرف اس خوف سے کلمۂ شہادت کہنے سے
باز رہے کہ کہین قریش اسکو بے صبری موت کی طرف منسوب نکردین
اور اون کے نزدیک موت سے ڈرنا عار ہے۔ اور یہہ لوگ سرداری
اور باہمی فخر کرنے مین ایسے ڈوبے ہوے تھے کہ جو شئ اقل قلیل بھی
اسکے خلاف ہو تو اوسکا انتساب اپنی طرف ناپسند کرتے تھے پس بعید نہین

فی اول الاسلام فیحتمل ان امتناعه من ذلك کراهة ان یعلم قریش

انه اتبع النبی صلی الله علیه وسلم فلا یقبلون حمایته ولا یعملون بها

فیکون امتناعه من تلك الصلاة مبالغة فی التعمیة علی قریش ومبالغة

فی حمایة النبی صلی الله علیه وسلم ونصرته فیکون ذلك عذرا لکنه

لا یمنع کون الامتناع معصیة یعاقب علیها وکان هو فی الظاهر

یعلل بغیر ذلك فانه لما طلب منه صلاة تلك الصلاة قال لا تعلونی

استی فیکون ذلك الامتناع عنادا واستکبارا بحسب الظاهر فیعاقب علیه

اور وہ اوسکی حمایت کو قبول نہ کرین اور اوسپر عمل نکرین۔ پس ابیطالب

کا اس نماز سے باز رہنا قریش سے حقیقت حال کو چھپانے مین

اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت ونصرت مین مبالغہ کے

غرض سے ہوگا لیکن یہہ عذر امتناع نماز کے معصیة قابل عذاب

وان كان مبالغة فى التعمية على قريش ليوهمهم انه معهم وعلى دينهم
ويحتمل ان دخوله النار كان لبعض حقوق العباد التى كانت عليه
بعد البعثة **وقد ذكر البرزنجى** فى اول رسالته فى مبحث نجاة
الابوين بنجاة جميع الاباء وانهم كانوا على التوحيد **ثم قال** فى مبحث نجاة
ابيطالب لم ينقل عن احد من اعمام النبى صلى الله عليه وسلم انه قال
لم تسب آباءنا وتشتم آلهتنا وتسفه احلامنا كما قالته بقية قريش فلو
عرفوا من آبائهم ذلك لقالوا انترك ذكر آبائك بسوء واما عداوة
ابى لهب فكانت بسبب مصاهرة ابى سفيان فان ابا لهب كان متزوجا

اخت ابی سفیان ام جمیل وسمیت فی الاسلام ام قبیح وھی حمالة الحطب فکان ابولھب یھوی ھواھم فالظاھر ان اباطالب کان علی ملة آبائه ولو عبد ابوطالب صنما یلزم ان یکون اوّل من اشرك من ھذه السلسلة الطاھرة ولم یثبت بطریق ثابت ان اباطالب اول من احدث الشرك وعبادة الاصنام من ھذا النسب الطاھر والسلسلة المبارکة والاصل عدم ذلك فھو تبع لعبد المطلب فی کل احواله من مکارم الاخلاق وحمایة

آباء بھی بُت پرستی کرتے تھے البتہ کہتے کہ آپ آباء کا ذکر بدی سے نہ کرو۔ لیکن عداوت ابی لہب بسبب مصاہرۃ ابوسفیان کے تھی کیونکہ ابولہب کو ابوسفیان کی ہمشیرہ ام جمیلہ سے تزوج تہا اور اوسکا نام زمان اسلام مین ام قبیح رکھا گیا۔ اور یہی حمالۃ الحطب ہے پس ابولہب اونہی لوگون کی خواہش کے مطابق چلتا تہا پس ظاہر یہی ہے کہ ابوطالب ملت آبائی پر تھے۔ اگر ابوطالب بُت پرستی کی ہو تو لازم آویگا کہ وہ اس سلسلہ طاہرہ مین اول شخص ہین جو شرک کئے حالانکہ طریق ثابت سے یہہ ثابت نہین ہے کہ اس نسب طاہر اور سلسلۂ مبارک مین سب سے پہلے اونہون نے شرک اور بت پرستی کو احداث کیا۔ پس ابوطالب مکارم اخلاق اور حمایت عہد اور ریاست مین عبدالمطلب کے کل احوال کی پیروی کی یہانتک کہ انہون نے دنیا کو چھوڑا جس حال مین کہ وہ ملت عبدالمطلب پر تھے اسی لحاظ سے انہون نے اشارہ کیا جبکہ کفار قریش کو کہا کہ ملت عبدالمطلب پر مے

الذمار والرياسة حتى خرج من الدنيا وهو على ملة عبد المطلب وهذا
هو الذي اشار اليه ابوطالب لما قال لكفار قريش هو على ملة عبد المطلب
فخاطبهم بكلام مجمل له محمل صحيح يخرجه عن الشرك ويدخله فی زمرة
الموحدين لما ستعلمه من مناقب عبد المطلب الدالة على انه كان موحدا
وعمى عليهم الامر ليبقى جاهه وحمايته عندهم **والحاصل** ان الاحاديث
التی فيها ذكر كفر ابيطالب و دخوله النار انما هو بالنسبة للاحكام
الدنيوية نظر الظاهر الشرع وان دخوله النار لاجل ترك التلفظ

پس اونهون نے کفار قریش کو ایسے مجمل کلام سے مخاطب کیا جس کے
لئے صحیح محمول بھی ہے جو ابو طالب کو شرک سے نکال کر زمرۂ موحدین
مین داخل کرتا ہے۔ کیونکہ تو عنقریب عبد المطلب کے ایسے مناقب
معلوم کریگا جو دلالت کرتے ہین اون کے موحد ہونے پر اور نیز اس
امر پر کہ انہون نے حقیقت حال کو قریش سے مخفی رکھا تھا تاکہ اپنا
مرتبہ اور حمایت اون کے پاس باقی رہے۔ حاصل کلام یہہ ہے
کہ کفر ابیطالب اور اون کے دخول نار کا تذکرہ جن احادیث
مین آیا ہے وہ ظاہر شرع کے لحاظ سے صرف بہ نسبت احکام
دنیوی ہے اور اونکا داخل نار ہونا ترک تلفظ کلمۂ شہادت یا کسی فرض
کے ترک کرنے کے وجہ سے یا حقوق عباد سے کسی حق کیلئے ہوگا

بالشهادتین او لاجل ترك فرض من الفرایض اولحق من حقوق العباد

ولا یلزم من دخوله النار خلوده فیها ولیس فی تلك الاحادیث نص علی

انه یخلد فی النار وقد شفع النبی صلی الله علیه وسلم فی جعله فی ضحضاح

ولو کان کافرا ما قبلت شفاعته فیه وصح ان اخف اهل النار عذابا

عصاة المؤمنین وان اباطالب اخف اهل النار عذابا علی الاطلاق

فهو اخف حتی من عصاة المؤمنین وصح ان العصاة یخرجون

من الجحیم وان الریح تصفق ابوابها وینبت فیها الجرجیر فیکون

اور اون کے دخول نار سے اونکا اوس مین همیشه رهنا لازم نهین هے

اور ان احادیث مین اسکی تصریح نهین هے که ابوطالب نار مین همیشه

رهینگے۔ بلکه اونکو ضحضاح مین لانے مین نبی صلی الله علیه وسلم

شفیع هوچکے هین اگر یهه کافر هوتے تو حضرت صلی الله علیه وسلم

کی شفاعت مقبول نهوتی اور یهه امر صحت کو پهونچا هے که عذاب

مین اخف اهل نار مومنین گنهگار هین اور ابوطالب عذاب مین مطلقا

اخف اهل نار هین پس وه مومنین گنهگار سے بهی اخف هوے

اور یهه امر بهی صحت کو پهونچا هے که دوزخ سے گنهگار نکالے جاوینگے

اور اوس کے دروازه هوا چلنے سے باهم مارتے رهینگے اور اوسمین

گهانس اوگیگی پس ابوطالب دوزخ سے نکالے جانے والون

وه مقام جهان آگ صرف پیر تک هے ۱۲

ابو طالب من المخرجين منها بل يكون اول المخرجين لانه اخفهم عذابا
والکافرون لیسوا بمخرجین منها فثبت بهذه الادلة انه وان عذب
فی النار لا بد له من الخروج منها ودخول الجنة اذ لا واسطة بین الجنة
والنار ثم قال فان قلت اثبت العلماء له صلی الله علیه وسلم نوعا من
الشفاعة للکفار وجعلوا ذلک خصوصیة لنبینا صلی الله علیه وسلم
ومثلوا ذلک بشفاعته لابی طالب وهی التخفیف من عذابه قلت
هذا مبنی علی ان ابا طالب کافر وقد اثبتنا ایمانه فهو اول الدعوی

سے بلکہ اون سب مین اول ہونگے کیونکہ وہ عذاب مین سب سے خفیف
ہین اور کفار تو دوزخ سے نکالے جانیوالون سے نہین ہین پس
ان ادلہ سے ثابت ہوا کہ اگرچہ وہ نار مین عذاب دئیے جائینگے لیکن
اوس سے اونکا نکلنا اور داخل جنت ہونا ایک ضروری امر ہے کیونکہ
جنت اور دوزخ مین اور کوئی واسطہ نہین ہے۔ پھر برزنجی نے
کہا کہ اگر تو کہے کہ علماء نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک قسم کی
شفاعت کفار کے نسبت بھی ثابت کیا ہے اور اوسکو ہمارے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ قرار دیا ہے اور اسکی تمثیل شفاعت ابیطالب
سے دی ہے اور یہہ شفاعت ابیطالب تخفیف عذاب ہے۔ اسکے
جواب مین مین کہونگا کہ اعتراض مذکور مبنی ہے اس پر کہ ابوطالب کافر

قد اثبتنا ان شفاعته له باعتبار معصية من الكبائر ارتكبها فهو من افراد
قوله صلى الله عليه وسلم شفاعتی لاهل الکبائر وليس مستثنى من قوله
تعالى فما تنفعهم شفاعة الشافعين ولا مخصصا لعموم الاية فهی
باقية على عمومها وليس عندهم مثال اخر يمثلون به لشفاعته لاحد من
الكفار غير ابيطالب فان كان لهم دليل آخر فليذكر حتى ننظر فيه نعم ان
ان ارادوا الكفار فی ظاهر الشرع رجع الخلاف لفظيا ولو لم تحمل الكلام

تھے حالانکہ ہم نے اون کے ایمان کو ثابت کردیا پس وہ پہلا دعوی
ہے اور ہم نے یہہ بھی ثابت کیا کہ بہ نسبت ابیطالب نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی شفاعت باعتبار گناہ کبیرہ کے ہے جسکا اونہون نے
ارتکاب کیا پس وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے افراد سے
ہین شَفَاعَتِیْ لِاَهْلِ الْکَبَائِرِ یعنے میری شفاعت اہل کبائر کیواسطے
ہے اور اللہ تعالی کے اس قول سے فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ
سورہ مدثر یعنے شفاعت کرنے والون کی شفاعت اونکو نفع نہ دیگی۔ کوی
مستثنے نہین ہے اور نہ تخصیص کیگی کیونکہ آیت مین عموم ہے
پس وہ اپنے عموم پر باقی ہے۔ اور علماء کے پاس کوی دوسری
ایسی مثال نہین ہے کہ جس سے ابیطالب کے سواے بہ نسبت کسی
کافر کے شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تمثیل دین۔ پس اگر

علی ہذا التحقیق یلزمہم ایضا ان قولہ تعالی ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ مخصوص بغیر ابیطالب ولا قائل بہ وقد تکلم البرزنجی علی الآیات التی فی قرآن التی قیل انما نزلت فی ابیطالب کقولہ تعالی ما کان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی من بعد ما تبین لہم انہم اصحاب الجحیم فقال انی تتبعت الاحادیث الواردۃ فی سبب نزولہا فوجدتہا منقسمۃ الی ثلاثۃ اوجہ **الاول** انما نزلت فی ابیطالب **والثانی**

اون کے پاس اور کوئی دلیل ہو تو ذکر کرین تا کہ ہم بھی اوسکو دیکھین۔ ہان اگر کفار سے کفار ظاہر شرع مرادلین تو یہہ اختلاف لفظی ہوگا اگر ہم کلام کو اس تحقیق پر حمل نکرین تو بھی اونپر اس امر کا ثابت کرنا لازم آویگا کہ اللہ تعالی کا یہہ قول اِنَّ اللہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ یعنے اللہ تعالی شرک کو ہرگز نہین بخشیگا۔ غیر ابیطالب کے ساتھ مخصوص ہے حالانکہ اسکا کوئی قائل نہین ہے۔ اور برزنجی نے اون آیات قرآنی مین تکلم کیا ہے جنکی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ ابیطالب کے شان مین نازل ہوئی ہین جیسے اللہ تعالی کا یہہ قول ہے مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ وَلَوْ کَانُوْا اُولِیْ قُرْبٰی مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُمْ اَنَّہُمْ اَصْحَابُ الْجَحِیْمِ یعنے نہین پہونچتا ہے نبی کو اور مسلمانون کو کہ بخشش مانگین مشرکون کی اور اگرچہ وہ ہون ناتے والے جب کہل چکا اون پر وہ ہین

انما نزلت فی والدۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم والثالث انما نزلت فی آباء
الناس الذین ماتوا فی الکفر کان اولادہم یستغفرون لہم اما الوجہ الثانی
وہی انہا نزلت فی والدۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فہو ضعیف جدا
واما الوجہ الاول وہو کونہا نزلت فی ابیطالب فہو اختصار
من الرواۃ فی الحدیث فالصحیح ان سبب النزول ہو الوجہ الثالث
ومما استدل بہ علی ذلک ان الآیۃ نزلت بالمدینۃ والسورۃ مدنیۃ

دوزخ والے۔ پس برزنجی نے کہا کہ مین نے اون احادیث کی جستجو کی جو سبب
نزول آیہ مذکورہ کے بیان مین وارد ہین پس مین نے اونکو تین قسم پر
منقسم پایا پہلی یہہ کہ آیہ مذکورہ شان مین ابیطالب کے نازل ہوی دوسری
یہہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ کی شانمین نازل ہوی تیسری یہہ کہ
اور اشخاص کے اون آباء کے شان مین نازل ہوی جو حالت کفر مین مرے
اور اونکی اولاد اون کے واسطے دعاء مغفرت کرتی تھی۔ لیکن وجہ ثانی
یعنے اس آیت کا والدہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مین نازل ہونا یقیناً
ضعیف ہے۔ اور وجہ اول یعنے حق ابیطالب مین نازل ہونا پس وہ
حدیث مین راویون کا اختصار ہے۔ پس صحیح یہہ ہے کہ سبب نزول
وجہ ثالث ہی ہے اور اوسکی یہہ دلیل ہے کہ یہہ آیت مدینہ مین نازل
ہوئی اور سورہ مدنی ہے غزوہ تبوک کے بعد نازل ہوا اور نزول

نزلت بعد تبوك وموت ابیطالب کان بمکة قبل نزول الآیة بنحو اثنی عشر سنة ثم رأینا ان علیا رضی الله عنه روی عنه من طرق صحیحة رواها الامام احمد والترمذی والطیالسی و ابن شیبة والنسائی وابو یعلی و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم وابو الشیخ والحاکم وصححه ابن مردویه والبیهقی ان السبب فی نزولها استغفار ناس لآبائهم المشرکین قال علی رضی الله عنه سمعتُ رجلا یستغفر لابویه وهما مشرکان فقلت

آیت کے بارہ برس کے پہلے ابو طالب کا انتقال مکہ مین ہوا۔ پھر ہمنے دیکھا کہ علی رضی اللہ عنہ سے یہہ روایت طرق صحیحہ سے آئی ہی جسکو امام احمد اور ترمذی اور طیالسی و ابن ابی شیبہ اور نسائی اور ابو یعلی و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابو الشیخ و حاکم نے روایت کیا اور ابن مردویہ اور بیہقی نے اوسکی تصحیح کی کہ سبب نزول اس آیت کا صرف دعاء مغفرت مانگنا ہی لوگون کا اپنے آباء مشرکین کیواسطے۔ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنے والدین کیلئے جو مشرک تھے دعاء مغفرت کرتا ہے مین نے کہا کہ کیا تو اپنے مشرک والدین کی مغفرت مانگتا ہے اوس نے جواب دیا کیا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے باپ کی مغفرت نہ مانگی تھی۔ پس مین نے اسکا تذکرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ پس نازل ہوی یہہ آیت مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا الآیۃ

استغفر لابويك وهما مشركان فقال او لم يستغفر ابراهيم لابيه فذكرت
ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فنزلت ما كان للنبي والذين امنوا
الاية فهذه الرواية صحيحة وقد وجدنا لها شاهدا بروايه
صحيحة من حديث ابن عباس رضي الله عنهما رواها ابن جرير و ابن
ابي حاتم عن ابن عباس رضي الله عنهما قال كانوا يستغفرون
لآبائهم حتى نزلت هذه الآية فلما نزلت امسكوا عن الاستغفار
لامواتهم ولم ينهوا ان يستغفروا للاحياء حتى يموتوا ثم انزل الله

پس یہہ روایت صحیح ہے اور اسپر ہمنے حدیث ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے ایک شاہد بھی صحیح روایت سے پایا ہے جسکو ابن جریر
اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے
کہ کہا اونہوں نے کہ لوگ اپنے آباء کی مغفرت مانگتے تھے یہانتک
کہ یہہ آیت نازل ہوئی پس جبکہ یہہ آیت نازل ہوئی تو اونہوں نے
اپنے اموات کیلئے دعاء مغفرت مانگنے سے سکوت اختیار کیا اور
زندوں کیلئے اونکی حیات تک دعاء مغفرت کی ممانعت نہوئی۔ اس کے بعد
اللہ تعالی نے یہہ آیت نازل فرمائی وَمَا كَانَ اِسْتِغْفَارُ اِبْرَاهِيْمَ
لِاَبِيْهِ الاية اسکا حاصل یہہ ہے کہ ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام
اپنے باپ کیلئے جب تک کہ وہ زندہ تھا دعاء مغفرت کرتے تھے۔

وماكان استغفار ابراهيم لابيه الآية يعنے استغفر له ماكان حيا فلما مات امسك عن الاستغفار له وهذا شاهد صحيح فحيث كانت هذه الرواية اصح كان العمل بها ارجح فالارجح انما نزلت فی استغفار ناس لآبائهم المشركين لا فی ابيطالب ثم ذكر انه يمكن الجمع بينهما وبين الرواية التی فيها انما نزلت فی ابی طالب مع حصول مطلوبنا لان الرواية التی فيها انما نزلت فی ابيطالب فيها اختصار حيث قال الراوی فی آخرها لاستغفرن لك مالم انه عنك فنزلت ماكان للنبی الاية ولم يقل فقال

جبکہ وہ مرگیا تو اونہون نے اوسکی بخشایش چاہنے سے باز رہے اور یہہ روایت شاہد صحیح ہے پس جبکہ یہہ روایت اصح ہے تو اوسپر عمل کرنا ارجح ہوگا پس ارجح یہی ہے کہ آیۂ مذکورہ اون لوگون کے حق مین نازل ہوئی جو اپنے آباء مشرک کی مغفرت چاہتے تھے نہ حق ابیطالب مین اس کے بعد برزنجی نے بیان کیا کہ روایت مذکورہ اور دوسری روایت جسمین اس آیت کا حق ابی طالب مین نازل ہونا مروی ہے ان دونون مین ہمارے حصول مطلوب کے ساتھ جمع بھی ممکن ہے کیونکہ وہ روایت کہ جسمین اس آیت کا نزول حق ابیطالب مین مروی ہے سو اوسمین اختصار ہے اس لئے کہ راوی نے اوس کے آخر مین کہا لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَالَمْ اُنْهَ عَنْكَ یعنے جب تک کہ مجھکو ممانعت نہو مین تیرے لئے بالضرور مغفرت مانگونگا

المسلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یستغفر لعمہ لنستغفرن
لاباءنا فاستغفروا لاباءہم فنزلت فی حقہم الایۃ فحیث حذفت ہذہ
الجملۃ ظن الراوی انما نزلت فی ابیطالب ولو ذکرت ہذہ الجملۃ لقیل
نزلت فی استغفار ناس فی آباءہم **وبیان ذلک** ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم لما عرض علی ابیطالب ان یقول لا الہ الا اللہ بحضور ابی جہل
وعبد اللہ بن أمیۃ المخزومی فابی ابوطالب فقال النبی صلی اللہ علیہ
وسلم لاستغفرن لک مالم انہ عنک فقال المسلمون ان رسول اللہ صلی اللہ

پس یہ آیت نازل ہوئی مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ الاٰیۃ اور راوی نے یہہ نہین بیان کیا
کہ مسلمانون نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے چچا کی مغفرت مانگتے
ہین ہم بھی اپنے آبا کی مغفرت چاہینگے اور انہون نے اپنے آبا کی مغفرت مانگی پس اونکے حق مین آیہ مذکورہ
نازل ہوئی۔ پس جبکہ یہہ جملہ حذف کیا گیا تو راوی نے گمان کیا کہ یہہ آیت
حق ابی طالب مین نازل ہوئی ہے اور اگر یہہ جملہ مذکور ہوتا تو بیشک
یہہ کہا جاتا کہ آیۂ مذکورہ اون لوگون کے حق مین نازل ہوئی جو اپنے آبا
کی مغفرت مانگتے تھے۔ تفصیل اسکی یہہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے جبکہ ابیطالب سے ابوجہل اور عبد اللہ بن امیہ مخزومی کے سامنے
لا الہ الا اللہ کہنے کی خواہش کی تو ابوطالب نے انکار کیا پس نبی
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک کہ مجھکو ممانعت ہو مین تیرے لئے

علیه وسلم یستغفر لعمه لنستغفرن لآبائنا فاستغفروا لآبائهم فنزلت فی حقهم الآیة فاختصر الراوی وحذف منه الجملة الاخیرة ومما یدل علی هذا الجمع انا وجدنا احادیث یستفاد منها هذا الجمع منها ما رواه ابن ابی حاتم وابو الشیخ عن محمد بن کعب القرظی قال لما مرض ابو طالب اتاه النبی صلی الله علیه وسلم فعرض علیه ان یقول لا اله الا الله فابی ابو طالب فقال النبی صلی الله علیه وسلم لاستغفرن لك ما لم انه عنك فقال المسلمون هذا محمد یستغفر لعمه وقد استغفر ابراهیم لابیه فاستغفروا

بالضرور مغفرت مانگونگا پس مسلمانون نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچا کیواسطے مغفرت مانگتے ہین ہم بھی اپنے آباء کی مغفرت چاہینگے پس اوہنون نے اپنے آباء کی مغفرت کے لئے دعا کی پس اون کے حق مین یہ آیت نازل ہوئی۔ مگر راوی نے اختصار کیا اور جملہ آخیرہ کو حذف کیا اور دوسرے احادیث سے بھی جمع بین الروایتین مستفاد ہوتا ہے چنانچہ ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ محمد بن کعب القرضی سے روایت کرتے ہین کہ کہا اوہنون نے کہ ابو طالب جبکہ بیمار ہوے تو اونکے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور اون سے لا الہ الا اللہ کہنے کی خواہش فرمائی تو ابو طالب انکار کر گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک کہ مجھکو ممانعت نہو مین تیرے لئے بالضرور دعاء مغفرت کرونگا پس مسلمانون نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا

لقرابائهم من المشركين فانزل الله تعالى ما كان للنبي والذين آمنوا الآية
ثم انزل وما كان استغفار ابراهيم لابيه الآية وروي ابن جرير من
طريق شبل عن عمرو بن دينار ان النبي صلى الله عليه وسلم قال استغفر
ابراهيم لابيه وهو مشرك فلا ازال استغفر لابي طالب حتى ينهاني عنه
ربي فقال اصحابه لنستغفرن لابائنا كما استغفر النبي صلى الله عليه وسلم
لعمه فانزل الله ما كان للنبي الآية فظهر بهذه الاخبار ان الآية نزلت في

مغفرت مانگتے ہین اور ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنے باپ کی مغفرت
چاہی تھی۔ پس مسلمانون نے اپنے اہل قرابت کیلئے جو مشرک تھے دعاء مغفرت
مانگی اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا مَاكَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الآیۃ
اور اس کے بعد اسکو نازل کیا وَمَاكَانَ اِسْتِغْفَارُ اِبْرَاهِيْمَ لِاَبِيْهِ الآیۃ اور
عمر بن دینار سے بطریق استوار ابن جریر نے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ کی جو مشرک تہا مغفرت مانگی
تھی پس مین بھی ہمیشہ ابوطالب کی مغفرت مانگتا رہونگا جب تک اوس سے

استغفار المسلمین لآبائہم المشرکین فظہر ان فی الروایۃ التی فیہا انہا
نزلت فی ابیطالب اختصارا وحذفا بسببہ حصل الاشتباہ حتی ظن
الرواۃ انہا نزلت فی ابیطالب ولیس الامر کذلک ومما یوید ان
ھذا الجمع متعین ان السورۃ کلہا مدنیۃ نزلت بعد تبوک وبینہا وبین
موت ابیطالب نحو من اثنتی عشرۃ سنۃ وانضم الی ذلک حدیث
علی السابق الصحیح وما انضم الیہ من الشواھد وکون الآیۃ مدنیۃ
فلا ینبغی الغاء تلک الشواھد وترجیح انہا نزلت فی ابی طالب وان کان

ہوی جو اپنے آباء مشرکین کے واسطے خواہان مغفرت ہوے تھے
پس ظاہر ہوا کہ جس روایت مین یہہ ذکر ہے کہ آیہ مذکورہ حق ابیطالب
مین نازل ہوی ہے اوسمین اختصار و حذف ہے جسکے سبب سے اشتباہ ہوتا
ہے یہانتک کہ راویون نے یہہ گمان کرلیا کہ یہہ آیت ابیطالب کے حق
حق مین نازل ہوی ہے حالانکہ حقیقت مین ایسا نہین اور جمع بین الروایتین

لقراباتهم من المشركين فانزل الله تعالی ما کان للنبی والذین آمنوا الآیة
ثم انزل وما کان استغفار ابراهیم لابیه الآیة وروی ابن جریر من
طریق شبل عن عمرو بن دینار ان النبی صلی الله علیه وسلم قال استغفر
ابراهیم لابیه وهو مشرك فلا ازال استغفر لابی طالب حتی ینهانی عنه
ربی فقال اصحابه لنستغفرن لآبائنا کما استغفر النبی صلی الله علیه وسلم
لعمه فانزل الله ما کان للنبی الآیة فظهر بهذه الاخبار ان الآیة نزلت فی

مغفرت مانگتے ہین اور ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنے باپ کی مغفرت
چاہی تھی - پس مسلمانون نے اپنے اہل قرابت کیلئے جو مشرک تھے دعاء مغفرت
مانگی اور اللہ تعالی نے اس آیت کو نازل فرمایا مَاکَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الآیۃ
اور اس کے بعد اسکو نازل کیا وَمَاکَانَ اِسْتِغْفَارُ اِبْرَاھِیْمَ لِاَبِیْهِ الآیۃ اور
عمر بن دینار سے بطریق استوار ابن جریر نے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ کی جو مشرک تہا مغفرت مانگی
تھی پس مین بھی ہمیشہ ابو طالب کی مغفرت مانگتا رہونگا جب تک اوس سے
میرا رب مجھکو منع نفرمائے - پس آپ کے اصحاب نے کہا کہ ہم بھی اپنے آباء
کے لئے مغفرت چاہینگے جسطرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا
کے لئے چاہا پس اللہ تعالی نے مَاکَانَ لِلنَّبِیِّ الآیۃ نازل فرمایا ان
اخبار سے ظاہر ہوا کہ بلاشبہ آیت مذکورہ اون مسلمانون کے لئے نازل

استغفار المسلمین لآبائهم المشرکین فظهران فی الروایة التی فیها انها
نزلت فی ابیطالب اختصارا وحذفا بسببه حصل الاشتباه حتی ظن
الرواة انها نزلت فی ابیطالب ولیس الامر کذلک ومما یوید ان
هذا الجمع متعین ان السورة کلها مدنیة نزلت بعد تبوك وبینها وبین
موت ابیطالب نحو من اثنتی عشرة سنة وانضم الی ذلك حدیث
علی السابق الصحیح وما انضم الیه من الشواهد وکون الآیة مدنیة
فلا ینبغی الغاء تلك الشواهد وترجیح انها نزلت فی ابی طالب وان کان

ہوی جو اپنے آباء مشرکین کے واسطے خواہان مغفرت ہوے تھے
پس ظاہر ہوا کہ جس روایت مین یہہ ذکر ہے کہ آیۂ مذکورہ حق ابیطالب
مین نازل ہوی ہے اوسمین اختصار و حذف ہی جسکے سبب سے اشتباہ ہوتا
ہے یہانتک کہ راویون نے یہہ گمان کرلیا کہ یہہ آیت ابیطالب کے حق
حق مین نازل ہوی ہے حالانکہ حقیقت مین ایسا نہین اور جمع بین الروایتین
کا یہہ بھی موید ہے کہ یہہ تمام سورہ مدنی ہے غزوہ تبوک کے بعد نازل ہوا
اور اوسمین اور موت ابیطالب مین بارہ برس کا فاصلہ تھا اور ان واقعات
کے ساتھ اوس حدیث کو جو پیشتر بروایت صحیح مروی ہون اور اوس کے
شواہد مذکورہ کو اور آیت کے مدنی ہونے کو ملا کر دیکھین پس نہین سزاوار
ہے باطل کرنا ان شواہد کا اور ترجیح اس بات کی کہ نزول آیت کا خاص شان

مذکور فی الصحیحین اذ قد یرجح حدیث غیر الصحیحین لامور تقتضی ذلک وقد صرحوا بذلک فی اصول الحدیث فقولهم یقدم حدیث الصحیحین اواحدهما لیس علی اطلاقه ومما یؤید هذا الجمع ان المراد من ابی ابراهیم عمه کما حققنا ذلک فی نجاة الابوین واجمع علی ذلک اهل الکتابین التوراة والانجیل وعم ابراهیم وهو آزر کان یتخذ اصناما آلهة کما حکی الله عنه وکان یقول لابراهیم أراغب انت عن الهتی یا ابراهیم ولم ینقل عن ابیطالب بطریق صحیح انه اتخذ صنما الها اوعبد حجرا

ابوطالب میں ہی اگرچہ یہہ امر صحیحین میں مذکور ہو۔ اس لئے کبھی ترجیح دیجاتی ہے حدیث غیر صحیحین کی صحیحین پر بسبب ان امور کے جو ترجیح کے مقتضی ہین اور اسکی تصریح اصول حدیث مین ہی۔ پس محدثین کا یہہ قول کہ صحیح بخاری ومسلم یا ان مین سے ایک کی حدیث کو ترجیح ہوگی اپنے اطلاق وعموم پر نہین ہے۔ اور جمع بین الروایتین کا مؤید یہہ بھی ہے کہ ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے باپ سے اون کے چچا مراد ہین چنانچہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے نجات کے بیان مین اسکی تحقیق کی ہے اور اسی پر اہل توراۃ اور انجیل نے بھی اجماع کیا ہے اور ابراہیم علیہ السلام کا چچا آزر نے بتون کی پرستش کرتا تھا چنانچہ اسکی حکایت اللہ نے کی ہے اور آزر ابراہیم علیہ السلام کو

او نهی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عبادة ربه غايته انه ترك
النطق بالشهادتين او ترك بعض الواجبات ومع ذلك قلبه مشحون
بتصديق النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومثل هذا ناج فی الآخرة علی مقتضی
ديننا فلا يليق بالحكمة ولا بمحاسن الشريعة الغراء ولا بقواعد
الائمة من اهل الكلام ان يكون هو وآزر عم ابراهيم فی قرن واحد
حاشا من كرم الله تعالى قال حسان رضی اللہ عنه

امن يهجو رسول الله منكم ويمدحه وينصره سوا

کہتا تھا اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ آلِهَتِی یَاِبْرَاهِیْمُ الآیہ سورۂ مریم کیا تو میرے
معبودون سے پھر جانے والا ہی۔ اور ابیطالب سے بطریق صحیح یہہ امر
منقول نہین ہوا کہ اونہون نے کسی بت کو معبود بنایا تہا یا کسی پتھر کی
پرستش کی تھی یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت آلہی سے منع کیا تہا
بات صرف یہہ تھی کہ اونہون نے کلمۂ شہادت زبان سے نہ کہا یا
بعض واجبات کو ترک کیا اور باوجود اس کے انکا دل نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وصحبہ وسلم کی تصدیق سے لبریز تھا۔ اور اس قسم کا شخص بحسب
اقتضاء ہمارے دین کے آخرت مین نجات پانیوالا ہے۔ اور کیا
بلحاظ حکمت اور کیا بلحاظ خوبی ہائے شریعت غرا اور کیا بموجب
قواعد ائمہ اہل کلام یہہ لایق نہین ہے کہ ابو طالب اور ابراہیم علیہ السلام

فان اباطالب رباه صغيرا وآواه كبيرا ونصره ووقره وذب عنه ومدحه بقصائد غرر ورضي باتباعه وليس في حديث عمرو بن دينار لما رآ آنفا

کا چچا آزر یہہ دونون ایک مرتبہ مین ہون یہہ امر اللہ تعالی کے کرم سے بعید ہے

کہا حسان رضی اللہ تعالی عنہ نے شعر اَمَنْ يَهْجُوْ رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْكُمْ وَيَمْدَحُهٗ وَيَنْصُرُهٗ سَوَاءٌ یعنے تم مین سے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی اور جس نے آپ کی مدح اور مدد کی کیا یہہ دونون شخص برابر ہین۔ کیونکہ ابو طالب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کم سنی مین کی اور بڑے ہونے کے بعد آپ کو پناہ دیا اور آپ کی مدد کی اور آپ کو معظم رکھا اور آپ سے ہر ایک اذیت کو دفع کیا اور قصاید بلیغہ مین آپ کی مدح کی اور آپکے پیروی کرنے والون سے راضی رہے۔ اور عمرو بن دینار کی حدیث مین جو ابھی مذکور

ﻟـﻪ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ

بخاری و مسلم مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ نہین پورا ہونے کا ایمان کسیکا تم مین سے جب تک کہ مین اوس کے نزدیک زیادہ تر دوست نہو جاؤن اوس کے باپ اور بیٹے اور سب آدمیون سے۔ حاصل یعنے جب مجھکو سب سے زیادہ چاہے اور میری رضامندی پر میری رضامندی مقدم رکھے تب پورا ایمان ہوگا مترجم کہتا ہے یہہ حدیث بھی ایمان ابیطالب پر دلیل ہے اور ان کے حال سے

دلالة علی شرکه فی قوله استغفر ابراهیم لابیه وهو مشرک فلا ازال استغفر لابی طالب بل یمکن ان معناه ان ابراهیم استغفر لابیه مع شرکه فکیف لا استغفر انا لابی طالب مع ان خطیئته دون الشرک فلا ازال استغفر له حتی ینهانی ربی ولم ینه بل نهی عن الاستغفار للمشرکین لا الخصوص عمه فلو کان کذلک لقیل ان یستغفر والمشرکین

ہوی (یعنے اِسْتَغْفَرَ اِبْرَاھِیْمُ لِاَبِیْهِ وَھُوَ مُشْرِکٌ فَلَا اَزَالُ اَسْتَغْفِرُ لِاَبِیْ طَالِبٍ) ابی طالب کے مشرک ہونے پر کوی دلالت نہین ہے بلکہ اسکا معنی یہہ ہو سکتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ کے لئے باوجود اوس کے شرک کے دعاء مغفرت کی پس ابیطالب کیواسطے باوجودیکہ اوس کے گناہ شرک سے کم ہے مین کیونکر دعاء مغفرت نکرون پس مین ہمیشہ اوسکی مغفرت مانگتا رہونگا یہانتک کہ اوس سے مجھکو میرا رب منع فرما اور اس سے آپ منع نہین کئے گئے بلکہ مشرکین کے واسطے نہ خاص آپکے چچا کے لئے مغفرت مانگنے کی ممانعت ہوئی پس اگر ایسا ہی ہوتا یعنی آپکے چچا کیواسطے بھی مغفرت مانگنے کی ممانعت ہوتی تو یہہ کہا جاتا ان استغفروا للمشرکین

نہایت مطابق ہے اوہنون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے مال کو جسطرح فدا کیا اور بمقابلہ اپنی اولاد کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جس بہترین طریقہ سے پرورش کی ظاہر ہے جسکی تفصیل موجب تطویل ہے۔ اور اپنی اولاد کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عوض مین معرض ہلاک مین جو پیش کرتے تھے اسکی تفصیل اسی کتاب مین پیشتر مذکور ہوی کہ اوہنون نے کامل دو یا تین سال

وان یستغفر النبی لعمہ ولم یقل کذلک ویصرح بھذا ما اورد فی الدر المنثور

وَاَنْ یَسْتَغْفِرَ النَّبِیُّ لِعَمِّہٖ یعنے مومنین کو مشرکین کیلئے اور نبی کو اپنے چچا کیلئے دعاء مغفرت نہ کرنی چاہیے حالانکہ ایسا نہین کہا گیا اور اسکی تصریح وہ روایت

تک زمانہ قیام شعب مین ہمیشہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام فرمانے کے لئے ایک خاص مقام معین نہین کیا تہا۔ بلکہ ہر شب یک جدا مقام پر آپکا بچہونا کرتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام فرمائی تک آپ ہوشیار رہتے اور اثناء شب مین جب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہوشیار ہوتے تو آپ کی جگہہ اپنے کسی فرزند کو سُلاتے اور آپکو دوسرے مقام پر آرام کرواتے تا اگر اعداء نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہلاک کرنا چاہین تو حضرت محفوظ رہین اور اون کے عوض اپنی اولاد فدا ہو۔ اور مجمع قریش کے سامنے ابوطالب کا یہہ شعر وَاللّٰہِ لَنْ یَّصِلُوْا اِلَیْکَ بِجَمْعِھِمْ حَتّٰی اُوَسَّدَ فِی التُّرَابِ دَفِیْنًا۔ یعنے واللہ تجھ تک نہ پہونچینگے وہ لوگ اپنی جماعت کے ساتہہ جب تک مین زمین مین دفن ہو جاؤن۔ اور نیز قریش کو خبر دیا تھا کہ محمد جو اللہ کا رسول ہے ہرگز کسی کے سپرد نکرونگا۔ یہانتک کہ سب ہلاک ہو جائین۔ ایک وقت اسطرح کہا کہ ہم سب اوس کے جانب سے مرجائینگے۔ صاف دلالت کرتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوطالب اپنے جان سے بھی زیادہ عزیز رکہتے تھے اور آپسے اونکو ایسی کامل محبت تہی کہ اسمین اونکو اپنی جان کی بھی پروا نہ تھی جسپر اونکا یہہ شعر دال ہے حَدِیْثٌ بِنَفْسٍ دُوْنَہٗ وَحَمِیَّتُہٗ یعنے مین نے اپنی جان کو وقف کر دیا ہے کہ اوس تک

من طریق ابن جریر عن قتادة ان رجالا من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم سالوہ عن الاستغفار لآبائهم فقال والله انی لاستغفر لابی کما استغفر ابراهیم لابیه فانزل الله ما کان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین الآیة فقال النبی صلی الله انی اوحی الی کلمات قد دخلن فی اذنی وقرن فی قلبی امرت ان لا استغفر لمن مات

کرتی ہے جسکو طریق ابن جریر سے درمنثور مین قتادہ سے نقل کیا ہے کہ چند صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے آباء کیلئے مغفرت مانگنے کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا آپنے فرمایا کہ خدا کی قسم ہے مین اپنے باپ کیلئے مغفرت چاہونگا جسطرح کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کیلئے مغفرت چاہی تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہہ آیت نازل فرمای ما کان لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ الآیة پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے فرمایا کہ میرے طرف چند کلمات وحی کئے گئے جو میرے کانمین پہنچے اور میرے دل مین متمکن ہوے مجھکو حکم ہوا ہے کہ جو شخص حالت شرک مین مرا ہو مین اوس کے لئے دعاء مغفرت نکرون۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہہ فرمانا کہ مین اپنے باپ یعنی چچا کیلئے مغفرت چاہونگا

پہنچنے نہ دون پس جو شخص کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مین اپنی جان و مال و اولاد کی پروا نکرے اور افشاء دعوت کے ساعی رہے پس اوس کے ایمان مین کیونکر شبہہ ہو سکتا ہے

مشرکا فکونه صلے الله علیه وسلم قال انی لا ستغفر لابی یعنی لعمی
ثم لم یقل امرت ان لا استغفر له بل قال لمن مات مشرکا جواب لسوال
اصحابه مع الاشارة الخفیة الی ان عمه لم یکن مشرکا فدلت احادیث
شفاعته صلی الله علیه وسلم علی انه یشفع فیمن قلبه ادنی ادنی
ادنی من مثقال حبة من خردل من ایمان وهذه الاشارة الخفیة کانت
تقع منه صلی الله علیه وسلم حرصا منه علی الصدق وان لا یقع
فی کلامه لفظ مخالف للواقع فانه معصوم من الکذب وهو منه

پھر یہ نہ کہنا کہ مجھکو حکم ہوا ہے کہ اوس کے لئے دعاء مغفرت نہ کرون
بلکہ یہہ کہنا کہ جو شخص حالت شرک مین مرا ہو سوال صحابہ رضی اللہ تعالے
عنہم کا جواب ہے جس مین اس امر کے طرف ایک خفی اشارہ ہے
کہ آپ کے چچا مشرک نہ تھے پس شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم کے احادیث اس امر پر دلالت کرتے ہین کہ جس کے دل مین
رائی کے دانہ سے بھی نہایت کمتر ایمان ہو تو آپ اوس کی شفاعت
فرمائینگے ۔ اور نبی صلی اللہ علیہ سے یہہ اشارہ خفیہ واقع ہوا بوجہ حرص
آپ کے صدق پر اور اس خیال سے کہ کوی لفظ واقع کے مخالف
آپ کے کلام مین واقع نہو جاسے کیونکہ آپ کذب سے معصوم ہین
اور کذب آپ سے محال ہے پس آپنے ایسے عام لفظ کو بیان کیا

مستحیل فیاتی بلفظ عام فیه اشارة خفیة فیحصل بذلك جواب
السائل ویرضی به وتطیب به نفسه ومن ذلك ما رواه ابن
ماجه عن ابن عمر رضی الله عنهما قال جاء اعرابی الی النبی صلی الله
علیه وسلم فقال ان ابی کان یصل الرحم وکان وکان فاین هو قال فی النار
فکانه وجد من ذلك فقال الرجل این ابوك انت فقال حیثما
مررت بقبر کافر فبشره بالنار فاسلم الاعرابی وقال لقد کلفنی
رسول الله صلی الله علیه وسلم شططا ما مررت بقبر کافر الا بشرته

کہ جسمین ایک خفی اشارہ بھی تھا اور اوس سے سائل کا جواب بھی نکل آیا
اور اوس سے وہ خوش بھی ہوگیا۔ اور اس قسم کی یہہ حدیث بھی ہے
جسکو ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آیا اور کہا کہ میرا باپ
صلہ رحم کیا کرتا تھا اور ایسا ایسا تھا پس وہ کہاں ہوگا۔ آپ نے فرمایا
دوزخ مین۔ اعرابی اس سے رنجیدہ ہوا اور کہا کہ آپ کے باپ کہاں ہین
ارشاد ہوا کہ جسوقت تو کافر کی قبر پر گزرے تو اوسکو دوزخ کی
بشارت دیا کر۔ پس اعرابی راضی ہوگیا اور کہا کہ مجھکو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا حکم انتہاء مرتبہ پر استوار کیا کہ کافر کی قبر پر جب
میرا گزر ہو تو مین اوسکو دوزخ کی بشارت دیا کرون۔ پس رسول اللہ

بالنار فاجمل رسول الله صلى الله عليه وسلم الجواب بقوله حيثما
مررت بقبر كافر فبشره بالنار جريا على عادته اذا سأله اعرابي
وخاف من افصاح الجواب له فتنته واضطراب قلبه أجاب
بجواب فيه تورية وايهام مع تحري الصدق فهنا لم يفصح له
بحقيقة الحال ومخالفة حكم ابيه لابيه فى المحل الذى هو فيه خشية
ارتداده لما جبلت عليه النفوس من كراهية الاستيثار عليها ولما
كانت عليه العرب من الجفاء وغلظ القلوب فاورد له جوابا موهما

صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس قول مین کہ جب تو کافر کی قبر پر گزرے
تو اوسکو دوزخ کی بشارت دیا کر جواب کو مجمل بیان فرمایا جیسی کہ آپ کی
عادت شریف تھی کہ جب کوئی اعرابی آپ سے سوال کرتا اور واضح طور
پر جواب دینے مین اوس کے فتنہ اور اضطراب قلب کا اندیشہ ہوتا
تو آپ ایسا جواب دیتے کہ جسمین حفاظت صدق کے ساتھ حقیقت
حال بھی نہ کھلے۔ پس یہان بھی آپ نے حقیقت حال کو اور اپنے والد
اور اوس کے باپ کے مخالفت حکم اور مغایرت مقام کو ارتداد
سائل کے خوف سے واضح طور پر بیان نہین فرمایا۔ کیونکہ نفوس اپنے
پر غیر کی فضیلت کو مکروہ سمجھنے پر مجبول ہین اور عرب کی جفا اور سنگدلی
بھی ظاہر ہے۔ پس آپ نے اوسکا دل خوش کرنے کی غرض سے

تطييبا لقلبه فتعين الاعتماد على هذا اللفظ وتقديمه على غيره مما غير الرواة بالمعنى كرواية مسلم ان رجلا قال يا رسول الله اين ابى قال فى النار فلما ولى دعاه فقال ان ابى واباك فى النار فهذه الرواية منكرة وللعلماء فيها كلام كثير لخصه الزرقانى فى شرح المواهب قال واحسن مايقال فيها ان الرواة تصرفوا فيها واختلفت روايا تهم وان الصواب كالرواية الاولى وهو حيثما مررت بقبر كافر وهى فى غاية الاتقان يتبين بها ان اللفظ العام وهو حيثما مررت بقبر كافر فبشره بالنار

اوسکو مبہم جواب دیا پس یہی روایت بالفاظ مذکورہ معتبر ہے اور بمقابلہ دوسری روایت کے جسکو راویون نے معنیً تغیر دیا ہے مقدم ومقبول ہے مثل روایت مسلم کے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا باپ کہان ہے فرمایا کہ نار مین ہے اور جب وہ پلٹا تو بلایا اور فرمایا اِنَّ اَبِیْ وَاَبَاكَ فِی النَّارِ یعنے میرا باپ اور تیرا باپ آتش مین ہین۔ پس یہہ روایت منکرہ ہے اور اسمین علماء کو بڑی گفتگو ہے جسکا خلاصہ زرقانی نے شرح مواہب مین کیا ہے اوس نے کہا کہ اس روایت کے متعلق جو باتین کہی جاتی ہین اون سب مین احسن یہی ہے کہ اس روایت مین راویون نے تصرف کیا ہے اور اون کے روایات مختلف ہین۔ اور مثل روایت اولی ہی صواب ہے یعنے جسوقت تو کافر کی قبر پر گزرے

هو الصادر منه صلی اللہ علیه وسلم فکان بعض الرواة فهم ان قوله
حیثما مررت بقبر کافر شامل لابی النبی صلی اللہ علیه وسلم وانه کافر
فغیره ورواه بالمعنی علی حسب فهمه وقال ان ابی واباك فی النار
وما تقدم من ان آزر عم ابراهیم ولیس بابیه هو القول الصحیح
قال العلامة ابن حجر الهیثمی ان اهل الکتابین اجمعوا علی ان آزر
لم یکن ابا لابراهیم حقیقة وانما کان عمه وسماه اللہ فی القرآن ابا

پس یہہ روایت نہایت فصیح ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہہ عام لفظ
(یعنے جسوقت تو کافر کی قبر پر گزرے تو اوسکو دوزخ کی بشارت دیا کر)
یہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر ہوا ہے۔ پس گویا بعض راویون نے
سمجھا کہ آپ کا یہہ قول (جسوقت تو کافر کی قبر پر گزرے) آپ کے والدین کو بھی
شامل ہے اور وہ کافر ہین پس اونکو متغیر کیا اور اپنی سمجھہ کے مطابق روایت
کردیا اور کہدیا اِنَّ اَبِیْ وَاَبَاكَ فِی النَّارِ اور پیشتر جو مذکور ہوا کہ آزر ابراہیم
علیہ السلام کا چچا تہا نہ باپ وہی صحیح قول ہے۔ علامہ ابن حجر ہیثمی نے کہا
کہ اہل کتب نے اجماع کیا ہے کہ حقیقت مین آزر ابراہیم علیہ السلام کا
باپ نہ تہا بلکہ چچا ہی تہا اور اوسکو اللہ تعالے نے قرآن مین باپ کہا
کیونکہ عرب چچا کو باپ کہتے ہین اور فخر رازی نے اسی پر جزم کیا اور کہا
کہ قرآن مجید مین چچا کا استعمال باپ سے ہوا ہے اللہ تعالے نے

لان العرب تسمی العم ابا وجزم بذلك الفخر الرازي وقال جاء
فی القرآن تسمية العم ابا قال تعالى والهك واله آبائك ابراهیم و اسمعیل
مع ان الكلام كان مع اولاد يعقوب واسمعیل عم یعقوب وقد
سبق الرازي على ذلك جماعة من السلف منهم ابن عباس و مجاهد
وابن جرير والسدی قالوا ليس آزر ابا ابراهیم وانما هو عمه لان
ابراهیم ابوه تارخ **وممن وافق الرازي** الامام الماوردی
من ائمة الشافعية وقال فی قوله تعالى وتقلبك فی الساجدين

فرمایا اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ حالانکہ کلام اولاد
یعقوب علیہ السلام کے ساتھ ہے اور اسمعیل علیہ السلام یعقوب علیہ السلام
کے چچا تھے۔ اور امام رازی کے پہلے ہی سلف کی ایک جماعت جسمین
سے ابن عباس اور مجاہد اور ابن جریر اور سدی ہین اسی طرف
گئی ہے کہ انہوں نے کہا کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کا باپ نہا بلکہ چچا
تھا کیونکہ ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ تہا۔ اور ائمہ شافعیہ
سے امام وردی نے بھی امام رازی کے ساتھ اتفاق کیا اور کہا
کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول مین وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ سورہ
شعراء۔ یعنے تیرا پھرنا نمازیون مین۔ جیسا کہ رازی نے کہا ہے نبی
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اصلاب طاہرہ سے ارحام زکیہ کیطرف

كما قال الرازي ان المراد تقلبه وتنقله من الاصلاب الطاهرة
الى الارحام الزكية وهذا وجه من وجوه تفسير الآية وليس
مراده الحصر في هذا الوجه ولكن هذا الوجه هو الاولى بالقبول
فقد اخرج ابن سعد والبزار والطبرانى وابو نعيم عن ابن
عباس رضى الله عنهما فى قوله تعالىٰ وتقلبك فى الساجدين
قال من نبى الى نبى ومن نبى الى نبى حتى اخرجتك نبيا ففسر
تقلبه فى الساجدين بتنقله فى اصلاب الانبياء ولو مع الوسائط
وحمل الآية على اعم منهم وهم المصلون الذين لم يزالوا فى ذرية

نقل فرمانا مراد ہے اور یہہ بھی منجملہ وجوہ تفسیر آیہ مذکورہ ایک وجہ ہے
اور امام رازی کی مراد اسی ایک وجہ مین حصر نہین ہے لیکن وجہ مذکور
اولیٰ بالقبول ہے - ابن سعد اور بزاز اور طبرانی اور ابو نعیم نے ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے
وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ یہہ مراد ہے کہ تو ایک نبی سے دوسرے
نبی طرف منتقل ہوتا چلا آتا تہا یہانتک کہ مین نے تجھکو نبی کرکے نکالا -
پس تقلب فی الساجدین کی تفسیر اصلاب انبیاء مین (اگرچہ وسایط سے ہو)
نقل کرنے سے کیگئی - اور انبیاء سے عام اشخاص پر آیت کا حمل کرنا
زیادہ واضح ہے تاکہ آیت غیر انبیاء کو بھی شامل رہے اور یہہ اشخاص

ابراهیم اوضح لیشمل غیر الانبیاء فقد اخرج ابن المنذر عن ابن
جریج فی قوله تعالی رب اجعلنی مقیم الصلاۃ ومن ذریتی قال
فلا تزال من ذریۃ ابراھیم ناس علی الفطرۃ یعبدون اللہ تعالیٰ
وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما ومجاھد فی قولہ تعالیٰ و
جعلھا کلمۃ باقیۃ فی عقبہ انہا لا الہ الا اللہ باقیۃ فی عقب ابراہیم
علیہ السلام وعن قتادۃ فی الآیۃ ھی شہادۃ أن لا الہ الا اللہ
والتوحید لا یزال فی ذریتہ من یقولھا من بعدہ وقد صح من طرق

وہ کافی ہیں جو ذریۃ ابراہیم علیہ السلام میں ہمیشہ ہوتے تھے (خواہ
وہ نبی ہوں یا غیر نبی) ابن جریج سے ابن منذر نے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ
کے اس قول کے مطابق رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ
یعنے خدایا تو مجھکو بھی نماز کا قایم کرنے والا بنا اور میری ذریت سے بھی)
ذریت ابراہیم علیہ السلام سے ہمیشہ ایسے اشخاص ہوتے تھے جو
فطرت پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے اور ابن عباس اور مجاہد سے
روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مطابق وَجَعَلَھَا کَلِمَۃً
فِیْ عَقِبِہٖ (یعنے یہی بات چھوڑ گیا اپنی اولاد میں) کلمہ لا الہ الا اللہ
ابراہیم علیہ السلام کے پیچھے باقی رہا اور اس آیت کے متعلق قتادہ سے
روایت ہے کہ توحید اور شہادت لا الہ الا اللہ ذریت ابراہیم میں

صحیحۃ ان الارض لم تخل من سبعة مسلمين فمن ذلك ما اخرجه
عبد الرزاق وابن المنذر بسند صحيح على شرط الشيخين عن على
رضى الله عنه قال لا يزال على وجه الارض سبعة المسلمون
فصاعدا ولولا ذلك لهلكت الارض ومن عليها **واخرج**
الامام احمد فى الزهد بسند صحيح على شرط الشيخين عن ابن
عباس رضى الله عنهما قال ما خلت الارض من بعد نوح من سبعة
يدفع الله بهم عن اهل الارض **واخرج** البخاري حديث بعثت

ہمیشہ باقی رہی جو آپ کے بعد اوس کے قائل تھے۔ اور طرق صحیحہ سے
یہہ امر صحت کو پہونچا ہے کہ سات مسلمانون سے زمین ہرگز خالی نہوگی
اور اسی قبیل سے ہی وہ روایت جسکو عبد الرزاق اور ابن المنذر نے
سند صحیح سے شرط شیخین پر علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرمایا
آپ نے کہ روئی زمین پر ہمیشہ کم از کم سات مسلمان رہتے ہین اور
اسمین زیادتی بھی ہوتی ہے اگر یہہ لوگ نہون تو زمین اور اوسپر کے
مخلوق ہلاک ہوجاوے۔ اور امام احمد نے زہد مین سند صحیح سے
شرط شیخین پر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ نوح
علیہ السلام کے بعد سے زمین ایسے سات شخص سے خالی نہین رہتی ہے
جنکے سبب سے اللہ تعالیٰ اہل زمین سے بلیّات کو دفع کرتا ہے۔ اور

من خير قرون بنی آدم قرنا فقرنا حتی بعثت من القرن الذي
كنت فيه فاذا قرنت بين هاتين المقدمتين اعنی بعثت
من خير قرون بنی آدم الخ وان الارض لم تخل من سبعة
مسلمين الخ انتج ما قاله الامام الرازي من ان اباءه كلهم
موحدون لانه ان كان كل جد من اجداده من جملة السبعة
المذكورين فی زمانهم ففيه المدعی وان كانوا غيرهم فاما
ان يكونوا علی الحنيفية ملة ابراهيم عليه السلام فهو المدعی

بخاری نے یہہ حدیث روایت کی ہے کہ مین ایک قرن سے دوسری
قرن مین بہترین قرون بنی آدم سے مبعوث ہوتا تہا یہانتک کہ
اوس قرن مین کہ جس مین مین ہون مبعوث ہوا - پس جب یہہ دونون
مقدمے (یعنے خیر قرون بنی آدم سے مبعوث ہوتے چلے آنا
اور زمین کا سات مسلمانون سے خالی نرہنا) ملائے جائین تو
وہی نتیجہ نکلتا ہے - جسکو امام رازی نے بیان کیا یعنے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے تمام اجداد موحد تھے کیونکہ آپ کے اجداد سے ہر ایک
جد اگر اون مذکور شدہ سات اشخاص مین سے تھے تو اسی مین
ہمارا مدعی ہے اور اگر اونکے سوائے تھے تو یا وہ ملت حنفیہ
ابراہیم علیہ السلام پر تھے تو یہہ بھی ہمارا مدعی ہے یا وہ شرک پر

ایضا واما ان یکونوا علی الشرک فیلزم احد امرین اما ان یکون
غیرہم خیرا منہم وھو باطل لمخالفتہ الحدیث الصحیح من خیر قرون
بنی آدم قرنا فقرنا واما ان یکونوا خیرا وھم علی الشرک وھو باطل
بالاجماع قال تعالی ولعبد مؤمن خیر من مشرک فثبت انہم علی
التوحید فیکونوا خیر اہل الارض فی زمانہم **وقد ذکر البرزنجی**
والسیوطی وغیرہم ممن الفوا فی نجاۃ آباء النبی صلی اللہ علیہ وسلم
وامہاتہم وفی انہم کلہم علی التوحید دلائل وبراھین علی ذلک و

ہتے تو دو امر سے ایک لازم آویگا یا اون سے اونکے اغیار بہتر تھے
یہہ تو باطل ہے بسبب مخالفت اوس حدیث صحیح کے کہ جس سے ثابت
ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد ہر ایک قرن مین بہترین قرون
بنی آدم سے تھے۔ یا یہہ اجداد باوجود شرک پر رہنے کے اغیار سے
بہتر تھے یہہ بھی بالاجماع باطل ہے جناب باری کا ارشاد ہے وَلَعَبْدٌ
مُؤْمِنٌ خَیْرٌ مِنْ مُشْرِکٍ یعنے ایمان والا غلام مشرک سے بہتر ہے
پس ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد توحید پر قایم تھے پس
وہ اپنے زمانہ مین تمام اہل زمین سے بہتر ہوے **اور برزنجی** اور
سیوطی وغیرہ نے (جنہون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آبا وامہات
کے نجات مین اور اس بیان مین کہ یہہ سب کے سب توحید پر تھے

افرد واکل احد من الاباء بترجمة وقد صح فی احادیث کثیرة
انه صلی اللہ علیه وسلم قال لم ازل انقل من اصلاب الطاهرین
الی ارحام الطاهرات وفی روایة لم یزل اللہ ینقلنی من الاصلاب
الحسیبة الی الارحام الطاهرة وعلی هذا حمل بعضهم قوله تعالی
وتقلبک فی الساجدین وقوله صلی اللہ علیه وسلم من اصلاب
الطاهرین الی ارحام الطاهرات فاٰباء النبی صلی اللہ علیه وسلم
وامهاته الی ادم وحوّاء لیس فیهم کافر لان الکافر لا یوصف بانه

رسالے لکھے ہین) اسپر دلایل اور براہین قایم کین اور آباء نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے ہر ایک کا بیان جداگانہ لکھا ہے - اور بہت سے
احادیث مین یہہ امر صحت کو پہونچا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ مین پاک صلبون سے پاک ارحام کیطرف منتقل
ہوتا رہا - اور ایک روایت مین یہہ آیا ہے کہ مجھکو اللہ تعالی اصلاب
ممتاز سے ارحام طاہرہ کیطرف نقل فرماتا رہا - اور اسی پر حمل کیا ہے
بعضون نے اللہ تعالی کے اس قول کو وَتَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِیْنَ
اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کو من اصلاب الطاہرین الی
ارحام الطاہرات ۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباء اور
امہات مین آدم وحوا علیہما السلام تک کوئی کافر نہ تھا کیونکہ کافر طاہر

طاہر والی ھذا اشار صاحب الہمزیۃ حیث قال

لم تزل فی ضمایر الکون تختا ولک الامہات والآباء

وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ولدت من بغی قط منذ

خرجت من صلب آدم ولم تزل تتنازعنی الامم کابرا عن کابر

حتی خرجت من افضل حیین من العرب ھاشم وزہرۃ وحیث

ان ابا طالب قال ھو علی ملۃ عبد المطلب فلنذکر بعض ما ذکرہ

فی عبد المطلب لتعلم علما یقینیا انہ کان علی التوحید فمما ذکروہ

ہنین ہے۔ اوراسی کے طرف صاحب الہمزیۃ نے اشارہ کیا شعر

لَمْ تَزَلْ فِیْ ضَمَایِرِ الْکَوْنِ تُخْتَا وَلَکَ الْاُمَّھَاتُ وَالْآبَاءُ

آپ کے لئے اس خلقت کی چھپی ہوی چیزون مین اون کے ظہور سے

بیشتر ہی نامی گرامی مائین اور باپ دادے خدا کے طرف سے پسند ہو گئے

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سے میرا خروج

صلب آدم سے ہوا ہرگز مین کسی نامحمود طریقہ سے ہنین جنا گیا اور

میرے لئے بڑے سے بڑے آرزو کرتے تھے یہانتک کہ مین عرب کے

افضل دو قبیلہ ہاشم اور زُہرہ سے ظاہر ہوا۔ اور چونکہ ابوطالب نے

کہا تھا کہ وہ عبد المطلب کی ملت پر ہے اس لئے ہم بعض اون امور

کو ذکر کرتے ہین کہ جسکو مورخین نے عبد المطلب کے حال مین بیان

فی عبد المطلب انه نشاء علی اکمل الصفات و انتهت الیه الریاسة بعد عمه المطلب وکان یأمر اولاده بترك الظلم والبغی ویحثهم علی مکارم الاخلاق وینهاهم عن دنیات الامور وکان یقول لن یخرج من الدنیا ظلوم حتی ینتقم الله منه وتصیبه عقوبة الی ان هلك رجل ظلوم من ارض الشام ولم تصبه عقوبة فقیل لعبد المطلب فی ذلك ففکر وقال والله ان وراء هذه الدار دارا یجزی فیها المحسن باحسانه ویعاقب المسیٔ باساءته

کیا ہے تاکہ تجھکو اسکا علم یقینی حاصل ہوجاوے کہ عبد المطلب توحید پرست تھے - پس عبد المطلب کے حال مین جو کیفیات بیان کئے گئے ہین اون مین سے یہہ ہے کہ وہ اکمل صفات پر پیدا ہوے اور ریاست اونکو اونکے چچا مطلب کے بعد پہونچی اور اپنے اولاد کو ترک ظلم و فحش کی تاکید کرتے تھے - اور مکارم اخلاق کی ترغیب دیتے تھے اور سبک امور سے منع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ظالم سے جب تک اللہ تعالی بدلہ نہ لے اور اوسکو کوی عقوبت نہ پہونچے وہ دنیا سے ہرگز نہ نکلیگا یہان تک کہ ارض شام کا ایک ظالم مرگیا اور اوسکو کوی عقوبت نہ پہونچی تھی - پس اوسکی شان مین عبد المطلب سے پوچھا گیا تو اونہون نے

اى فالظلوم شانه ان تصيبه عقوبة فان اخرج من الدنيا لم تصبه عقوبة فهى معدة له فى الآخرة فهذا ايمان منه باليوم الآخر علمه بالفراسة الصادقة وهى نور الهى يقع فى القلب وكان عبد المطلب يرفض عبادة الاصنام ويعترف بوحدانية الله تعالى ولم تكن شريعة مشروعة فى زمنه فلهذا كانت عبادته التفكر فى آلاء الله ومصنوعاته وصلة الارحام واصطناع المعروف

کچھہ تامل کے بعد جواب دیا قسم خدا کی سواے دار دنیا کے دار آخرت بھی ہے کہ جہان نیک کو اوس کے نیکی کی جزا اور بد کو اوس کے بدی کی سزا دیجائیگی۔ یعنے ظالم کی شان ہی یہہ ہے کہ اوسکو عقوبت پہونچے۔ پس اگر بغیر عقوبت کے دنیا سے گزر جاے تو عقوبت اوس کے لئے آخرت مین مہیا ہے۔ پس عبد المطلب کا ایمان بالآخرت ہے جسکو اوہنون نے فراست صادقہ سے جان لیا۔ اور فراست صادقہ ایک نور الٰہی ہے جو دل مین پڑتا ہے اور عبد المطلب بت پرستی نکرتے تھے اور وحدانیت خدا تعالیٰ کے معترف تھے۔ اور اون کے زمانہ مین کوی شریعت مشروعہ نہ تھی اسیواسطے خدا تعالیٰ کے نعمتون اور مصنوعات مین فکر کرنا اور صلہ ارحام اور اچھے کام کرنا اور عمدہ اخلاق سے متصف رہنا اونکی عبادت تھی

والاتصاف بمکارم الاخلاق وکان یختلی کثیرا بغار حراء
لیجتمع فکرہ وقلبہ فی الاستغراق فی التفکر فی صفات اللہ و
افعالہ الدالۃ علیہ و ورد عنہ فی السنۃ اشیاء کان متصفا بہا
ویأمر الناس بفعلہا **منہا** الوفاء بالنذر والمنع من نکاح المحارم
وقطع ید السارق والنہی عن قتل المؤدۃ وتحریم الخمر والزنا وان
لا یطوف بالبیت عریانا **وھو** اول من جعل الدیۃ مأئۃ من الابل
فجاء الشرع مؤیدا ذلک ومقررا **وکان** لطیب ریحہ یفوح منہ

اور خدا کے صفات و افعال کے تفکر کے استغراق مین اپنی خاطر
اور فکر مجتمع رہنے کی غرض سے اوہون نے اکثر اوقات غار حراء مین
رہنا اختیار کیا تھا اور اون کے بعض امور کہ جس سے وہ متصف بھی تھے
اور لوگون کو اونکے کرنے کا حکم بھی کرتے تھے شریعت اسلامیہ
مین داخل ہو گئے ہین ۔ اور امور مذکورہ سے بعض یہہ ہین نذرون
کو پورا کرنا ۔ نکاح محارم سے منع کرنا ۔ اور چور کا ہاتھ کاٹنا بیٹی کو زندہ درگور کرکے
قتل کرنے سے منع کرنا ۔ اور شراب و زنا کی تحریم ۔ اور برہنگی مین کعبہ
کا طواف نکرنا ۔ خون بہا مین سو اونٹ کی قرار داد ابتداء عبد المطلب
ہی نے کی اس کے بعد شرع نے اسی کو بحال رکھا ۔ اور ان کے بدن
شریف سے بوے مشک مہکتی تھی ۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم

رائحة المسك وكان نور النبی صلی اللہ علیه وسلم یضئ فی غرته

وفیه یقول القائل

علاشیبة الحمد الذی کان وجهه یضئ ظلام اللیل کالقمر البدر

وکانت قریش اذا اصابها قحط شدید تاتی عبد المطلب فتستقی به فیسقون ولما جاء اصحاب الفیل لیهدموا الکعبة هلکوا بدعائه عند البیت المعظم ومما نقل عنه فی ذلک الیوم ۔

کا نور انکے پیشانی پر چمکتا تھا اور اسی بارہ مین کسی نے کہا ہے شعر

عَلَاشَیْبَةُ الْحَمْدِ الَّذِیْ کَانَ وَجْهُهُ یَضِیْئُ ظَلَامُ اللَّیْلِ کَالْقَمَرِ الْبَدْرِ

یعنے بلند مرتبہ ہے شیبة الحمد (یعنے نام عبد المطلب) جسکا چہرہ چودہوین رات کے چاند کے مانند رات کی اندھیریون کو روشن کرتا ہے اور جب قحط شدید ہوا تو قریش اونکے نزدیک آکے خواہان دعاء بارش ہوتے تھے اور باران رحمت نازل ہوتا تھا اور انہدام کعبے کے ملئے جب اصحاب فیل آئے تو انہی کے دعا سے ہلاک ہوئے اور اوس روز کے اون کے اشعار سے یہہ شعر منقول ہے

لَاهُمَّ اِنَّ الْعَبْدَ یَمْنَعُ رَحْلَهُ فَامْنَعْ رِحَالَکَ ﴿ وَانْصُرْ عَلٰی اٰلِ الصَّلِیْبِ وَعَابِدِیْهِ الْیَوْمَ اٰلَکَ

یعنے خدایا اسمین شک نہین کہ بندہ بھی اپنے گھر کو بچاتا ہے پس تو اپنے گھر کو بچائیو۔ تو آج کے دن صلیب کے لوگون اور اوس کے

لاهم ان العبد یمنع رحله فامنع رحالك
والنصر علی آل الصلیب وعابدیه الیوم آلك

وقال ایضاً

یارب لاارجولهم سواکا یارب فامنع عنهم حماکا
ان عدو البیت قد عاداکا فامنعهموا ان یخربوا قراکا

واخذ اصحاب الفیل له ذودا من الابل فذهب الی ابرهة رئیسهم یسأله اطلاق ابله فعظمه واجلسه معه علی سریرہ فلما سأله اطلاق ابله قال له ابرهة سقطت من عینی جئت

پوجنے والونپر اپنے لوگون کو فتح و مدد دیجو۔ اور یہہ بھی کہا شعر
یَارَبِّ لَااَرْجُوْلَهُمْ سِوَاكَا * يَا رَبِّ فَامْنَعْ عَنْهُمْ حِمَاكَا
اَنَّ عَدُوَّ الْبَيْتِ قَدْ عَادَاكَا * فَامْنَعْهُمُوْا اَنْ يَخْرِبُوْا قُرَاكَا
یعنے پروردگارا مین اونکے کھپانے کے لئے تیرے سوا اور کسی کی امید نہین رکھتا ہون۔ پس تو اونکے ہاتھون سے اپنے رمنے (حرم کو) بچالے * کعبے کے دشمن نے تجھ سے دشمنی کی ہے * پس تو اونکو روکدے کہ تیرے بستیون کو وہ ویران کرنے نہ پائین * اور اصحاب فیل نے ان کے اونٹون کا ریوڑ پکڑ لیا تہا اہنون نے اونٹون کی رہائی کی درخواست کیلئے اونکے رئیس ابرہہ کے پاس گئے

لاهدم البيت الّذی هو دينك ودين آبائك فالهالك عنه ذود اخذ منك فقال انا رب الابل وللبيت رب يمنعه وقال يامعشر قريش لايصل الی هدم البيت لان لهذا البيت ربا يحميه فارسل الله عليهم طيرا ابابيل فاهلكهم وكان لعبد المطلب ابل كثيرة يجمعها فی الموسم ويسقی لبنها بالعسل فی حوض من ادم عند زمزم و يشتری الزبيب فينقعه بماء زمزم ويسقيه الحاج ولما توفی عبد المطلب قام بالسقاية ابوطالب ثم بعده العباس ومن كلام

اوس نے انکی تعظیم کی اور اپنے ساتھ تخت پر بٹھلا لیا پس جب آپ نے اونٹوں کی رہائی کا سوال کیا تو اوس نے کہا کہ تو میری نظروں سے گر گیا میں سنے تو اوس گھر کے گرا دینے کے واسطے آیا ہوں جو تیرا اور تیرے آباء کا دین ہے اور اوس سے تجھکو ایک ریوڑ نے باز رکھہ لیا جو تجھہ سے لے لیا گیا ہے۔ اونہوں نے کہا میں تو اونٹوں کا رب ہوں اس گھر کا رب اور ایک ہی جو اوسکو بچا لیگا۔ اور کہا کہ یا معشر قریش کسی کو یہہ طاقت نہیں ہے کہ انہدام کعبہ کر سکے کس لئے کہ اس مکان کا ایک رب ہے اوسکی حمایت کریگا۔ پس اللہ تعالی نے اوسپر ابابیل کو بھیجا اور اصحاب فیل کو ہلاک کر دیا۔ اور عبد المطلب کے بہت سے اونٹ تھے جنکو موسم حج میں جمع کرتے تھے اور قریب چاہ زمزم چمڑے

عبد المطلب

یا رب انت الملك المحمود * وانت ربی الملك المعبود * من عندك الطارف والتلید
وکان عبد المطلب یکرم النبی صلی الله علیه وسلم ویعظمه وهو صغیر ویقول ان لابنی هذا لشانا عظیما وقد سمع من الکهان والرهبان شیئا کثیرا فی شان النبی صلی الله علیه وسلم قبل ولادته وبعدها وکان عبد المطلب رئیس قریش معظما فیهم وکانوا یفرشون له حول الکعبة فیجلس ویجتمع حوله رؤسا قریش

کے حوض مین اونکا دودہ اور شہد بہر دیا جاتا تہا۔ اور منقہ خرید کرکے زمزم کے پانی سے شربت تیار کرتے اور حاجیون کو پلاتے تھے اور جب عبد المطلب نے وفات پائی تو آبداری پر ابو طالب قایم ہوے اور اونکے بعد عباس رضی اللہ عنہ۔ اور کلام عبد المطلب سے یہہ بھی ہے یَا رَبِّ اَنْتَ الْمَلِكُ الْمَحْمُوْدُ * وَاَنْتَ رَبِّی الْمَلِكُ الْمَعْبُوْدُ مِنْ عِنْدِكَ الطَّارِفِ وَالتَّلِیْدِ * یعنے اے میرے پروردگار تو ہی بادشاہ ستودہ ہے * اور تو ہی میرا رب اور بادشاہ معبود ہے * تیرے ہی جانب سے مال ومنال ہے * اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ آپ خردسال تھے عبد المطلب عظمت وبزرگی کرتے اور کہتے تھے کہ میرے اس بیٹے کی بہت بڑی شان ہوگی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم

ولا یستطیع احد ان یجلس علی فراشه ولا ان یطاه بقدمه وکان النبی صلی اللہ علیه وسلم وهو صغیر یزاحم الناس فیدخل حتی یجلس بجنب جده عبد المطلب وربما جاء قبل جده عبد المطلب فجلس علی فراشه فاذا اراد احد من اعمامه ان یمنعه یزجره جده عبد المطلب و یقول دعوه ان له لشانا ثم یجلس علی فراشه معه ویمسح ظهره ویسره ما یراه یصنع وتوفی عبد المطلب

کی شان مین آپ کی ولادت کے پہلے اور بعد مین کاہنون اور راہبون سے بہت کچھ سنا تہا۔ اور عبد المطلب قریش کے رئیس اور امین معظم تھے اور اون کے لئے کعبہ کے اطراف مین فرش کیا جاتا تہا۔ عبد المطلب جلوس فرماتے اور رؤساء قریش اونکے اطراف جمع رہتے تھے اور کسیکی مجال نہین تھی کہ اونکی مسند پر بیٹھے یا پیر دراز کرے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم صغر سنی مین اپنے دادا عبد المطلب کی مجلس مین لوگون کی صفین چیرکے داخل ہوتے اور دادا کے بازو بیٹھ جاتے تھے اور بعض مرتبہ عبد المطلب کے پہلے تشریف لاکر اونکی مسند پر بیٹھ جاتے آپکے چچاؤن سے جب کسی نے آپ کو اس سے منع کرنا چاہتے تو اونکو عبد المطلب جہڑکدیتے اور کہتے کہ اسکو چھوڑ دو اسکی ایک شان ہی اور اپنی مسند پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھ جاتے۔ اور آپ کی

وعمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثمان سنین فاوصی بہ الی عمہ ابیطالب
وکان شقیق ابیہ عبد اللہ وامھما فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران
بن مخزوم وعن ابن عباس رضی اللہ عنھما قال سمعت ابی العباس
یقول کان لعبد المطلب مفرش فی الحجر یجلس علیہ لایجلس علیہ غیرہ وکان
حرب بن امیۃ فمن دونہ من عظماء قریش یجلسون حولہ دون
الفرش فجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما وھو غلام فجلس

پشت مبارک پر ہاتھ پہراتے اور آپ کے حرکات سے خوش ہوتے
اور عبد المطلب نے وفات پائی جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آٹھہ برس کے تھے
پس آپ کے لئے اونہون نے آپ کے چچا ابو طالب کو وصیت کی
ابو طالب اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد عبد اللہ یہہ دونون
حقیقی بہائی تھے ان دونون کی مان فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن
عمرو بن مخزوم ہین۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اونہون
نے فرمایا کہ مین اپنے باپ عباس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ایک
بچہونا تھا کہ جسپر خاص عبد المطلب کے واسطے فرش کیا جاتا تہا اور وہ اوسپر
جلوس فرماتے تھے اوسپر سواے اونکے اور کوئی نہین بیٹھتا تھا حرب
بن امیہ اور اوسکے سواے قریش کے اور سردار اونکے اطراف بیٹھتے
تھے ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جبکہ آپ کم سن تھے تشریف لائے

على الفرش فجذبه رجل فبكى فقال عبد المطلب ما لابني يبكي قالوا
اراد ان يجلس على الفرش فمنعوه فقال عبد المطلب دعوا ابني يجلس
عليه فانه يحس من نفسه بشرف وارجوان يبلغ من الشرف ما لم
يبلغه عربي قبله ولا بعده فكانوا بعد ذلك لا يردونه عنه حضر
عبد المطلب او غاب وفي رواية دعوا ابني انه ليونس ملكا وفي
رواية فانه تحدثه نفسه بملك عظيم وسيكون له شان وكان عبد المطلب

اور اوس فرش پر بیٹھ گئے آپ کو کسی نے کھینچ لیا اور آپ رونے لگے
عبد المطلب نے کہا کہ میرے بیٹے کو کیا ہوا جو روتا ہے لوگون نے کہا
کہ اس فرش پر بیٹھنے کا ارادہ کیا تہا اوس سے ممانعت کی گئی۔ عبد المطلب
نے کہا کہ میرے بیٹے کو چھوڑ دو تا کہ اوس پر بیٹھے کیونکہ وہ اپنی ذات مین
فضیلت کو دیکھہ رہا ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ ایسی فضیلت کو پہونچیگا
کہ اوسکو کوئی عربی نہ پہلے پہونچا ہے اور نہ بعد مین پہونچیگا۔ پہر کبھی
کسی نے آپ کو اس سے منع نہین کیا خواہ عبد المطلب حاضر رہین
یا غائب۔ اور ایک روایت مین یہہ ہے کہ میرے فرزند کو چھوڑ دو

من علماء قریش وحکمائها وکان مجاب الدعوة محرما للخمر علی نفسه

وهو اول من تحنث بغار حراء والتحنث التعبد اللیالی ذوات العدد

وکان اذا دخل شهر رمضان صعده واطعم المساکین وکان

صعوده للتخلی عن الناس یتفکر فی جلال الله وعظمته وکان یرفع

من مائدته الطیر والوحوش فی رؤس الجبال وکان یقال له مطعم الطیر

ویقال له الفیاض ولد وفی راسه شیبة الحمد رجاء انه یکبر و

مستجاب الدعوات تھے اور اپنے نفس پر شراب کو حرام کر لیا تھا

اور آپ ہی پہلے شخص ہین جو غار حرا مین راتون کو عبادت کرتے تھے

اور جب رمضان کا مہینہ آتا تو آپ حرا پر چڑھجاتے اور مساکین کو

کھانا کھلاتے ۔ اور آپ کا حرا پر چڑھنا صرف لوگون سے گوشہ نشینی

کے واسطے تھا تاکہ اللہ جل شانہ کی جلال و عظمت مین تفکر ہو سکے

اور پہاڑون کی چوٹیون پر آپ کے دسترخوان سے پرند و وحوش

یشیخ ویکثر حمد الناس له وقد حقق الله ذلک فکثر حمدهم له
لانه کان مفزع قریش فی النوائب وملجأهم فی الامور وشریفهم
وسیدهم کمالا وفعلا عاش مائة واربعین سنة وله مناقب
کثیرة منها حفر بئر زمزم وکانت درست بعد اسمعیل فامر
فی المنام بحفرها وارشد فی المنام الی محلها وقصة ذلک طویلة
مذکورة فی کتب السیر وفی السیرة الحلبیة عن ابن عباس رضی الله
عنهما قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یبعث جدی عبد المطلب

نکے حامی تھے اور تمام کامون مین اونکے ملجا رتھے کیا بلحاظ کمال
اور کیا بلحاظ افعال اونکے بزرگ اور سردار تھے۔ ایک سو چالیس
برس زندہ رہے اور اونکے بہت سے مناقب ہین۔ ایک یہہ کہ
اونہون نے زمزم کا کنوان کھودا۔ اسمعیل علیہ السلام کے بعد وہ
ناپدید ہوگیا تہا خواب مین اوس کے کھودنے کا حکم ہوا اور اوس کا
مقام دکہلادیا گیا۔ اسکا قصہ طویل ہے کتب سیر مین مذکور ہے اور
سیرت حلبیہ مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہا
اونہون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے
دادا عبد المطلب قیامت کے دن بادشاہون کے لباس اور ہیبت
اشراف مین اوٹہائے جائینگے۔ برزنجی نے کہا کہ مروی ہوا ہی

يوم القيامة فخمة الملوك وابهة الاشراف قال البرزنجي ويردي
ان عبد المطلب يعطى نور الانبياء وجمال الملوك ويبعث امة وحدة
قال لانه كان على التوحيد وذلك كمن اخبر عنه النبي صلى الله عليه
وسلم من امثاله كزيد بن عمرو بن نفيل وورقة ابن نوفل انه يبعث
امة وحده ومن يبعث امة وحده لا يبعد انه يعطى نور الانبياء لانه
مستقل لا تابع واما كونه يعطي جمال الملوك فلانه كان سيد قريش
في زمانه وهو ملحق بالملوك الذين عدلوا وما ظلموا وهذا له شاهد

کہ عبد المطلب کو انبیا کا نور اور بادشاہون کا جمال عطا کیا جائیگا اور وہ
تنہا حق پر مبعوث ہونگے کیونکہ وہ توحید پر تھے ۔ اور امثال عبد المطلب
جیسے زید بن عمرو بن نفیل اور ورقہ ابن نوفل سے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایسی ہی خبر دی ہے کہ وہ تنہا حق پر مبعوث ہونگے اور جو شخص کہ تنہا
حق پر مبعوث ہو تو اوسکو انبیا کا نور عطا کیا جانا بعید نہین ہے کیونکہ وہ
مستقل ہے نہ تابع ۔ اور عبد المطلب کو پادشاہون کا جمال اس لئے دیا جائیگا
کہ وہ اپنے زمانہ مین قریش کے سردار تھے اور وہ اون پادشاہون
کے ساتھ رہینگے جنہون نے عدل کیا ۔ اور یہہ بیان عبد المطلب کیواسطے
گواہ ہے اس امر مین کہ جسکو بیہقی اور ابو نعیم نے کعب احبار سے
روایت کیا ہے انہون نے کہا کہ امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی

رسوله لعنہم الله فی الدنیا والاخرۃ واعدلہم عذابا مهينا وقال
تعالی والذین یؤذون رسول الله لہم عذاب الیم وقد ذکرالامام
احمد بن الحسين الموصلی الحنفی المشهور بابن وحشی فی
شرحہ علی الکتاب المسمی بشہاب الاخبار للعلامة محمد ابن سلامۃ القضاعی
المتوفی سنۃ ۴۵۴ ان بغض ابیطالب کفر ونص علی ذلك ایضا
من ائمۃ المالکیۃ العلامۃ علی الاجهوری فی فتاویه والتلمسانی
فی حاشیۃ علی الشفا فقال عند ذکر ابیطالب لا ینبغی ان یذکر الا بحمایۃ

فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا مُّہِیْنًا سورۂ احزاب یعنے جو لوگ
اللہ ورسول کو ایذا دیتے ہین اللہ تعالی اونپر دنیا وآخرت مین لعنت
کریگا۔ اور عذاب سخت اون کے لئے مہیا کریگا۔ اور یہہ بہی خطاب باری
کا ارشاد ہے وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللہِ لَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ الایہ سورۂ توبہ
یعنے جو لوگ اللہ کے رسول کو اذیت دیتے ہین اونکے لئے عذاب سخت ہے
امام احمد بن حسین موصلی حنفی نے جو ابن وحشی سے مشہور ہین اپنی شرح
مین جو شہاب الاخبار مولفہ علامہ محمد بن سلامہ قضاعی متوفی ۴۵۴ھ پر
لکہی ہے ذکر کیا کہ بغض ابو طالب کا کفر ہے۔ اور اسپر ائمہ مالکیہ سے
علامہ علی الاجہوری نے بہی اپنے فتاوی مین اور تلمسانی اپنے حاشیہ
مین جو شفاء پر ہے تصریح کی۔ اور کہا کہ ابو طالب کے ذکر کے وقت سوائے

النبی صلی اللہ علیہ وسلم لانہ حماہ ونصرہ بقولہ وفعلہ وفی ذکرہ
بمکروہ اذیۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم وموذی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
کافر والکافر یقتل وقال ابو الطاہر من ابغض ابا طالب فھو کافر
والحاصل ان ایذاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم کفر یقتل فاعلہ ان
لم یتب وعند المالکیۃ یقتل وان تاب وروی الطبرانی والبیہقی
ان ابنۃ ابی لہب واسمھا سبیعۃ وقیل درۃ قدمت المدینۃ مسلمۃ
مھاجرۃ فقیل لھا لا تغنی عنک ھجرتک وانت بنت حطب النار فاذت

حمایت بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی قسم کا تذکرہ مناسب نہین ہے
کیونکہ انہون نے اپنے قول وفعل سے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت و
مدد کی اور اونکا ذکر برائی سے کرنے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اذیت
ہے۔ اور حضرت کا ایذا دینے والا کافر اور کافر لایق قتل ہے اور ابو طاہر
نے کہا کہ جس نے ابو طالب سے بغض رکھا وہ کافر ہے۔ حاصل کلام
یہہ ہے کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینا اوس مرتبہ کا کفر ہے کہ اگر اوسکا
فاعل توبہ نہ کرے تو قتل کیا جاے اور مالکیہ کے پاس توبہ کرنے کی
صورت مین بھی قتل کیا جاے گا۔ اور طبرانی اور بیہقی نے روایت کی
کہ ابولہب کی بیٹی جسکا نام سبیعہ ہے اور بعض نے کہا درہ ہے مسلمان
ہوکر مدینہ منورہ مین ہجرت کی تو اوسکو کہا گیا کہ تجھکو ہجرت نفع نہ دیگی کیونکہ

من ذلك فذكرته للنبي صلى الله عليه وسلم فاشتد غضبه ثم قام
على المنبر فقال ما بال اقوام يؤذونني في نسبي و ذوي رحمي فمن
اذي نسبي و ذوي رحمي فقد آذاني ومن آذاني فقد آذى الله تعالى
واخرج ابن عساكر عن علي رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله
عليه وسلم قال من اذى شعرة مني فقد اذاني ومن اذاني فقد اذى
الله تعالى فبغض ابي طالب والتكلم فيه يوذي رسول الله صلى الله
عليه وسلم و يوذي اولاده الموجودين في كل عصر وقد قال صلى الله

توجہنم کے کندے کی بیٹی ہے اس سے اوسکو رنج ہوا اور اس کا ذکر
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غصہ بڑہگیا
اور منبر پر کہڑے ہو کے فرمایا کہ کیا حالت ہی قوم کی کہ میرے نسب و
قبیلہ کے لوگون کی برائی کہکر میرا دل دُکہاتے ہین جس نے میرے نسب
وقبیلہ کے لوگون کو اذیت دیا اوس نے مجھکو اذیت دیا اور جس نے
مجھکو اذیت دیا اللہ تعالی کو اذیت دیا۔ اور ابن عساکر علی رضی اللہ عنہ
سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے
میرے ایک بال کو ایذا دیا تو یقیناً مجھکو ایذا دیا اور جس نے مجھے اذیت
دی تو یقیناً خدا کو اذیت دی۔ پس ابوطالب کا بغض اور اون کے
باب مین گفتگو کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اون کے ہر زمانہ

علیه وسلم لا تؤذوا الاحیاء بسب الاموات وممایؤید هذا التحقیق
الذی حققه العلامة البرزنجی فی نجاة ابی طالب ان کثیرا من العلماء
المحققین وکثیرا من الاولیاء العارفین ارباب الکشف قالوا بنجاة ابی طالب
منهم القرطبی والسبکی والشعرانی وخلایق کثیرون وقالوا هذا الذی
نعتقده وندین الله به وان کان ثبوت ذلک عندهم بطریق
غیر الطریق الذی سلکه البرزنجی فقد اتفق معهم علی القول بنجاته
فقول هولاء الائمة بنجاته اسلم للعبد عند الله تعالی لا سیما مع قیام

کے موجودہ اولاد کو رنجیدہ کرنا ہے اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے اموات کو بُرا کہہ کے زندون رنجیدہ مت کرو۔ نجات ابیطالب مین
علامہ برزنجی نے یہہ تحقیق جو کی ہے اوسکا موید یہہ ہے کہ بہت سے علماء
محققین اور اولیاء عارفین جو اصحاب کشف ہین نجات ابیطالب کے
قایل ہین۔ اونہی مین سے ہین قرطبی اور سبکی اور شعرانی اور بہت سی مخلوق
ان لوگون نے کہا کہ یہہ وہی ہے کہ جسکا ہم اعتقاد رکہتے ہین اور مقر بہی ہین
اور اگر اسکا ثبوت ان لوگون کے پاس سوای مسلک برزنجی کے اور دوسرے
طریقہ سے ہے تو برزنجی نے نجات ابیطالب کے قول مین متفق
تو ہے پس نجات ابیطالب کے متعلق ان ائمہ کا قول بندہ کو اللہ تعالی کے
کے پاس زیادہ تر سلامت رکہنے والا ہے خصوصاً جبکہ یہہ دلایل و

لـ به

هذه الدلائل والبراهين التی اثبتها العلامة البرزنجی ومما استد
القائلون بعدم نجاته ان النبی صلی الله علیه وسلم لم یورث منه جعفرا
ولا علیا لاختلاف الدین واجاب البرزنجی عن ذلك بوجوه منها
ان المیراث فی وقت موت ابیطالب لم یفرض وانما کان الامر بالوصیة
فقد یکون ابو طالب اوصی بماله لعقیل فانه کان یحبه کثیرا ویحتمل
علی تسلیم ان عقیلا اخذ ذلك میراثا ان النبی صلی الله علیه وسلم
انما سکت معاملة لابی طالب وعقیل بحسب ظاهر الامر من الکفر بحسب

براہین موجود ہین جنکو علامہ برزنجی سنے ثابت کیا۔ اور ابوطالب کے
غیر ناجی کہنے والون کے دلائل سے یک یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سنے اونکے مال کا جعفر اور علی رضی اللہ عنہما کو بسبب اختلاف
دین کے وارث نہین ٹھہرایا۔ اور اسکا جواب برزنجی سنے کئی وجوہ سے
دیا ہے۔ ایک اونمین کا یہہ ہے کہ میراث موت ابوطالب تک مقرر نہوی
تھی۔ اور صرف وصیت جاری ہوتی تھی۔ شاید ابوطالب نے عقیل کیلئے
اپنے مال کی وصیت کی ہو کیونکہ وہ اون سے زیادہ محبت رکہتے تھے
اور اگر عقیل کا اوس مال کو میراث مین لینا تسلیم کیا جاوے تو محتمل ہے کہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب وعقیل کے مقدمہ مین ظاہری کفر کے
خیال سے بلحاظ احکام دنیا کے سکوت کیا ہو کہا گیا کہ ابوطالب کے

احکام الدنیا قیل ان مما نزل فی ابیطالب انا ارسلناك بالحق بشیرا ونذیرا
ولا تسئل عن اصحاب الجحیم وهذا القول ضعیف جدا کالقول بانها نزلت
فی ابوی النبی صلی الله علیه وسلم فان ذلك ضعیف ایضا بل قیل ان ذلك
باطل لا اصل له والآیة انما نزلت فی الیهود قال ابوحیان فی البحر
سوابق الآیات ولواحقها تدل علی ذلك ای فان الجمیع نزل فی الیهود
والقول بخلاف ذلك یوجب تفکیك نظم الآیات وذهاب جزالتها
کما اشار الی ذلك المولی ابو السعود فی تفسیره وقد ذکر البرزنجی

حق مین جو آیات نازل ہوئین اونمین سے ہی اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا
وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ سورہ بقر یعنے ہمنے بھیجا تجھکو حق کے ساتھہ خوشخبری
دیتا ہوا اور ڈراتا ہوا اور نہین پوچھا جائیگا تو دوزخیون سے اور یہہ قول
بہت ہی ضعیف ہے جیسا کہ یہہ قول بھی ضعیف ہے کہ آیۂ مذکورہ والدین
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین نازل ہوی بلکہ کہا گیا ہے کہ یہہ باطل ہے
اوسکی کوی اصل نہین۔ اور آیۂ مذکورہ یہود کے حق مین نازل ہوی۔
جیسا کہ وہ قول کہ اس آیت کو درباب والدین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے کہا گیا بلکہ ان دونون قول کی کچھہ اصل نہین اور یہ دونون باطل ہین
بلکہ یہہ آیت یہود کے بارہ مین نازل ہوی۔ ابوحیان نے کتاب بحر
مین کہا کہ اوس کے اگلے اور پچھلے آیتین اسی پر دلالت کرتے ہین۔

احادیث کثیرة تدل علی نجاة ابی طالب ثم قال وان کان بعضها ضعیفا
لکن لکثرتها یقوی بعضها بعضا لاسیما واکثرها صحیح لا ضعف فیه
فمن الصحیح ما اخرجه ابن سعد وابن عساکر عن علی رضی الله عنه
قال اخبرت رسول الله صلی الله علیه وسلم بموت ابیطالب فبکی و
قال اذهب فغسله وکفنه وواره غفر الله له ورحمه وفی السیرة الحلبیة
ان هذا الحدیث اخرجه ایضا ابو داؤد والنسائی وابن الجارود وابن خزیمة

یعنے تمام آیات حق بیہودہ مین نازل ہوئین اور اسکا مخالف قول نظم آیات
کے توڑنے اور اون کے حسن بیان کے خرابی کا باعث ہی چنانچہ
اسکے طرف مولی ابو سعود نے اپنی تفسیر مین اشارہ کیا ہے۔ برزنجی نے
بہت سے احادیث ذکر کیا جو نجات ابیطالب پر دلالت کرتے ہین اور کہا
کہ اگرچہ بعض اونمین سے ضعیف بھی ہین لیکن اونکی کثرت کے وجہ سے
بعض بعض کو قوت بخشتے ہین خصوصاً اکثر اونمین سے صحیح ہین جسمین کچھہ بھی
ضعف نہین ہے صحیح حدیثون سے ایک یہہ ہی کہ جسکو ابن سعد وابن
عساکر نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا علی رضی اللہ تعالی عنہ
نے کہ مین نے خبر دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو طالب کے وفات
کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گریہ کیا۔ اور فرمایا کہ تم جاؤ اور اوسکو
غسل دو اور کفن دو اور دفن کردو اللہ اوسکو بخشے اور رحم فرمائے۔

عن علی رضی اللہ عنہ قال لما مات ابو طالب اخبرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
بموتہ فبکی وقال اذھب فغسلہ وکفنہ وواره غفر اللہ لہ ورحمہ ثم قال
البرزنجی علی ان اعتمادنا علی المسلک الاول الکافی فی النجاة ولانحتاج
الی ھذا ولکنہ زیادة تاکید فی المدعی ومن الاحادیث التی ذکرھا
فی الشفاعة ما رواه الامام احمد والطبرانی والبزار عن معاذ بن
جبل وابی موسی رضی اللہ عنہما قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اور سیرت حلبیہ مین مذکور ہے کہ اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی اور ابن
جارود اور ابن خزیمہ نے بھی علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی حضرت
علی رض نے فرمایا کہ جبکہ ابو طالب نے وفات پائی تو مین نے وفات کی خبر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی پس حضرت نے گریہ کیا اور فرمایا کہ تم
جاؤ اور اسکو غسل وکفن دو اور دفن کرو خدا اوسکو بخشے اور اوسپر رحم
کرے پھر برزنجی نے کہا کہ ہمارا بھروسا پہلے مسلک پر ہے جو نجات کیلئے
کافی ہے اور نہین حاجت ہے ہمکو اسکے طرف لیکن اسمین زیادہ
تاکید ہے مدعی پر اون احادیث مین سے جو شفاعت کے بارہ مین
ذکر کیا ہے ایک یہہ ہے جسکو امام احمد اور طبرانی اور بزار نے معاذ
بن جبل اور ابو موسی رضی اللہ عنہما سے روایت کین ہین کہ فرمایا رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اختیار دیا مجھکو میرے رب نے دو چیز مین

ان ربی خیرنی بین ان یدخل نصف امتی الجنۃ اوشفاعۃ فاخترت
لھم الشفاعۃ وعلمت انما اوسع لھم وھی لمن مات لایشرک باللہ شیئا
وروی الامام احمد وابن ابی شیبۃ والطبرانی عن ابی موسی رضی اللہ
عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی اخرت شفاعتی وجعلتھا
لمن مات من امتی لایشرک باللہ شیئا وفی روایۃ لابی یعلی وابی نعیم
عن ابی ذر رضی اللہ عنہ وھی نائلۃ منھم ان شاء اللہ تعالی من لم یشرک
باللہ شیئا وفی روایۃ عن عوف بن مالک عن رسول اللہ صلی اللہ

یا میری آدہی امت جنت مین داخل کی جاوے یا مین اونکی شفاعت
کرون پس مین نے شفاعت کو اختیار کیا اور مین جان لیا کہ شفاعت
اون کیلئے زیادہ وسیع ہے اور یہہ شفاعت اوس کے لئے ہو گی جو
اللہ کے ساتھ کسی شئی کو شریک نہ کرکے مرا ہو۔ اور امام احمد اور ابن
ابی شیبہ اور طبرانی نے ابو موسی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین نے اوٹھا رکہی ہے
شفاعت کو اور اوسکو میری امت سے غیر مشرکین کے لئے مقرر
کیا اور ابو یعلی اور ابو نعیم کی روایت مین جو ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ہے
یہہ ہے کہ انشاء اللہ تعالی اوس شخص کو شفاعت نصیب ہو گی
کہ جس نے کسی شئی کو اللہ تعالی کے ساتھ شریک نہ کیا ہو اور عوف

علیه وسلم سألت الله ان لا یلقاه عبد من امتی یوحده الا ادخله الله الجنة واخرج مسلم عن عبد الله بن عمر رضی الله عنهما ان رسول الله صلی الله علیه وسلم تلا قول ابراهیم فمن تبعنی فانه منی ومن عصانی فانك غفور رحیم وقول عیسی ان تعذبهم فانهم عبادك وان تغفر لهم فانك انت العزیز الحکیم فرفع یدیه وقال امتی امتی ثم بکی فقال الله یا جبریل اذهب الی محمد فقل له انا سنرضیك

بن مالک کی روایت میں ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے خداوند عالم سے یہہ دعا کی ہے کہ میری امت کا جو شخص کہ خدا کو ایک جانتا ہو جب وہ لقاے الٰہی سے مشرف ہو تو اوسکو خدا داخل جنت فرماوے۔ اور مسلم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا ابراہیم علیہ السلام کے اس قول کو فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ الایۃ سورہ ابراہیم یعنی جس نے پیروی کی میری وہ میرا ہے اور جو میری نافرمانی کی تو تو بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے اور عیسی علیہ السلام کے اس قول کو اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔ یعنے اگر تو اونپر عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہین

الآیۃ سورہ مائدہ

فی امتك ولا نسوئك وروی البزار والطبرانی عن علی کرم اللہ
وجھہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اشفع لامتی حتی ینادینی
ربی ارضیت یا محمد فاقول ای رب رضیت وروی الطبرانی
فی الاوسط بسند حسن عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی اخرت شفاعتی لامتی
وھی بالغۃ ان شاء اللہ من مات لا یشرك باللہ شیئا قال البرزنجی

اور اگر اونکو بخشدے تو تو غالب حکیم ہے۔ ان آیات کو پڑھکر حضرت نے اپنے دونوں ہتھ اٹھاے اور امتی امتی فرماکے رونے لگے تب اللہ تعالے نے فرمایا کہ اے جبریل محمد کے پاس جاؤ اور کہہ کہ مین تمکو تمہاری امت کے بارہ مین جلد راضی کردونگا اور تمکو نہین رنجیدہ کرونگا اور بزار اور طبرانی نے علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین امت کی شفاعت کرونگا یہانتک کہ خداوند عالم فرماویگا کہ کیا محمد تو راضی ہوا اور مین عرض کرونگا ہان اے پروردگار عالم مین راضی ہوا۔ اور طبرانی نے بسند حسن کتاب اوسط مین ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین نے امت کے لئے شفاعت کو اوٹھا رکھی ہے اور وہ انشاء اللہ تعالی پہونچنے والی ہے اوس شخص کو جو موحد

فانظر هذه الاحادیث فانہا کلھا تدل علی ان الشفاعۃ لا تنال مشرکا وقد نالت الشفاعۃ اباطالب بنص الحدیث الصحیح ونعلم قطعا انہ کان یصدق بنبوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصدقہ وحقیۃ دینہ ویکفی بالظاہر دلیلا فلا بد من القول بنجاتہ ولا منافاۃ بینہا وبین الاحادیث التی فیہا ذکر کفرہ ودخولہ النار لما تقدم ان الحکم بکفرہ انما ہو بالنسبۃ للاحکام الدنیویۃ نظر الظاہر الشرع وان دخولہ

مراہو۔ برزنجی نے کہا کہ ان احادیث کو دیکھو۔ کیونکہ یہہ تمام حدیثین اسپر دال ہین کہ شفاعت مشرک کو نیسر نہو گی۔ اور ابوطالب کو تو نص حدیث صیحح سے شفاعت حاصل ہوئی ہے اور ہم یقیناً جانتے ہین کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نبوت اور صداقت اور حقیقت دین کی تصدیق کرتے تھے اور بداہتہ یہی کافی دلیل ہے۔ پس ضرور نجات ابیطالب کے قائل ہونا چاہیئے اور احادیث مذکورہ اور اون احادیث مین جن مین ابیطالب کا کفر اور اونکا داخل نار ہونا مذکور ہے کوئی منافات نہین ہے کیونکہ پیشتر مذکور ہوا ہے کہ انکے کفر کا حکم صرف بہ نسبت احکام دنیا بلحاظ ظاہر شرع ہے اور اونکا داخل نار ہونا کسی فرض کے ترک سے ہے اور اس سے انکا ہمیشہ آگ مین رہنا لازم نہین آتا اور نہ یہان اس امر پر کوئی نص ہے کہ وہ ہمیشہ آگ مین رہینگے

من بعض وحصول کل الخیر انما یکون بدخول الجنة قال بعض العارفین انه ثبت عند اهل الکشف ایمان ابیطالب ثبوتا لا شك فیه ولعل السبب فی ان الله ابهم امره بحسب ظاهر الشرع لتطییب قلوب اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم الذین کان آباؤهم کفارا لانه لو صرح لهم بایمان ابیطالب وهم یرونه کافرا بحسب الظاهر مثل آبائهم تنفر قلوبهم وتتوغر صدورهم ویقولون انه لا فرق بینه وبین آبائنا فکیف یکون ناجیا وهم معذبون وهذا یکون منهم بحسب ما تقتضیه الطبیعة

کل خیر ہونا اور یہی بات ہے اور تخفیف عذاب تو تخفیف شر ہے اور بعض شر بعض سے آسان ہوتے ہین اور کل خیر تو دخول جنت ہی سے حاصل ہوگی۔ بعض عارفون نے کہا کہ ابوطالب کا ایمان اہل کشف کے پاس اسطور پر ثابت ہو چکا ہے کہ جس کے ثبوت مین کوئی شک نہین ہے اور انکے امر کو بحسب ظاہر شرع اللہ تعالی نے جو مبہم رکھا شاید اوسکا سبب یہہ ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہ جنکے آبا کفار تھے خوش دل رہین کیونکہ اونپر جو ابیطالب کو بحسب ظاہر مثل اپنے آباء کے کافر دیکھہ رہے تھے اگر ابیطالب کا با ایمان ہونا ظاہر کر دیا جاتا تو اون کے دل تنفر کرتے اور اونکے سینے پر کینہ ہوتے اور یہہ کہتے کہ ابیطالب اور ہمارے آباء مین جب کہ کوئی فرق نہین ہے

البشرية فانما تنفر من استئثار غيرها عليها كما تقدم نظير ذلك في الذي
قال ابن ابي ولو اظهر ابو طالب ايمانه لفات ما قصده من نصرة النبي
صلى الله عليه وسلم وحمايته ثم في ذلك الله تعالى حكم كثيرة لا اطلاع لنا
عليها فيجب علينا التسليم لامر الله تعالى والانقياد لحكمه والرضا به
وحفظ الادب مع رسول الله صلى الله عليه وسلم واهل بيته وصحابته
وتحسين الظن بهم حتى لا يطالبنا احد منهم بظلامة ونسال الله تعالى

تو ابو طالب نجات پانے والے اور ہمارے آبا معذب کیسے ہو سکتے ہیں
اور بحسب مقتضائے طبیعت بشری یہہ امر اون سے واقع ہوتا۔ کیونکہ
طبیعت بشریہ کو کہ اوسپر غیر کے تفوق سے تنفر ہوتا ہے چنانچہ اسکی
نظیر اوس شخص کے بیان مین کہ جس نے کہا تھا کہ میرا باپ کہان ہے
پیشتر گزر چکی ہے اور اگر ابو طالب اپنا ایمان ظاہر کرتے تو اونکا مقصود
اصلی جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نصرت و تائید تھا فوت ہو جاتا۔ پس اسباب
مین خداوند عالم کے بہت سے حکمتین ہین کہ جنپر ہمکو اطلاع نہین ہے
پس ہمپر امر الٰہی کو ماننا اور اوس کے حکم کی اطاعت کرنی اور اوسپر راضی
رہنا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اونکے اہل بیت و صحابہ کا
حفظ ادب اور اونکے ساتھ نیک گمان رکھنا واجب ہے تاکہ انمین سے
ایک بھی ہمکو ظلمہ مین ماخوذ نکرے۔ ہم اللہ ہی سے توفیق کا سوال کرتے ہین

التوفیق هذا خلاصة ما لخصته من الخاتمة التی ذیل بها العلامة
السید محمد بن رسول البرزنجی رسالته التی الفها فی نجاة الابوین
مع ما ضممته الی ذلک مما وجدته فی المواهب اللدنیة والسیرة
الحلبیة وغیرهما من الکتب المعتمدة المرضیة **قال العلامة البرزنجی**
فی اخر الخاتمة التی هی اخر رسالته لما اکملت تسویده فی اوائل شهر الله
الحرام ذی القعدة من شهور سنة الف وثمان وثمانین بالمدینة
النبویة علی ساکنها افضل الصلوة وازکی السلام فی منزلی بالزقاق

یہہ اون مضامین کا خلاصہ ہے کہ جسکو مین نے علامہ سید محمد بن
رسول البرزنجی کے اوس رسالہ سے لیا ہے جسکو علامہ نے والدین
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نجات مین تالیف کی ہے اور اس کے ساتھ
بعض وہ امور بھی شریک کردئے گئے ہین کہ جسکو مین نے مواہب لدنیہ
اور سیرت حلبیہ وغیرہ کتب معتبرہ پسندیدہ مین پایا۔ علامہ برزنجی نے
اپنے رسالہ کے خاتمہ کے اخیر مین فرمایا کہ جب مین نے اوایل ذیقعدہ
سنہ ایک ہزار اٹھاسی ہجری مین مدینہ نبویہ مین علی ساکنہا افضل الصلوۃ
وازکی السلام اپنے مکان واقع محلہ زقاق البدور مین جو اندرون
فصیل شہر ہے اس کتاب کا مسودہ پورا کیا تو اوسکو حرم شریف کے
ایسے خادم کے پاس جو راہ خدا مین ثابت قدم اور صاحب اذکار

بزقاق البدور وهو داخل السور ارسلت به الی بعض خدام الحرم الشریف ممن له قدم فی طریق اللہ تعالی وله اذکار واوراد وله سلوک وهو متوسم بالصلاح لیدخله الحجرة الشریفة تحت استار کسوة القبر المعظم صلی اللہ علیه وسلم فانه هدیته صلی اللہ علیه وسلم فان وقع فی حیز القبول بیضته والا ضیعته قبل ان تنتشر منه النسخ فادخله تحت واستر فیه لیلتین ثم رده الیّ وبشرنی بانه وقع فی حیز القبول من حضرة الرسول صلی اللہ علیه وسلم وشفعه

واوراد وسلوک اور صلاح سے آراستہ تھے اس غرض سے بھیجا کہ حجرۂ شریفہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر معظم کے غلاف کے نیچے رکھے کیونکہ وہ آپ کا ہدیہ ہے اگر مقبول بارگاہ نبوت ہوگا تو اسکا مبیضہ کرونگا ورنہ اسکے قبل شایع ہونے کے ہلاک کر دونگا۔ پس اونہوں نے اوسکو رکھدیا اسمیں دو شب گزر گئے اسکے بعد اوسکو مجھے لا دیے اور حضرت کے قبولیت کی بشارت دی اور شفیع گردانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس رسالہ کو تمامی اولاد مولف کے لئے۔ اسپر میں نے اللہ کی حمد کی اور اوسی کی مدد سے کتاب کا مبیضہ کیا۔ پس خدا کی حمد ہے اوس کے انعام والہام پر پہر اوسی کے واسطے حمد ہے کہ جیسے ابتدا کروایا اتمام کو بھی پہونچایا ایسی حمد کثیر جو پاک اور مبارک ہو

فی جمیع الفروع فحمدت اللہ علی ذلک وبیضتہ بعون الملک المالک
فالحمد للہ علی ما انعم والھم ثم لہ الحمد علی انہ کما بدأ اتم حمدا کثیرا
طیبا مبارکا فیہ حمدا یوافی نعمہ ویکافی مزیدہ کما ینبغی لجلال وجھہ
وعظمۃ سلطانہ حمدا یستوجب المزید الموعود بقولہ تعالیٰ
لئن شکرتم لازیدنکم واکمل الصلوۃ والتسلیم علی المبعوث بالقرآن
الحکیم والموصوف بالخلق العظیم المنعوت بانہ بالمؤمنین رؤف
رحیم صلاۃ وسلاما تجازیان عناہ وتوازیان غناہ وعلی آلہ و
اصحابہ وآبائہ وامھاتہ وازواجہ وذریاتہ وورثۃ علومہ و

اور ایسی حمد جو اوسکی نعمتون کو وافی اور اوس کے مزید کرم کو کافی ہو
اور اوس کے جلال اور اوس کے غلبہ سلطنت کے لایق ہو اور ایسی حمد
جو مستوجب ہو اوس زیادتی کی کہ جسکا وعدہ اوس کے اس قول
مین ہے لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ یعنے اگر تم شکر کروگے تو مین تمکو
اور زیادہ دونگا۔ اور اکمل صلوٰۃ وتسلیم اوس ذات مقدس پر نازل ہو
جو قرآن حکیم کے ساتھ مبعوث ہوے اور خلق عظیم سے موصوف اور
بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ سے منعوت ہین۔ ایسی صلوۃ وتسلیم جو
مومنین سے ساتھ نرمی اور رحمت سے پیش آنے والے ۱۲
ہماری جانب سے آپ کی مبارک خدمت مین ہدیہ اور آپکی غنا کی مساوی
ہو۔ اور آپ کے آل واصحاب وآبا وامہات اور ازواج وذریات

عبادانه وغفر الله لنا ولوالدينا واخواننا قلبا وصلبا ودينا ولجميع المسلمين والمسلمات ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذين سبقونا بالايمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذين آمنوا ربنا انك رؤف رحيم دعواهم فيها سبحانك اللهم وتحيتهم فيها سلام وآخر دعواهم ان الحمد لله رب العلمين هذا آخر ما فی رسالة السيد محمد بن رسول البرزنجی المولفة فی نجاة الابوين المذيلة بالخاتمه التی فی نجاة ابی طالب عم النبی صلی الله عليه وسلم قال المولف رحمه الله تعالی وكان الفراغ من تسويد ذلك يوم السبت

اور وارثان علوم وعبادات پر۔ اور ہمکو اور ہمارے ماں باپ کو اور ہمارے بہائیون کو خواہ اونکی اخوت قلبی ہو یا صلبی یا دینی اور تمام مسلمانون کو خداوند کریم بخشدے۔ خدایا ہمکو اور ہمارے بہائیون کو جو با ایمان گزرگئے مغفرت عطا فرما۔ اور مومنین کے کینہ سے ہمارے دلون کو بچالے خداوند تو ہی بڑا مہربان اور رحم والا ہے۔ دعواهم فيها سبحانك اللهم وتحيتهم فيها سلام واخر دعواهم ان الحمد لله رب العالمين یہہ وہ مضامین ہین جو سید محمد بن رسول البرزنجی کے رسالہ کے اخیر مین بیان ہوی ہین جو والدین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نجات مین تالیف ہوا اور جس کے خاتمہ مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابیطالب کی نجات کا بیان ہے مولف علیہ الرحمہ نے کہا کہ اٹہارا شعبان سنہ تیرہ سو تین ہجری مین اسکے مسودہ سے

الثامن عشر من شهر شعبان المبارك سنة الف وثلثمائة وثلاثة من هجرة النبی صلی الله علیه وسلم۔

ترجمة مولانا السید محمد بن رسول البرزنجی

اعلم ان العلامة الشیخ محمد المرادی الدمشقی فی کتابه اسلاك الدرر فی وفیات اعیان اهل القرن الثانی عشر ترجم مولف الرسالة المذکورة وهو العلامة مولانا السید محمد بن رسول البرزنجی المنتهی نسبه الی الامام سیدنا موسی الکاظم ابن الامام سیدنا جعفر الصادق

فراغت ہوی۔

بیان حال سید محمد بن رسول البرزنجی

جاننا چاہیے کہ علامہ شیخ محمد مرادی دمشقی نے اپنی کتاب اسلاك الدرر فی وفیات اعیان اهل القرن الثانی عشر میں مولف رسالہ مذکورہ یعنے علامہ مولانا سید محمد بن رسول البرزنجی کا احوال جنکا نسب امام سیدنا موسی الکاظم ابن امام سیدنا جعفر الصادق ابن امام سیدنا محمد الباقر ابن امام سیدنا علی زین العابدین ابن امام سیدنا حسین السبط ابن امام سیدنا علی ابن ابی طالب و سیدتنا فاطمة الزہرا بنت سیدنا افضل الخلایق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچتا ہے نہایت عظمت سے بیان کیا ہے

ابن الامام سیدنا محمد الباقر ابن الامام سیدنا علی زین العابدین
ابن الامام سیدنا الحسین السبط ابن الامام سیدنا علی بن ابیطالب
وسیدتنا فاطمة الزهراء بنت سیدنا محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم
بترجمة جلیلة ووصفه بکثرة العلم والعمل وقوة الفکر والفهم والادراک
والاقتدار علی الجدل واقامة الحجة والبرهان بحیث انه فی اکثر محاوراته
یقلب حجة خصمه ویجعلها حجة علیه کما رایت فی هذه الرسالة وضع مثل ذلک
فی کتابه المسمی بالنواقض بالفاء للروافض فانه کتاب عجیب لم یؤلف فی الرد علی
الروافض کتاب مثله وفی اکثر المواضع یقلب حجتهم ویجعلها حجة علیهم وکذلک

اور انکی کثرت علم و عمل اور قوت فکر و فہم و ادراک اور مناظرہ پر قدرت اور
حجۃ اور برہان کے قایم کرنے کی توصیف کی کہ اپنے اکثر جوابات مین
دلیل خصم پر غالب ہوتے جاتے اور دلیل خصم کو اوسی پر لوٹ دیتے
تھے جیسا کہ تم نے اس رسالہ مین دیکھا اور انہون نے اپنے دوسرے
رسالہ مین جسکا نام النواقض بالفاء للروافض ہے ایسا ہی کیا
ہے۔ یہہ عجیب کتاب ہے ایسی کوئی کتاب رد روافض مین تالیف
نہین ہوئی۔ اکثر مواضع مین اونکی حجت کو اونہی پر لوٹ دیا ہے۔
علامہ حموی نتایج مین اور ذہبی نفحات مین اور علامہ بیتی شذور
مین اور عیاشی رحلت مین غرض ان تمام علماء نے بھی ایسا ہی

ترجمه العلامة الحموی فی نتایجه والذهبی فی نفحاته والعلامة البیتی فی شذرة والعیاشی فی رحلته واطنب کل منهم فی مدحه غایة الاطناب وقالوا فیه کان علامة المعقول والمنقول وامام اهل الفروع والاصول الجامع للفنون العلمیة المتضلع من اذواق الاسانید النبویة واجتمع عنده من الفضائل ما یعجز عن ذکره الناقل مع علو همة وخوف من الله فی السر والاعلان ووقوف مع الحدود الشرعیة قالوا وکان له قوة اقتدار علی الاجوبة والمسائل الغامضة المشکلة فی اسرع وقت واعذب لفظ واسهله واوجزه واکمله وذکر بعضهم انه قد عده بعض العلماء فی المجددین وقال فی

بیان کیا ہے اوران مین سے ہر ایک شخص برزنجی کی بہت طویل مدح کی اور کہا ہے کہ برزنجی معقول ومنقول کے علامہ اور اہل فروع واصول کے امام اور فنون علمیہ کے جامع اور اسانید نبویہ کے لذات سے بہرہ یاب تھے اور علو ہمت اور باطن وظاہر مین خوف آلہی اور حدود شریعت سے واقفیت کے ساتھ ان مین ایسے فضایل جمع ہوگئے تھے کہ جنکے ذکر سے ناقل عاجز ہے ۔ کہتے ہین کہ باریک اور مشکل مسائل کے جوابات نہایت سرعت سے شیرین اور سہل اور مختصر اور کامل تر الفاظ مین دینے کی پوری قدرت علامہ برزنجی کو تہی ۔ اور بعضون نے یہہ ذکر کیا کہ بعض علماء نے اونکو مجددین مین شمار کیا ہے اور اسماء مجددین کے

سرده اسماء المجددین نظما۔

حادي عشر قد كان برزنجي مجددا و شرطه جلي

ولد رحمه الله سنة الف واربعين ليلة الجمعة ثاني عشر ربيع الاول بشهرزور بقرية برزنج وبها نشاء وقرأ على والده وبه تخرج في العلوم ثم رحل الى بلدان كثيرة واخذ العلوم عمن بها من العلماء الاعيان وتوطن المدينة المنورة وتصدر بها للتدريس والف التصانيف العجيبة المفيدة منها ما مر ومنها انهار السلسبيل في شرح اسماء التنزيل للبيضاوي وشرح الفية السيوطي في مصطلح الحديث وسماه المصطلح لايضاح الفية المصطلح

سنہ ان کے نام کی شرکت مین یہہ نظم کہی ہے۔ **شعر**

حَادِیْ عَشَرَ قَدْ کَانَ بَرْزَنْجِیْ	مُجَدِّدًا وَ شَرْطُہٗ جَلِیٌّ۔

یعنے برزنجی گیارہوان مجدد تہا۔ اور انکی شرط ظاہر تھی۔ برزنجی رحمہ اللہ سنہ ۱۰۴۰ ہجری مین شب جمعہ بارہوین ربیع الاول کو شہرزور کے قریہ برزنج مین پیدا ہوے اور اسی مین جوان ہوے اور اپنے والد سے پڑہا اور اونہی سے علوم حاصل کیا اور بعد ازان بہت سے ممالک کا سفر کرکے وہان کے معتبر علماء سے تحصیل علوم کی۔ اور مدینہ منورہ مین سکونت اختیار کی اور وہان کے شیخ المدرسین ہو گئے اور عجیب مفید کتابین تصنیف کی جنمین سے بعض کا تذکرہ پیشتر ہوا ہے اور بعض یہہ ہین۔ انہار السلسبیل جو شرح مین

ومختصر تلخيص المفتاح ومرقاة الصعود في تفسير اوائل العقود والضادي
على صبح فاتحة البيضاوي وجالي الاحزان في فضائل رمضان والاشاعة
في اشراط الساعة وله مؤلفات كثيرة غير ذلك كلها من اعجب الاعاجيب
توفي رحمه الله تعالى بالمدينة المنورة سنة الف ومائة وثلاثة ظهر
يوم الاثنين في دار بزقاق القشاشي وكان له مشهد عظيم قيل انه مات
مسموما ودفن بالبقيع الشريف عند ارجل بنات النبي صلى الله عليه وسلم
خارج القبة الشريفة التي عليهن مما يلي القبلة بين القبة المذكورة

اسماء التنزيل بيضاوی کی ہے اور شرح الفیۃ السیوطی اصطلاحات
حدیث مین اسکا نام منضج لایضاح الفیۃ المصطلح رکھا ہے۔ اور مختصر تلخیص المفتاح
اور مرقات الصعود فی تفسیر اوائل العقود اور ضادی علی صبح فاتحہ البیضاوی
اور جالی الاحزان فی فضائل رمضان اور اشاعۃ فی اشراط الساعۃ
اور اس کے سوائے انکی بہت سی تالیفات ہین اور سب کے سب

وقبة سیدنا عباس و اهل البیت رضوان اللہ علیهم اجمعین وبجانبه قبر
العلامة السید جعفر ابن السید حسن البرزنجی الآتی ذکره والموضع
المذکور من البقیع مقبرة السادة البرزنجیین وله عقب مبارك کلهم
من ذوی العلم والفضل والصلاح یتداولون فتوی الشافعیة بالمدینة
المنورة وبرزنج قریة بشهرزور من سواد العراق (ومن اولاده
السید عبدالکریم المدفون بجدة المشهور بالمظلوم وسبب ذلك انه
فی سنة ثلاث وثلاثین ومائة والف فی دولة الشریف مبارك بن

مابین قبۂ مذکورہ اور قبۂ عباس رض اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین
کے دفن ہوے اور انکے پہلومین علامہ سید جعفر ابن سید حسن
برزنجی کی قبر ہے جنکا ذکر آگے آویگا۔ اور بقیع مین موضع مذکور سادات
برزنجی کا مقبرہ ہے۔ اور انکی اولاد برکت والی ہے یہہ سب کے سب
صاحب علم و فضل و صلاح ہوے اور مدینہ منورہ مین یہی لوگ نوبت
بنوبت شافعیہ کے مفتی ہوتے ہین۔ اور برزنج ایک قریہ ہی شہر
زور کا جو حوالی عراق مین ہے۔ اور سید عبدالکریم جو جدہ شریف مین
مدفون اور بلفظ مظلوم مشہور ہین۔ اُنہی کے اولاد سے ہین۔ اسکا
سبب یہہ ہے کہ ۱۱۳۳ھ ہجری مین زمانہ حکومت شریف مبارک بن احمد
بن زید امیر مکہ کے درمیان اہل مدینہ و خادمان حرم شریف کے

احمد بن زيد امير مكة وقعت فتنة بين اهل المدينة واغوات الحرم
ووقع فيها قتال يوما وبعض يوم وانتشر فساد وشر كثير ثم عرض ذلك
الى الدولة العلية وذكروا ان السيد المذكور وولده السيد حسن و
بعض اعيان اهل المدينة حرضوا الناس فى تلك الفتنة فصدر الامر
من الدولة العلية بقتل بعض اشخاص ونفى آخرين وكان السيد عبد الكريم
المذكور من جملة المامور بقتلهم وكذلك ولده السيد حسن اما ولده
فكان رحمه الله صاحب كرامات وكان يدرس بعد صلاة الصبح فى المسجد

فتنہ واقع ہوا اور اس مین کامل ایک روز اور دوسرے روز بھی کشت و
خون ہوی اور فساد اور شر کثیر منتشر ہوا دولت علیہ مین اسکی عرض
ہوی اور یہہ کہا گیا کہ سید مذکور اور اون کے فرزند سید حسن اور مدینہ
کے بعض بڑے بڑے اشخاص نے لوگون کو اس فتنہ کی ترغیب دیہے
پس دولت علیہ سے بعض کے قتل اور بعض کے اخراج کا حکم صادر ہوا
اور جنکے قتل کا حکم تھا اون مین سید عبد الکریم مذکور بھی تھے اور انکے
فرزند سید حسن بھی۔ لیکن انکے فرزند رحمۃ اللہ علیہ صاحب کرامات
تھے اور مسجد نبوی مین صبح کے نماز کے بعد پڑہایا کرتے تھے پس تدریس
کی حالت مین انکو مسجد مین گرفتار کرنے کے ارادہ سے جبکہ سپاہی
انکے قریب ہوے تو قادر ذو الجلال نے اون کے آنکھون پر

النبوي فلما ارادوا القبض عليه ذهبوا عليه ليقبضوا عليه في المسجد وهو يدرس فلما قربوا منه طمس الله على اعينهم فكانوا يسمعون صوته وهو يدرس و لا يرون شخصه فرجعوا واخبروا آمرهم بذلك فلم ينزجر فارسل اليه غيرهم فجاؤا وقد تم السيد درسه و ذهب الى داره بباب السلام فذهبوا اليه واحاطوا بالداره وجلس ناس منهم عند باب داره وادخل الله الرعب والخوف في قلوبهم فلم يجاسروا على الدخول عليه فلما علم السيد ان فكاكه منهم لا يمكن الا بالخروج من المدينة الى مصر تطهر وتوضأ وصلى ركعتين واخذ قبضة من التراب فخرج عليهم وهو يتلو شاهت الوجوه

پردہ ڈال دیا آپ کے پڑھانے کی آواز سنی جاتی تھی مگر آپ کی ہیئت نظر نہین آتا تھا پس وہ لوٹ گئے اور اپنے حاکم کو اسکی اطلاع دی مگر وہ باز نہ آیا اور دوسرون کو ان کی گرفتاری کے لئے روانہ کیا پس وہ لوگ آئے اور سید موصوف بعد اتمام درس اپنے مکان کو جو باب السلام کے پاس تھا تشریف فرما ہو چکے تھے پس یہہ اشخاص وہان پہونچے اور اونکے مکان کو گھیر لیا اور ان مین سے بعض اشخاص دروازہ مکان پر بیٹھے اللہ تعالی نے ان کے قلوب مین خوف و رعب ڈالدیا جسکی وجہ سے وہ اندر داخل ہونے کی جرأت نہین کرسکتے تھے پس جبکہ سید موصوف نے معلوم کرلیا کہ جب تک مدینہ منورہ سے مصر نجاون انشاء

شاهت الوجوه وعنت الوجوه للحی القیوم وقد خاب من حمل ظلما ونثر
علی رؤسهم التراب وهم لا یعلمون وخرج من بین ایدیهم وهم لا یبصرون ولم
یعلم الله خبرا حتی وصل الی مصر واتاهم خبره فاقام بمصر مدة ودخل الجامع
الازهر واجتمع بالاکابر من العلماء والف کتابه نفثة المصدور وهو
کتاب لم یولف نظیره فی الفصاحة والبلاغة والقصائد النعتیة النبویة
والکلمات الحکمیة سلك فیها طریق القوم من السادة الصوفیة مشیرا الی
هذه القصة وان النبی صلی الله علیه وسلم اشار الیه بالخروج الی مصر

رہائی ناممکن ہے تو وضو کی اور دو رکعت نماز پڑہی اور تھوڑی مٹی اوٹھالی
شَاهَتِ الْوُجُوهُ شَاهَتِ الْوُجُوهُ وَعَنَتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ وَقَدْ خَابَ مَنْ
حَمَلَ ظُلْمًا پڑہتے ہوے اسکے سامنے آئے اور مٹی انکے سرون پر
ڈالدی جسکو وہ معلوم نکرسکے اور اونکے سامنے سے نکل گئے ان لوگون نے
آپ کو نہ دیکہا اور آپکی کوئی خبر انکو معلوم ہوئی۔ یہانتک کہ آپ مصر پہونچگئے
اور وہان سے آپ کی خبر آئی ایک مدت تک مصر مین رہے۔ اور جامع ازہر
مین مقام کیا اور بڑے بڑے علماء سے ملاقات کی اور کتاب نفثة المصدور
جو فصاحت و بلاغت مین بے نظیر ہے اور قصاید نعتیہ نبویہ اور کلمات
حکمیہ تالیف فرمائی۔ اسمین آپ نے سادات صوفیہ کا سلک اختیار
کیا ہے اور جو رنج و الم پہونچا اور بارگاہ نبوی سے جدائی اور دوری

وان يخرج عليهم ويذر على رؤسهم التراب وانهم لا يبصرونه نظير ماوقع له صلى الله عليه وسلم عند الهجرة الى المدينة ثم عاد بعد ذلك الى المدينة واما والده رحمه الله فصعب قبضه بالمدينة فحسن له بعض اعدائه الخروج من المدينة الى مكة المشرفة والاقامة بها فلما وصل الى مكة قبضه الوزير ابو بكر باشا وانفذه الى جدة وحبس بقلعتها ثم صدر الامر بقتله فقتل خنقا فى ليلة الثامن من شهر ربيع الاول سنة ثمان وثلاثين ومائة الف ورمى فى سوق جدة يوما كاملا

جو حاصل ہوی اس کے طرف بھی اس کتاب مین اشارہ ہے اور اس مین قصہ مذکورہ اور نیز اس امر کے طرف آپ نے اشارہ فرمایا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مصر چلا جانے اور اون کے سرون پر مٹی ڈالکر اونکے سامنے سے نکل جانے کا جسمین وہ لوگ انکو نہ دیکھ سکینگے مین اشارہ فرمایا تھا جیسے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ کے طرف ہجرۃ فرمانے کے وقت ہوا تہا۔ اس کے بعد آپنے مدینہ منورہ مین مراجعت فرمائی اور لیکن اسنکے والد رحمۃ اللہ علیہ کی گرفتاری مدینہ منورہ مین دشوار تھی اس لئے بعض دشمنون نے اونکو سکونت مکہ مشرفہ کی صلاح دی پس جب یہہ مکہ معظمہ پہونچے تو اونکو ابو بکر پاشا وزیر نے گرفتار کرکے جدہ بہیجدیا اور وہان کے قلعہ مین مقید کیا اور پہر اونکے قتل کا حکم دیا

ثم رفعه بعض اهل الخير بشفاعة والتماس و غسل وكفن ودفن بجدة
وهرعت الناس الى جنازته للتبرك بها ولقب بالمظلوم رحمه الله رحمة
واسعة ذكر في الروض الاعطر ما نصه ثم عقب ذلك بيسير جاء
الامر بعزل الوزير المذكور فخرج متوجها الى الاستانة وركب مع من معه
في سفينة من جدة فبعد ما حلوا شراعها وجرت بهم غير بعيد اتت
ريح عاصفة فاغرقه الله ولم ينج منهم الا قليل قال هكذا اخبرني به بعض
اهل العلم من اهل جدة سماعا عن غيره من الثقات انتهى وخلف ابنه

پس وہ ربیع الاول ۱۲۳۸ھ گیارہ سو اڑتیس ہجری کے آٹھوین شب مین گلا
گھونٹ کے مار ڈالے گئے اور کامل ایکدن جدہ کے بازار مین انکا جسد
پڑا رہا اس کے بعد بعض نیک بختون نے سعی وسفارش سے اٹھالیگئے
اور غسل وتکفین کے بعد جدہ مین دفن کئے گئے۔ اور انکے جنازہ پر
برکت لینے کی غرض سے جدہ کے لوگ دوڑے اور انکا لقب مظلوم ہوا
خداوندا توان پر رحمت واسعہ نازل فرما۔ کتاب روض الاعطر مین مذکور
ہے کہ اس واقعہ کے تہوڑے ہی دن بعد وزیر مذکور کے معزولی
کا حکم آیا اور اس نے بقصد آستانہ دولت علیہ نکلا اور جدہ سے
اپنے ہمراہیون کے ساتھ جہاز مین سوار ہوا۔ پس بعد کہولنے پردو
تہوڑی سی مسافت طے ہوئی تہی کہ دفعتاً ہوا تیز وتند چلی اور خدا نے اوسکو

السید حسن السید جعفر صاحب المولد الشهیر الذی مفتتحه ابتدئ
الاملاء باسم الذات العلیه وابنه العلامة السید علی صاحب المنظومة
الرائیة الموسومة بجالیة الکدر فی اسماء اصحاب سید الملائک والبشر و
نظم فیها اسماء اهل بدر واحد التی اولها
بدریة وافت ببرهان بہر   احدیة فی سردها سر ظهر
وابنه العلامة السید محمد البرزنجی فکلهم ابناء السید حسن و
کان السید جعفر المذکور اماما عالما عاملا ولد سنة ست وعشرین

ڈبو دیا اور سواے چند آدمیون کے کسی نے نجات نہ پائی صاحب
کتاب مذکور نے کہا کہ اہل جدہ کے بعض اہل علم نے معتبر اشخاص سے
سنکر ایسا ہی مجھکو خبر دی ہے انتہی۔ اوران کے فرزند سید حسن کے
خلف سید جعفر صاحب مولد مشہور ہین جسکا آغاز یہ ہے ابتدئ
الاملاء باسم الذات العلیة اور انہی کے فرزند ہین علامہ سید علی
جو مصنف ہین منظومة الرائیة موسومہ بجالیة الکدر فی اسماء اصحاب سید
الملایک والبشر کے اسمین اسماء اہل بدر واحد کو منظوم کیا ہے جس کا
پہلا شعر یہ ہے شعر بَدْرِیَّةٌ وَافَتْ بِبُرْهَانٍ بَهَرْ + اُحُدِیَّةٌ فِی
سَرْدِهَا سِرٌّ ظَهَرْ ۔ یعنے پہونچے اہل بدر برہان روشن کے ساتھ۔ اسماء احد
کے شمار ہین کہ ایک سر عظیم تہا ظاہر کر دیا گیا۔ اور انہی کے فرزند ہین علامہ سید

ومائة والف بالمدينة المنورة فنشأ بها وقرأ القرآن واخذ العلم من مشايخ
كثيرين يطول تعدادهم وبرع في جميع العلوم نقليها وعقليها و تولى منصب
فتوى الشافعية بالمدينة المنورة وسلك في طريق القوم وكان على غاية
من العمل والاستقامة وله كرامات كثيرة منها انه دعي بغتة من مصلاه
يوم الجمعة الى مباشرة خطبة للجمعة وطلب منه ان يستسقي للناس
في خطبته وكانت سنة مجدبة فاستسقى فامطرت السماء مطرا عظيما
كافواه القرب حتى سالت الاودية واخصبت الارض بعد جدبها و

محمد برزنجی لیس یہ نام سید حسن کے بیٹے ہین اور سید جعفر مذکور امام
اور عالم باعمل تھے سنہ ۱۱۲۶ ہجری مین مدینہ منورہ مین پیدا ہوے اور
وہین سن شعور کو پہونچے اور قرآن شریف پڑھا۔ اور بہت سے مشایخ جنکی
تعداد طویل ہے علم سیکھا اور جمیع علوم نقلیہ و عقلیہ مین فضیلت کامل حاصل
کی اور مدینہ منورہ مین منصب فتوی شافعیہ کے والی ہوے اور اپنے
بزرگون کی روش اختیار کی اور عمل و استقامت پر انتہا درجہ کا ثبات
تھا اور اون کے بہت سے کرامات ہین ایک یہہ ہے کہ ایام تنگسالی
مین جمعہ کے روز یہہ اپنے مصلے پر تھے یکایک انسے خطبہ جمعہ پڑھنے
اور خطبہ مین دعا بارش کرنے کی درخواست کی گئی لیس آپ نے
باران رحمت کی دعا کی تو بڑی شدت سے جیسے کہ کسی نے مشکون کے

واستمر المطر اسبوعا کما وقع ذلك للنبی صلی اللہ علیہ وسلم (وامدحہ
لبعض الفضلاء بقوله

سقی الفاروق بالعباس قدما ۔ ونحن بجعفر غیثا سقینا
فذاك وسیلة لهم وهذا ۔ وسیلتنا امام العارفینا

ومن کراماته انه اخبر بیوم وفاته فکان کما قال توفی رضی اللہ
عنہ لاربع مضت من شعبان سنة الف ومائة وسبع وسبعین

دہانے کہولدیا ہے بارش ہونے لگی یہانتک کہ جنگل سیراب اور زمین
سرسبز ہوگئی اور کامل ایک ہفتہ تک پانی برستارہا جیسے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے لئے ہوا تہا کسی فاضل نے اسی واقعہ کے متعلق انکی مدح
میں یہہ شعر کہا ہے شعر سَقَی الْفَارُوْقُ بِالْعَبَّاسِ قِدْمًا
وَنَحْنُ بِجَعْفَرٍ غَیْثًا سُقِیْنَا ÷ فَذَاكَ وَسِیْلَةٌ لَّهُمْ وَهٰذَا ÷
وَسِیْلَتُنَا اِمَامُ الْعَارِفِیْنَ ÷ یعنے سیراب ہوے تھے فاروق
بوسیلۂ عباس سابق مین ÷ اور ہم بوسیلہ جعفر کے باران شدید سے
سیراب ہوے ÷ پس عباس اونکے لئے وسیلہ تھے ÷ اور یہہ امام
العارفین ہمارا وسیلہ ہے ÷ اور انکی ایک کرامت یہہ ہے کہ انہون
نے اپنے یوم وفات کی خبر دی تھی پس جیسے انہون نے کہا تہا
ویسا ہی ہوا جسمین تقدیم دو سین کی چوتھی شعبان سنہ ایکہزار ایک سو

بتقديرالسبين فيهما وعمره احدى وخمسون سنة ودفن

بالبقيع عند ارجل جداته بنات النبی صلی الله علیه وسلم ورثاه

الشیخ عبدالقادر کدک با بیات وقبل ان یختمها ویجعل لها تاریخًا

رای السید جعفر المذکور بعد وفاته بثلاث عشرة لیلة فقال له

فیما ذا انت ورفقال فی جنة الفردوس یعلو منزلی
۱۳۷ ۱۱۶ ۳۸۱ ۵۴۳

سنة ۱۱۷۷

فانتبه الرائی فاذاهو شطر بیت فحسبه فاذاهو تاریخ بحساب التا

ستر برسات کو آپ نے وفات پائی (خدا انسے راضی رہے) اور آپ کی

عمر اکاون برس کی تھی اور اپنی جدات یعنے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے

صاحبزادیون کے پائین جنت البقیع مین مدفون ہوے اور شیخ

عبدالقادر کدک نے انکے مرثیہ مین چند ابیات لکھا اور قبل ازانکہ

مرثیہ کو پورا کرے اور اوسمین تاریخ نکالے سید جعفر مذکور کو اونکی

وفات کے تیرھوین شب خواب مین دیکھا اور اون سے پوچھا

کہ آپ کہان رہتے ہو آپ نے فرمایا فِی جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ یَعْلُو مَنْزِلِی
۱۳۷ ۱۱۶ ۳۸۱ ۵۴۳

یعنے میرا مقام جنت فردوس مین بلند ہے۔ پس خواب دیکھنے والا ہوشیار

ہوا اور دیکھا کہ اپنے قصیدے کے وزن و قوافی کے موافق ایک

مصرع ہے پس ابجد اوس کے اعداد کو شمار کیا تو معلوم ہوا کہ تا: لفظ،

من جنة العمائة وفی ذلك خلاف بین الادباء فی انها تحسب باربعة
او باربعمائة واذا هو شطر علی وزن القصیدة وقافیتها فجعله تاریخا
لها وختم القصیدة به فكان من كراماته انه ارخ تاریخ وفاته بعد
وفاته ومات السید جعفر رحمه الله ولم یخلف غیر بنت تزوجت
بولد عمها زین بن محمد فولدت له السید محمد الهادی واعقب
السید محمد المذكور ابنه السید العلامة زین العابدین صاحب
المولد النظم والمعراج المشهورین اللذین اولهما بدأت باسم الذات

کے چارسو شمار کئے جائیں تو یہہ ایک تاریخ ہے اور عقلاء کا اس امر مین
اختلاف ہے کہ تاء لفظ جنت کے چارسو شمار کئے جائین یا پانچ
پس اس مصرع کو خاتمہ اپنے قصیدے کا کیا اور اوسکی تاریخ ٹھہرائی پس
یہہ امر بھی انکے کرامات سے ہے کہ اپنے وفات کے بعد اپنے وفات
کی تاریخ آپ ہی کہی۔ اور سید جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بعد
صرف ایک لڑکی چھوڑی جس نے اپنے چچا کے بیٹے زین بن
محمد سے نکاح کیا اور ان سے سید محمد ہادی کو جنی۔ انکے فرزند
سید علامہ زین العابدین اوس مشہور مولد النظم والمعراج
کے مصنف ہین جنکا اول یہہ ہے بدات باسم الذات عالیة
الشان اور افتتح بتحبیر ایراد الاخبار المحمدیہ اور استانہ

عالية الشان وافتتح بتحبيرا براد الاخبار المحمدية توفى
مع جماعة من اهل المدينة بالسويس سنة الف ومائتين واربع
عشرة مرجعهم من الاستانة العلية ودفنوا فى موضع واحد واعقب
السيد زين العابدين ولده مولانا السيد اسمعيل وكان عالما فاضلا
وكانت المدينة المنورة داره ووطنه كابيه وجده ثم خرج منها
مع جماعة من اهلها سنة الف ومائتين وثلاث وعشرين عند تغلب
الوهابى على الحجاز فساقته المقادير الى بلاد الكرد من سواد العراق

عالیہ سے پلٹتے وقت سنہ ۱۲۱۴ ہجری مین انہون نے مع جماعۃ اہل مدینۂ
منورہ کے مقام سویس مین وفات پائی اور یہہ تمام ایک ہی مقام
مین دفن ہوے - اور سید زین العابدین کے جانشین اونکے فرزند
مولانا سید اسمعیل ہوے اور یہہ عالم فاضل شخص تھے انکے باپ
اور دادا کے مانند اونکا وطن بھی مدینہ منورہ تھا پھر یہان سے
اہل مدینہ کی ایک جماعت کے ساتھہ سنہ ۱۲۲۳ ہجری مین جبکہ حجاز پر وہابی
کا غلبہ ہوگیا تھا نکلے اور سواد عراق کے بلاد کرد مین پہونچے اور
وہان کے والی عبد الرحمن پاشا سے جو اہل علم وفضل سے تھا اور جسکو
علماء سے محبت تھی ملاقات کی اوس نے مولانا سید اسمعیل سے
محبت کی اور آپ کو تکریم کے ساتھہ اپنے پاس رکھہ لیا اور اپنی بیٹی

فاجتمع بو الیہما عبد الرحمن باشا وکان من اہل العلم والفضل ولہ محبۃ
فی العلماء فاحب مولانا السید اسمعیل واکرمہ وامسکہ مقیما عندہ و
زوجہ ابنتہ عائشۃ وھی والدۃ ولدہ مولانا السید جعفر واخیہ
السید احمد واخوتہ فاستمر مولانا السید اسمعیل مقیما بتلک الارض
خمسا واربعین سنۃ معظما محتشما وفی مدۃ غیبتہ کانت فتوی
الشافعیۃ بالمدینۃ المنورۃ عند بعض ابناء عمہ وولد لہ اولاد ببلاد
الکرد وھم مولانا السید جعفر واخوتہ واخواتہ وفی سنۃ تسع وستین

عایشہ سے نکاح کردیا۔ یہہ عایشہ اونکے اولاد مولانا سید جعفر اور
سید احمد وغیرہ کی مان ہین۔ مولانا سید اسمعیل تعظیم واحتشام کے
ساتھ ۴۵ سال اس سرزمین مین رہے اور ان کے زمانۂ غیبت
مین شافعیہ کے افتاء کا کام ان کے چچا کے بعض بیٹون سے متعلق
تھا اور انکی اولاد بلاد کرد مین پیدا ہوی وہ مولانا سید جعفر اور اونکے
بھائیان اور بہنین ہین اور رجب ۱۲۶۹ھ بارہ سو انہتر ہجری مین مولانا
سید اسمعیل نے اپنے وطن کا ارادہ کئے اور شام کے راستہ
سے مصر پہونچے اور وہان اپنے فرزند مولانا سید جعفر کو جامع
ازہر مین تحصیل علم کے لئے چھوڑ دئے انہون نے بہت سے
مشہور علماء سے علم حاصل کیا اور اون کے والد پائی تخت

وما ئتين والف عزم مولانا السيد اسمعیل علی التوجه الی وطنه فتوجه
فی شهر رجب من السنة المذکورة ووصل الی مصر من طریق الشام و
ترك فی مصر والده مولانا السید جعفر لقراءة العلم بالجامع الازهر
فاخذ عن کثیر من علمائها المشهورین وتوجه والده الی دار السلطنة
العلیة وامتدح مولانا السلطان عبد المجید بقصیدة سنیة فقلده
منصب افتاء الشافعیة بالمدینة النبویة علی ساکنها افضل الصلاة
والتحیه ثم رجع مولانا السید اسمعیل الی مصر وارتحل باهله الی المدینة
المنورة ودخلها فی اوائل رجب سنة احدی وسبعین ومائتین

سلطنت علیه کے طرف متوجه ہوے اور مولانا السلطان
عبد المجید کی مدح مین نہایت عمدہ قصیدہ لکھا تو سلطان نے مدینہ
منورہ علی ساکنها افضل الصلوة والتحیة کا منصب فتویٰ
شافعیه انکے سپرد کیا پھر مولانا سید اسمعیل نے مصر کے طرف
مراجعت کی اور اپنے متعلقین کے ساتھ اوائل رجب ۱۲۷۱ھ
بارہ سو اکہتر مین داخل مدینہ منورہ ہوے۔ انکے واپسی
کی تاریخ شیخ عبد الجلیل افندی برادہ کے اوس عمدہ قصیدہ
مین ہے جس مین مولانا کی مدح کی گئی ہے اوسکا مطلع یہ ہے

اَلدَّهْرُ اَقْبَلَ بِالْمَسَرَّةِ یَسْعَدُ ۔۔۔ وَلَنَا بِاِنْجَاحِ الْمَطَالِبِ یَنْجُدُ

والف وجاء تاریخ عوده بیت شعر للفضل الشیخ عبد الجلیل افندی
برادہ من قصیدۃ غراء مدح بہا مولانا السید اسمعیل المذکور مطلعہا

الدھر اقبل بالمسرۃ یسعد ولنا بانجاح المطالب ینجد
وقبل بیت التاریخ بیت ممہد لبیت التاریخ ونظمہما ھکذا
ولطیبۃ مذ عدت قلت مورخا فی بیت شعر بالمحاسن یفرد
قد عاد جارا للرسول محمد بجل نما والعود منہ احمد
سنۃ ۱۲۷۷
ثم بعد مدۃ نزل عن منصب فتوی الشافعیہ لنجلہ الفاضل مولانا
السید جعفر فتقلدھا سنۃ الف و مائتین وثمان وسبعین قبل

یعنے متوجہ ہوا زمانہ ساتھہ خوشی کے جو نیک بخت کرنے والی ہے
اور ہمارے لئے پانا مطالب کا جو آراستہ کرنے والے ہین۔ اور
تاریخ کی بیت کے پہلے اور ایک بیت بطور تمہید ہے دونون
بیت یہہ ہین شعر وَلِطِیبَۃَ مُذْ عُدْتَ قُلْتُ مُوَرِّخًا + فِی بَیْتِ شِعْرٍ
بِالْمَحَاسِنِ یَفْرُدُ + قَدْ عَادَ جَارًا لِلرَّسُولِ مُحَمَّدٌ + بَجَلٌ نَمَا وَ
الْعَوْدُ مِنْہُ اَحْمَدُ + یعنے جب تو مدینہ منورہ کو پلٹا تو تاریخ کہی مین نے
۱۲۷۷
بہتر شعر مین جو خوبیون مین یکتا ہو۔ تحقیق کہ اعادہ کیا جوار محمد
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا۔ اعلی مرتبہ کو ہم اچھا سمجھتے ہین اور
اعادہ اوسکا محمود زیادہ ہے پھر تھوڑے زمانہ کے بعد اپنے

وفاة والده بنحو ثمانية اشهر وجاءه التابيد من دار السلطنة العلية
وهو مستمر بها الى هذا الوقت وامين الفتوى له اخوه العالم الفاضل
مولانا السيد احمد ابن مولانا السيد اسمعيل ولهم اخ ثالث. وهو السيد
عبد الكريم وكان لهم اخ رابع وهو السيد علی توفی منذ سنين وتردد
مولانا السيد جعفر الى دار السلطنة العلية مرارا و قلد قضاء
صنعاء خمس سنين آخرها شوال سنة اثنتين و ثلثمائة والف ثم
جاء الى مكة باهله ثم طلع الى الطائف وهو الآن مقيم باهله وقصد

فرزند فاضل مولانا سید جعفر کے واسطے آپ منصب فتوی شافعیہ
سے اُتر گئے انہوں نے اپنے والد کے وفات کے آٹھ مہینے پہلے
۱۲۷۸ بارہ سو اٹھتہ ہجری مین منصب مذکور کا جائزہ لیا اور اسکی
منظوری دار السلطنۃ سے آگئی اور اسوقت تک اوسپر قایم ہین۔ اور
امین فتوی انہی کے بہائی مولانا سید احمد ابن مولانا سید اسمعیل
ہین اور انکے تیسرے بہائی سید عبد الکریم ہین اور انکے چوتھے
بہائی سید علی تھے جو چند سال پہلے انتقال کئے مولانا سید جعفر کئی
مرتبہ دار السلطنۃ علیہ کی آمد و رفت کی اور صنعاء کی قضارت
کا کام انسنے پانچ سال یعنے شوال ۱۳۰۲ تک متعلق تہا اسکے بعد
اپنے متعلقین کے ساتھ مکہ معظمہ آئے پہر طائف گئے اور اب وہین

العود الی المدینة بعد اداء المناسك باهله وولده السید اسمعیل والسید محمد ہاشم وله مولفات جلیلة منها شرحه المسمی بالکوکب الانور علی عقد الجوهر فی مولد النبی الازهر تالیف جده من جهة الام مولانا السید جعفر ومنها شواهد الغفران علی جالی الاحزان فی فضائل رمضان لجده السید محمد بن رسول السابق ذکره ومنها مصابیح الغرر علی جالی الکدر للسید علی ابن السید حسن السابق ذکره ومنها تاج الابتهاج علی ضوء الوهاج فی الاسراء والمعراج لجده السید زین العابدین المتقدم ذکره ومنها تاریخ عمارة المسجد النبوی

مقیم ہین۔ ادا مناسک کے بعد اپنی اہل اور دونون فرزند یعنے سید اسمعیل اور سید محمد ہاشم کے ساتھ مدینہ منورہ لوٹ آنیکا قصد ہے اور انکی بہت تالیفات جلیلہ ہین بعض اون سے یہہ ہین الکوکب الانور جو شرح ہے عقد الجوہر فی مولد النبی الازہر کی جو انکے نانا مولانا سید محمد جعفر کی تصنیف ہے اور شواہد الغفران جو شرح ہے جالی الاحزان فی فضایل رمضان کی جسکو انکے دادا سید محمد بن رسول البرزنجی نے تصنیف کیا تہا۔ جنکا تذکرہ بیشتر ہوا ہے اور مصابیح الغرر جو شرح ہے جالی الکدر کی جو سید علی ابن سید حسن سے ہے جنکا ذکر بہی سابق گذرا اور تاج الابتہاج جو شرح ہے ضوء الوہاج فی الاسراء والمعراج کی جو انکے دادا سید زین العابدین سے ہے

التی انشأها مولانا السلطان الغازی عبد المجید خان وهو تاریخ جلیل سماه نزهة الناظرین فی عمارة مسجد سید الاولین والآخرین ومنها الروض الاعطر فی مناقب السید جعفر وغیر ذلك وبالجملة فاهل هذا البیت کلهم اهل علم وفضل وصلاح نفعنا الله بهم ووفقهم لکل خیر وفلاح وصلی الله علی سیدنا محمد وعلی آله وصحبه اجمعین وسلام علی المرسلین والحمد لله رب العالمین ولله در القائل

جسکا ذکر سابق گذرا۔ اور تاریخ عمارۃ مسجد نبوی جسکو مولانا سلطان الغازی عبد المجید خان نے تعمیر کیا ہے یہہ عمدہ تاریخ ہے جسکا نام نزہۃ الناظرین فی عمارۃ سید الاولین والآخرین رکہا ہے۔ اور الروض الاعطر فی مناقب السید جعفر انکے سوا اور بھی تصانیف ہین۔ حاصل کلام یہہ تمام خاندان علم وفضل وصلاح والا ہے خدا تعالی اون سے ہمکو نفع دے اور اونکو ہر خیر و فلاح کی توفیق عطا فرماوے۔ و صلے اللہ علی سیدنا محمد ﷺ وآلہ وصحبہ وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین۔ وَلِلّٰهِ دَرُّ الْقَائِلِ یعنی قائل کے لئے بہتری اللہ ہی سے ہی

قِفَا بِمَطْلَعِ سَعْدٍ عَزَّ نَادِيهِ وَأَمْلِيَا شَرْحَ شَوْقِي فِي مَغَانِيهِ	یعنے ٹھہرو تم دونو ایسے مطلع سعد مین کہ عزیز کرد یتا ہے پکارنے والیکو اپنے اور لکہو تم دونو میری محبت کی شرح اوس کے نغمہ سرائیا مین۔

وَاسْتَقْبِلَا مَطْلَعَ الْأَنْوَارِ فِي أُفُقِ	اور متوجہ ہو جاؤ تم دونو افق ملکہ کے مطلع انوار کی طرف
الْحَجُونِ وَاحْتَرِسَا أَنْ تَهْمِرَا فِيهِ	اور حفاظت کرو تم دونو اپنی اس امر سے کہ ہلاک ہو جاؤ تم دونو اوسمین
مُغْنًى بِهِ وَابِلُ الرِّضْوَانِ مُنْهَمِرٌ	ایسا مغنی کہ بسبب اوس کے خوشنودی کے بڑے بڑے بوند بہت
وَنَائِرَاتُ الْهُدَى دَلَّتْ مُنَادِيَهُ	برسنے والی ہین اور ہدایت کی روشن علامات نے راستہ دکھا دیا اوسکے پکارنے والے کو
قِفَا فَذَا بُلْبُلُ الْأَفْرَاحِ مِنْ طَرَبٍ	ٹھہر جاؤ تم دونو پس یہہ خوشیونکا بلبل کمال سرت سے بیان کرتا ہے
يَرْوِي بَدِيعَ الْمَعَانِي فِي أَمَالِيهِ	معانی عجیبہ اپنے آرزو مین۔
وَاسْتَمْلِيَا الْأَحَادِيثَ الْعَجَائِبَ عَنْ	اور لکھ لو تم دونو عجیب باتون کو ایسے متبحر سے کہ اس جگہہ
بَحْرٍ هُنَاكَ بَدِيعٍ فِي مَعَانِيهِ	معانی ہین اوسکے بدایع ہین۔
حَامِي الذِّمَارِ مُجِيرِ الْجَارِ مَنْ كَرُمَتْ	حمایت کرنے والا عہد کا پناہ دینے والا ہمسایون کا وہ
مِنْهُ السَّجَايَا فَلَمْ يُفْخَرْ مُبَارِيهِ	شخص کہ بزرگ ہو گئین کل خصلتین اوسکی۔
عَمُّ النَّبِيِّ الَّذِي لَمْ يَثْنِهِ حَسَدٌ	ایسے چچا نبی کے جنکو نہین موڑا کسی حسد حاسد نے نبی کے
عَنْ نَصْرِهِ فَتَغَالَى فِي مَرَاضِيهِ	مدد سے پس تکرار کر دیا وہ موڑنا آنحضرت کے خوشنودیونکو پورا کرنے مین
هُوَ الَّذِي لَمْ يَزَلْ حِصْنًا لِحَضْرَتِهِ	یہہ وہ ہین کہ ہمیشہ آنحضرت کے قلعہ بنے رہے
مُوَفِّقًا لِرَسُولِ اللهِ يَحْمِيهِ	رسول اللہ کے موافق اور محافظ
وَكُلُّ خَيْرٍ تَرَجَّاهُ النَّبِيُّ لَهُ	اور ہر قسم کے خیر کی امید دلائے گئے ہین نبی واسطے
وَهُوَ الَّذِي قَطُّ مَا خَابَ أَمَانِيهِ	اوسکے اور یہ وہ ہین جو کبھی حضرت کی آرزو بر لانے مین کوتاہی نہین کی۔

فَيَا مَنْ اِمَامَ الْعُلَاءِ فِي الْخَالِدَاتِ غَدَا اَغِثْ لِلْهِفَائِهِ وَاسْعَفْ مُنَادِيْهِ	پس وہ ذات کہ امام ہوگیا تو ہمیشہ کے مراتب عالیہ کا فیامت مین فریاد کو پہونچ اوسکے اندوہگینی کو اور حاجت پوری کر اوس ڈنکے منادی کی ۔
قَدْ خَصَّكَ اللّٰهُ بِالْمُخْتَارِ تَكْلَؤُهُ وَتَسْتَعِزُّ بِهِ فَخْرًا وَتَطْرِيْهِ	بدرستیکہ خاص کیا تجکو اللہ تعالی نے رسول مختار کے ساتھ تا تو اوکی پاسبانی کرے اور فخر حاصل کرے تو بسبب اوکے اور بڑہا دیوے اوس فخر کو ۔
عَنَيْتَ بِالْحُبِّ فِي طٰهٰ فَفُزْتَ بِهِ وَمَنْ يَنَلْ حُبَّ طٰهٰ فَهُوَ يَكْفِيْهِ	اور کوشش کیا تونے آنحضرت کے حصول محبت مین پس پہونچ گیا تو اعلی مرتبہ محبت کو اور وہ شخص کہ پہونچ جاوے محبت طٰہٰ کو پس وہی محبت کافی ہے اوسکو
كَمْ شِمْتَ آيَاتِ صِدْقٍ يُسْتَضَاءُ بِهَا وَتَمْلَأُ الْقَلْبَ اِيْمَانًا وَتُرْوِيْهِ	بہت دیکہا تونے آیات صدق کو کہ روشنی حاصل کئے جاتی ساتہہ اوس کے اور بہر دیتے ہین دل کو ایمان سے اور اوسکو سیراب کرتے ہین ۔
مَنِ الَّذِيْ فَازَ فِي الْمَاضِيْنَ اَجْمَعِهِمْ بِمِثْلِ مَا فُزْتَ مِنْ طٰهٰ وَبَارِيْهِ	کون ہے تمام پہلے لوگون مین جو جیسا آنحضرت سے اور اون کے پروردگار سے فایز المرام ہوا ہو ۔
كَفَلْتَ خَيْرَ الْوَرٰى فِيْ يُتْمِهِ شَغَفًا وَبِتَّ بِالرُّوْحِ وَالْاَبْنَاءِ تَفْدِيْهِ	تو نے رسول خدا کی حالت یتیمی مین کمال محبت سے کفالت کی اور تو اپنے جان و اولاد سے فدا رہا

عَضَدتَّهُ حِينَ عَادَتْهُ عَشِيرَتُهُ / وَكُنْتَ حَائِطَهُ مِنْ بَغْيِ شَانِيهِ

تائید دیا تو نے اونکو جب اون کے قبیلے کے لوگ دشمن بنگئے تھے اور تو نے اپنے سینہ کو سپر بنایا اون کے دشمنون کی سرکشی سے۔

نَصَرْتَ مَنْ لَوْ يَشُمُّ الْكَوْنُ رَائِحَةَ / الْوُجُودِ لَوْلَمْ يَعُدْ كَوْنُهُ فِيهِ

تو مدد دیا ویسی ذات کو جو تمام خلق وجود کی بو نہ سونگھتی اگر اونکا وجود دنیا مین قرار نہ پاتا

اِنَّ الَّذِي قُمْتَ فِي تَأْيِيدِ شَوْكَتِهِ / هُوَ الَّذِي لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ يُسَاوِيهِ

بدرستیکہ وہ شخص جسکے دبدبہ کی تائید مین ثابت قدم رہا وہ ذات ہے جسکا کوی نظیر نہین۔

اِنَّ الَّذِي اَنْتَ قَدْ اَحْبَبْتَ طَلْعَتَهُ / حَبِيبُ مَنْ كُلُّ شَيْءٍ فِي اَيَادِيهِ

بدرستیکہ وہ ذات جو تو دوست رکھتا ہے دیدار کو اوسکے محبوب ہے اوسکا جسکے ید قدرت مین سب چیز ہے

لِلّٰهِ دَرُّكَ مِنْ قَنَّاصِ فُرْصَتِهِ / مُذْ شِمْتَ بَرْقَ الْاَمَانِي مِنْ نَوَاحِيهِ

خدا ہی کے لئے خوبی تیری ہے دقیت آنحضرت کے شکاری بننے سے۔ اوس زمانے سے کہ دیکھا تو نے آرزون کے برق کو چمکتی ہوی نواحی سے آنحضرت کے

يَهْنِيكَ فَوْزُكَ اَنْ قَدَّمْتَ مِنْكَ يَدًا / اِلَى مَلِيٍّ وَفِيٍّ فِي جَوَازِيهِ

خوشگوار ہو تجہکو نصیبہ تیرا اس اعتبار سے کہ مقدم کیا تو نے اپنے طرف سے احسان کو ایسے غنی کے طرف جو بڑا پورا کرنیوالا ہی بمکافات کو

مَنْ يَسُدُّ اَحْسَنَ مَعْرُوفٍ لِاَحْسَنِ مَنْ / جَازَى يَنِلْ فَوْقَ مَا نَالَتْ اَمَانِيهِ

کون شخص روک سکتا ہے احسن معروف کو فعل احسن معروف سے وہ کون ہے احسن معروف جو معاوضہ کرتا ہے سلوک کا بڑہ کر اوس سے کہ پہونچے طرف اوس کے آرزو مین سلوک کرنے والی کی۔

وَمَنْ سَعٰى لِسَعِيْدٍ فِيْ مَطَالِبِهٖ
فَهُوَ الْحَرِيُّ بِاَنْ تُحْظٰى اَمَانِيْهِ

اور جس نے کسی نیکبخت کے پاس اپنے مطالب کے حصول مین کوشش کی تو وہ لایق ہے کہ بہرہ مند کیا جاے اپنی آرزون مین

فَيَا سَعِيْدَ الْمَسَاعِيْ فِيْ مَتَاجِرِهٖ
قَدْ جِئْتُ رَبْعَكَ اَسْتَهْمِيْ غَوَادِيْهِ

اے بہرہ مند سعیون کے اپنے مقاصد مین - آیا ہون مین دورہ برج مین اپنی قسمت طلب کرتا ہوا ابر باران سے اوس برج کے -

مُسْتَمْطِرًا مِنْكَ مِنَ الْخَيْرِ مُعْتَرِفًا
بِاَنَّ غَرْسَ الْمُنٰى يَنْمُوْ بِصَافِيْهِ

درانحالیکہ طلب باران کرنے والا ہون تجھسے ابر رحمت اس حالت مین کہ مقر ہون اس امر کا کہ درخت آرزو باردار ہوتا ہے اوسکے صافی پانی سے

وَمِنْكَ مُسْتَعْطِفًا خَيْرَ الْاَنَامِ وَمَنْ
تَكُنْ وَسِيْلَتَهٗ فَالْفَوْزُ يَأْتِيْهِ

اے خیرالانام آیا مین آپکے بارگاہ مین درانحالیکہ آپکی مہربانی کا طالب ہون - اور جسکے آپ وسیلہ ہووے پس فلاح وکامیابی خود آتی ہے

فَيَا نَبِيَّ الْهُدٰى عَطْفًا عَلٰى دَنِفٍ
اَلشَّوْقُ يُدْنِيْهِ وَالْاَوْزَارُ تُقْصِيْهِ

ای نبی الہدی مہربانی فرمائے ایسے بیمار پر کہ عشق لاغر کر رہا ہے اوسکو اور بار گناہ تکلیف جہلا رہی ہی اوس سے

اَلْغَوْثُ الْغَوْثُ يَا طٰهٰ فَخُذْ بِيَدِيْ
مِنْ وَرْطَةِ النَّفْسِ وَالشَّيْطَانِ فِي التِّيْهِ

فریاد ہے فریاد ہے ای مسمی بہ طہ دستگیری کیجیے اوسکی نفس و شیطان از عرصات حشر سے

فَقَدْ اَحَاطَتْ بِضُعْفِيْ وَهِيَ آسِرَتُهَا

بتحقیق گھیر لیا انہون نے مجھہ ناتوان کو اور انہون نے قید کر لیا میرے نفس کو -

إنّ الأسير لها صعبٌ تخلّصه — اسکے قیدی کو بتحقیق بڑی دشواری درپیش ہی نجات دینے اوسکو

حتّى انقضى العمر والهفا عليه ولم — یہانتک کہ گذر گئی عمر افسوس اوسپر اور مین نے نہین حاصل

أحصل على طائلٍ منه أرجّيه — کیا کسی فائدہ کو کہ امید رکہون مین اوس کے نتیجہ کی۔

فليتني حيث لم أغنم فريصته — پس افسوس ہی مجہکو اس وجہ سے کہ غنیمت سمجہا مین نے

ما كنت أودعته ذنبا يغشّيه — فرصت مدت عمر کو۔ تاکہ وہ زمانہ جس مین ودیعت

رکہا مین نے گناہ ڈہانپ لیتی وہ غنیمت فرصت اوسکو

بل قد تجاوزت في ظلمي فوا أسفا — بلکہ اپنے نفس کے ظلم مین حد سے گذر گیا ہون اس لئے

إذ لم أزل منه في كربٍ أقاسيه — ہمیشہ رہا مین اوس حالت کرب مین کہ جہیلتا ہون مین اوسکو

وقد تعلّقت في أذيال ساحتكم — اور تحقیق آپ کے دامن رافت مین لگا ہون

فما لها بدّ عن مثلي تنحّيه — پس نہین ہے واسطے اوس داما ن کے کوئی چارہ

مجہہ ایسے سے کہ چہٹکارہ دیوے اوسکو۔

لم أذخرك لدنيا لا ثبات لها — مین نے اوسکو بے ثبات دنیا کے لئے نہین ذریعہ

بل للذي ليس لي من مفزعٍ فيه — بنایا ہے بلکہ اوسدن کے لئے کہ نہین ہے کوئی

فزع زایل کرنے والا میرے لئے۔

إنّ امرءًا أنت في حشرٍ ذخيرته — اگر آپ قیامت کے دن ویسے شخص کے لئے

لغيّرت طامعةً فيه عواديه — وسیلہ ہتے ہین البتہ متغیر کردیا جائینگے واقع

ہونے والے اوسدن کے برائیان اوس کے۔

هَا قَدْ ذَخَرْتُكَ لِلْعُقْبٰى تَقُوْمُ بِهَا
وَتُنْعِمُ الْعَبْدَ اِحْسَانًا وَّتُوْلِيْهِ

معلوم ہو مین نے آپکو ذخیرہ بنایا ہے عقبیٰ کے لئے جسمین کہ آپ قایم ہونگے احسان کرینگے اپنے بندے پر اور آزاد کرینگے۔

وَوَالِدَيْهِ وَاَشْيَاخًا وَاِخْوَتَهُ
وَنَسْلَهُ وَمِنَ الْاِيْمَانِ يَحْوِيْهِ

اور اوس کے والدین اور استادوں اور بھائیون اور اولاد کو اور اوس شخص کو جو ایمان جاری ہو اسکو

وقيل ايضًا

اِنَّ الْقُلُوْبَ لَتَبْكِيْ حِيْنَ تَسْمَعُ مَا
اَبْدٰى اَبُوْطَالِبٍ فِيْ حَقِّ مَنْ عَظُمَا

بدرستیکہ دلین بلکتے ہین جسوقت سنتے ہین وہ اوس امر کو کہ اپنی طرف سے کیا ابوطالب نے اوس شخص کے حق مین کہ بلند مرتبہ ہے یعنے رسول خدا۔

فَاِنْ يَكُنْ اَجْمَعَ الْاَعْلَامُ اَنَّ لَهُ
بَارًّا عَلٰى كُلِّ الْكَوْنِ يَفْعَلُ مَا

پس اگر متفق ہون کل روایات واسطے ابیطالب کے تو بتحقیق کہ یک برا انکو ہی کرنے والا ہے اوس کے لئے بس کل کائنات اللہ ہی کے لئے جو چاہے کرے۔

اَمَّا اِذَا اخْتَلَفُوْا فَالرَّاْيُ اَنْ نَرِدَا
مَوَارِدًا يَرْتَضِيْهَا عَقْلُ مَنْ سَلِمَا

لیکن جب علما اونکے بارہ مین اختلاف کرین تو بہتر رای ہی ہے کہ ہم اختیار کرین اوس شق کو جسے عقل سلیم پسند کرے

نُتَابِعُ الْمُثْبِتِيْ الْاِيْمَانَ مِنْ زُمَرٍ
فِيْ مُعْظَمِ الدِّيْنِ تَابَعْنَاهُمُ فَلِمَا

ہم پیروی کرینگے اونکا ایمان ثابت کروانے گروہ کی جیسا ہم نے دین کے اصول اور اوس کے معظم مسائل مین اونکی پیروی کرتے ہین۔

وهم عدول خيار في مقاصدهم	حالانکہ یہہ وہ لوگ عادل پسندیدہ مقاصد کے ہین
فلا تقل انهم لن يبلغوا عظما	تو تم نہین کہہ سکتے کہ وہ لوگ ہرگز نہین پہونچینگے حق کو
لا تزدريهم اتدري من همو فهمو	تحقیر نکر اونکی کیا جانتا ہے تو وہ کون ہین پس وہ لوگ ہین
همو عرى الدين قد اضحوا بذ زعما	کہ اونہین لوگون نے اعلی مقاصد دین کو ظاہر کیا از روی یقین کے
هم السيوطي والسبكي مع نفر	وہ لوگ سیوطی اور سبکی ہین ایک بڑی جماعت کے ساتھہ
كعدة النقبا حفاظ اهل حما	مثل چند بزرگون کے اور اہل حق کے حافظون کے۔
واهل كشف وشعرانيهم وكذا	اور صاحبان کشف اور اونکے علماء ایسے ہی قرطبی
القرطبي والسحيمي والجميع كما	اور سحیمی باقی سب جیسا کہ تو جانتا ہے۔

ای کما تری فی الوتا ادمنه

هذا السوال دفع في امارة سيدنا ومولانا الشريف عبد المطلب رحمه الله تعالى رحمة الابرار سنه ۱۲۹۹

ما قولكم ايها العلماء الاعلام ومصابيح الظلام قمع الله بكم طغام اللئام ولئام الطغام فيمن انتدب ممن يزعم انه من طلبة العلم

یہہ سوال سنہ ۱۲۹۹ بارہ سو ننانوے ہجری مین سیدنا و مولانا شریف عبد المطلب علیہ الرحمہ کے زمانہ حکومت مین پیش ہوا تہا

اے گروہ علماے نامی اور تاریکیون کے چراغ (تمہاری وجہ سے اللہ تعالی کمینون اور نالایقون کو خوار و ذلیل کرے) اوس شخص کے باب مین آپکا کیا قول ہے جو برانگیختہ کرے طالب العلم ہونے کا زعم کرکے اس امر

لہدم قبر ابیطالب عم النبی علیہ افضل الصلاۃ والسلام زاعما انہ
من المناکر المجمع علیہا فی بلد اللہ الحرام وکتب عرضا للحکام یدور بہ
علی العلماء وخلافہم من الانام یحرضھم علی ان یساعدوہ علی ھدم قبر
ھذا الکافر بہذا اللفظ الشنیع ونحوہ من الکلام غیر مبال الی ما یترتب علی
ذلک من بعث فتنۃ نائمۃ لعن اللہ من ایقظہا فان کثیرا من اھل
السنۃ والجماعۃ من بنی ھاشم وغیرھم یعتقدون بنجاتہ تبعا لما جاء
فی ذلک ولما نقلہ الجہابذۃ الفخام المحققون بان یتخذ واجۃ للخلق الذی

پر کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابوطالب کی قبر کے مسمار کرنے
کے لئے اس ادعا سے دے کہ خدا کے اس مقدس شہر مین اس
قبر پر مجمع ہونا نہایت برا ہے اور حکام کے پاس پیش کرنے کے غرض
سے ایک کاغذ لکھے جسکو لئے ہوے علماء اور عوام کے پاس پھرے
اور اونکو اس امر پر برانگیختہ کرے کہ اس کافر ایسے ایسے کی قبر توڑنے
پر اوسکی امداد کرین۔ ایسے برے لفظ اور مکروہ کلام سے فتنہ برپا
ہونے کا اوسکو کچھہ خوف نہین ہے۔ (فتنہ برپا کرنے والے پر خدا کی لعنت)
کیونکہ بنی ہاشم اور غیر بنی ہاشم سے اہل سنت وجماعت کی ایک جماعت
کثیر نجات ابیطالب کی باتباع اون روایات کے جو اس باب مین
آئے ہین اور بلحاظ اوس دلیل کے معتقد ہے جسکو ایسے عظیم الشان

الملك العلام وهم الامام السبکی والامام القرطبی والامام الشعرانی رحمہم اللہ تعالی علی الدوام ان اللہ احیا ابا طالب وآمن بالمصطفی ومات مسلما قال الامام المحقق السحیمی بعد نقله ذلك وهذا هو الذی اعتقده والقی اللہ به فیکون هذا العذاب حصل له قبل احیائه ویکون المراد بالقیامة قیامته وهی خروج روحه من جسده فیا هل تری هولاء العلماء جهلوا ما ورد فی حق ابی طالب من نصوص الشریعة فلم یسع هذا المتدرب المبغض السکوت تقلید القدحه فی ادعائه الاجماع الذی

بزرگون سے نقل کیا ہے جو اللہ کے پاس خلق کے لیئے حجۃ ہونے کے سزاوار و لایق ہین۔ اور بزرگان ممدوح یہہ ہین۔ امام سبکی امام قرطبی امام شعرانی (خدای تعالی ان پر ہمیشہ اپنی رحمت نازل فرماوے) انہون نے نقل فرمایا ہے کہ اللہ تعالی نے ابو طالب کو زندہ کیا اور انہون نے مصطفی صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور مسلمان ہو کر مرے امام محقق سحیمی نے اسکو نقل کرنے کے بعد کہا کہ یہہ وہی ہے جسکا مجھکو اعتقاد ہے اور اللہ تعالی نے اسکی القا فرمائی۔ پس عذاب ابو طالب کو اونکے زندہ کیئے جانے کے پہلے ہوا ہوگا اور قیامت سے اونکی قیامت مراد ہوگی یعنے اون کے جسد سے اونکی روح کا نکلنا۔ پس تو کیا یہہ سمجھتا ہے کہ حق ابیطالب مین جو نصوص شرعیہ وارد ہین او نسے

زعمه مع ما فيه من اذية رسول الله صلى الله عليه وسلم وآله وصحبه وهل جهله بذلك يكون عذرا له فيما نطلبه مما ليس بعينه وهل يجب على الحكام ايدهم الله تعالى زجر هذا المبغض بما يليق به ويكون زاجرا له ولغيره عن الحركات الباعثة للفتن وتنافر قلوب المسلمين فان القائلين بنجاته اهل شوكة وشكيمة فى هذا البلد الامين افيدونا نصر الله بكم الاسلام وانار بمصابيحكم حالك الظلام

الحمد لله رب العالمين رب زدنى علما قال بعض المفسرين فى قوله تعالى

یہ علماء جاہل تھے۔ پس ایسے برانگیختہ کرنے والے کو سکوت کی گنجایش ہنین کیونکہ فریب کی وجہ سے اتفاق اجماع کا ایسے مقدمہ مین زعم کرتا ہے کہ جس مین اذیت رسانی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اونکی آل ومحبین کے۔ اور کیا اس شخص کی جہالت اوسکے لئے عذر کافی ہو سکتی ہے اور کیا حکام پر (اللہ انکی تائید کرے) اس بغض والے کی تنبیہ مناسب واجب ہنین ہے۔ جو حرکات فتنے اور نفرت قلوب اہل اسلام کے باعث ہون اون سے اسکو اور اسکے اغیار کو باز رکھنا چاہیے کیونکہ جو لوگ نجات ابیطالب کے قایل ہین وہ اس شہر مین صاحب قوت وعظمت ہین۔ اسے علماء کرام (تمہاری وجہ سے خدا اسلام کو نصرت دے اور تمہاری روشنیون سے تاریکیون کو دور فرماوے) اس سوال

قل لا اسئلکم علیه اجراً الا المودة فی القربی ای علی تبلیغ الرسالة ای ان تحفظوا قرابتی وتودونی وتصلوا رحمی وذلك انه لم یکن حی من قریش الا وفیهم له صلی الله علیه وسلم قرابة فکانه یقول ان لم تؤمنوا بی فاحفظوا قرابتی فیکم ولا تؤذونی اھ وقال تبارك وتعالی ان الذین یؤذون الله ورسوله لعنهم الله فی الدنیا والاخرة واعدلهم عذاباً مهیناً وفی شرح الشهاب لابن وحشی قال ابو الطاهر من ابغض ابا طالب فهو کافر بالله عزوجل وفی معروضات المفتی ابی سعود (سوال) طالب

کے جواب سے ہمکو فائدہ پہونچاؤ۔ پروردگار عالم ہی کے لئے کل حمد ہے خدایا میرا علم زاید فرما۔ اللہ تعالی کے اس قول مین قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى بعض مفسرون نے کہا ہے کہ اسکا معنی یہہ ہے کہ کہو ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین تم سے تبلیغ رسالت پر کچھہ اجرت نہین مانگتا مگر میری قرابت کے حفظ مراتب کرو اور مجھہ سے محبت رکھو اور میرے ذی رحم کو مجھہ سے ملاؤ۔ یہہ اس لئے ہی کہ جتنے قریشی موجود تھے اون مین سے ہر ایک کے ساتھہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو قرابت تھی پس گویا آپ فرماتے ہین کہ اگر تم مجھپر ایمان نہ لاتے ہو تو تم سے مجھکو قرابت ہے اوسکا لحاظ رکھو اور مجھکو ایذا ندو الخ۔ اور خدا تعالی فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ

علم ذکر عنده حدیث نبوی فقال اکل احادیث النبی صلی اللہ علیہ
وسلم صدق **فاجاب** بانہ یکفر اولا بسبب الاستفہام الانکاری
وثانیا بالحاقہ الشین بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم درمختار اذا تکلم بکلمۃ
الکفر ولم یدر انہا کفر قال بعضہم لایکون کفرا ویعذر بالجہل وقال بعضہم
یصیر کافرا بذلک تنقیح وقال فی المختار ینبغی ان یحفظ اللسان
عما یجب الاحتراز عنہ لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان یؤمن

عَذَابًا مُّهِيْنًا یعنے جولوگ اللہ ورسول کو تصدیع دیتے ہین اون پر
دنیا وآخرت مین اللہ کی لعنت ہے اور اُن کے لئے سخت عذاب
مہیا کیا ہے۔ اور ابن وحشی کی کتاب شہاب ہی ابوطاہر نے کہا کہ جس نے
ابوطالب سے بغض رکھا پس وہ کافر ہے باللہ عزوجل۔ معروضات
المفتی ابوسعود مین سوآل طالب علم کے مواجہت مین حدیث نبوی مذکور ہو
اور اوس نے کہا کہ آیا تمامی احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہین
پس جواب اس قول کا کہا کہ بلاشبہ اسطرح کہنے والا کافر ہے اولًا
بسبب استفہام انکاری کے یعنے بطریق انکار سمجھا چاہا ثانیًا کلمہ ناشایستہ
کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ الحاق کیا۔ درمختار مین مذکور ہے کہ جب
کلمہ کفر سے گفتگو کرے اور اوس نے خبر نرکھی کہ یہہ کلمہ کفر کا ہے
بعض نے کہا کہ کافر ہوگا کیونکہ بسبب عدم علم کے معذور ہے بعض نے

سورۂ احزاب

باللہ والیوم الآخر فلیقل خیرا او لیصمت وعنہ صلی اللہ علیہ وسلم البلاء موکل بالمنطق اھ وعلیہ فیلزم الولاۃ ایدھم اللہ تعالی اجراء ما یستحقہ علی ما صدر منہ مما یسد باب الجراءۃ ویزجر اھل الجراءۃ والفساد کما قال تعالی انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ الی اخر الآیۃ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم۔

کہا کہ کافر ہوگا اس مقدمہ کا تصفیہ ضرور ہے۔ اور مختارین کہا کہ زبان کو اون اشیاء سے محفوظ رکھے جس مین احتراز واجب ہو۔ بمصداق فرمان رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کے یعنے جس نے اللہ کو اور روز آخرت کو یقین جانا۔ پس کہے کلام نیک یا خاموشی اختیار کرے اور اسی لئے فرمایا رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْبَلَاءُ مُوَکَّلٌ بِالْمَنْطِقِ یعنے بلاء مقام گفتگو سے تعلق رکہتی ہے اھ اس حدیث پر حکام کو لازم ہوگا تائید دیوے اللہ تعالی نے اونکو اوس شئی کے اجراء کے لئے جو استحقاق رکہتے ہین اوس کے صادر کرنے پر جسمین باب جرأت بند ہو اور باز رکہے اہل جرات وفساد کو جسطرح اللہ تعالی نے فرمایا اِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْا اَوْ یُصَلَّبُوْا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْہِمْ وَاَرْجُلُہُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِکَ لَہُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَلَہُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ الآیۃ سورہ مائدہ

امر بكتابته احمد بن عبد الله مير غني مفتي الاحناف بمكة المشرفه كان الله لهما حامدا مصليا مسلما

الحمد لله وحده وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه والسالكين نهجهم بعده اللهم اسئلك هداية للصواب اعلم رحمك الله تعالى ان اباطالب عم النبي صلى الله عليه وسلم ادعى اناس ان اهل السنة

یعنے یہی سزا ہے اونکی جو لڑائی کرتے ہین اللہ سے اور اوس کے رسول سے اور دوڑتے ہین ملک مین فساد کرنے کو کہ اونکو قتل کیجئے یا سولی چڑہائیے یا کاٹئے اون کے ہاتھ اور پانون مقابل کا یا دور کرے اس ملک سے یہہ انکی رسوائی ہے دنیا مین اور انکو آخرت مین بڑی مار ہے واللہ سبحانہ تعالی اعلم

اس تقریر کو لکھنے کے لئے احمد بن عبد اللہ میر غنی مفتی الاحناف مکہ مشرفہ نے حکم کیا کان اللہ لہما حامدا مصلیا مسلما

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ وَالسَّالِکِیْنَ نَھْجَھُمْ بَعْدَہٗ یا اللہ سوال کرتا ہون تجھکو ہدایت کے لئے واسطے راہ راست کے معلوم کر تو اللہ تعالی رحم کریگا تجھکو کہ بلا شبہہ ابو طالب نے چچا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعضے لوگون نے دعوی کئے کہ اہل سنت وجماعت کا اتفاق ہے ابو طالب کو نجات

والجماعة اتفقوا علی عدم نجاته وتمسکوا فی ذلك بظواهر من الکتاب
والسنة ودعواهم اتفاق اهل السنة علی عدم نجاته دعوی غیر صحیحة
فقد وجد کثیر من اهل السنة یقولون بنجاته منهم الامام القرطبی
والامام السبکی والامام الشعرانی کما ذکره السائل فی سواله فقد راجعت
ما ذکره فی شرح العلامة السحیمی علی شرح الشیخ عبد السّلام اللقانی
علی منظومة والده المسماة بجوهرة التوحید فی بحث الشفاعة عند
قول الناظم و واجب شفاعة المشفع فوجدته نقل عن القرطبی والسبکی

نہین اور اس مقدمہ کے لئے ظاہر کتاب وسنت سے دلیل پکڑے اور
اونکا دعوا جو اتفاق اہل سنت کہتے ہین دعوہٗ غیر صحیحہ ہے کیونکہ بہت سے
لوگ اہل سنت سے پائے گئے جو نجات ابو طالب کے قائل ہین
اور اونہین قائلین سے امام قرطبی اور امام سبکی اور امام شعرانی بھی ہین
جسطرح سائل نے اپنے سوال مین ذکر کیا۔ پس مین اوس ذکر کے طرف
رجوع کیا کہ جو علامہ سحیمی نے اپنی شرح جو شیخ عبد السلام اللقانی نے
اپنے والد کے منظومہ پر لکھی ہے کہ جو مسمی بجوہرۃ التوحید ہے بحث
شفاعت مین نزدیک قول ناظم اور واجب شفاعة المشفع کے پس
مین نے اوسکو پایا جو نقل کی گئی قرطبی و سبکی و شعرانی سے کہ اللہ تعالے
نے ابو طالب کو زندہ کیا اور ایمان لائے مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم

والشعرانی ان الله احیا ابا طالب وآمن بالمصطفی صلی الله علیہ وسلم
ثم مات مسلما قال العلامۃ السحیمی وھذا الذی اعتقدہ والقی الله
علیہ وذکر العلامۃ السحیمی قبیل قول الناظم ومنجز لمن اراد وعدہ
ان ابن سعد وابن عساکر رویا عن ابن عباس رضی الله عنہما انہ سال
رسول الله صلی الله علیہ وسلم ما ترجو لابی طالب قال کل الخیر ارجوا
من ربی والامام القرطبی والسبکی والشعرانی کل منہم من اکابر
اھل السنۃ یحتج بقولہ وکذا العلامۃ السحیمی فبطلت دعوی من
ادعی ان اھل السنۃ متفقون علی عدم نجاتہ وثبت انہ یوجد

پر اوسکے بعد مسلمان ہو کے وفات پائی۔ علامہ سحیمی نے کہا
کہ یہہ وہ مقدمہ ہے جو مین اعتقاد رکھتا ہون اور اللہ تعالی نے
اسکی القا فرمائی۔ اور ذکر کیا علامہ سحیمی نے طریقہ قول ناظم کا اور جس نے
ایفاء وعدہ کا ارادہ رکھا ہو عباس رضہ سے ابن سعد اور ابن عساکر نے
روایت کی کہ عباس رضہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا
کہ ابو طالب کے لئے آپ بہلائی کی امید رکھتے ہین فرمایا تمام بہلائی کی
امید رکھتا ہون۔ اور امام سبکی وشعرانی جو اکابر اہل سنت سے ہین ہر
اہنون سے اپنے قول کو اسی سے دلیل گردانا اور اسی طرح علامہ
سحیمی نے بہی پس اوس شخص کا دعوا باطل ہوا جو اہل سنت وجماعت کا

من اهل السنة من يقول بنجاته وحيث وجد الاختلاف فاللايق الاحتياط واقل المراتب التفويض الى الله تعالى والسكوت والتوقف وعدم الخوض فی ذلك والاقتصار علی قدر الضرورة فی ذكر الاحاديث الواردة فيه مع غاية الادب والخوف لان الاحتياط من الورع فقد قال صلی الله عليه وسلم دع ما يريبك الى ما لا يريبك — وقال صلی الله عليه وسلم اليس وقد قيل لما جاءه عقبة بن الحارث فقال يا رسول الله تزوجت امراة فجاءتنا امراة سوداء فقالت قد ارضعتكما وهی كاذبة فقال صلی الله عليه وسلم كيف تضع بها

اتفاق عدم نجات ابی طالب پر کیا۔ اور ثابت ہوی یہ بات کہ اہل سنت وجماعت سے جس نے نجات کا قائل ہوا اور جب اختلاف پایا تو لائق یہہ ہے کہ احتیاط کرے اور اقل مرتبہ تفویض الی اللہ کرے اور ساکت رہے اور تلاش وجستجو مین نرہے اور مقدمہ کو کوتاہ کرنے ورنجسس جسقدر احادیث واردہ سے معلوم ہوا وسیقدر خوف وادب سے بیان کرے کیونکہ احتیاط پرہیزگاری مین حاصل ہے رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دَعْ مَا يَرِيبُكَ اِلٰى مَا لَا يَرِيبُكَ یعنے چھوڑ اوس شی کو جس مین تو شک کرتا ہے اوس شی کے طرف جو تجھکو شک ہنوا اور فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلَيْسَ یعنے آیا نہین منقول ہے کہ یہ کلمہ ارشاد

وقد زعمت انہا ارضعتکما دعہا عنک ای طلقہا فراجعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقلت یا رسول اللہ انہا امرأۃ سوداء ای فلا یقبل قولہا فقال الیس وقد قیل فارشدہ صلی اللہ علیہ وسلم طریق الورع والاحتیاط وان لم تقبل شہادۃ تلک المراءۃ وحیث قال جماعۃ من اہل السنۃ باحیاء ابیطالب وایمانہ ونجاتہ فالاحتیاط عدم التعرض لہ بتنقیص لان التعرض لہ لاسیما اذا کان بافحش العبارات یوذی

فرمایا کہ جب عقبہ بن الحارث نے آکے کہا کہ یا رسول اللہ مین نے ایک عورت سے نکاح کیا بعد ایک عورت سیاہ نے آکر کہا کہ مین دونون کی مرضعہ ہون اور وہ کاذبہ ہے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنے منکوحہ کے ساتھ کسطرح پیش آئیگا اور وہ عورت دونون کو دودہ پلانے کا زعم کرتی ہے اور تو اپنی منکوحہ کو طلاق دیدے پھر حاضر ہوکے کہا کہ یا رسول اللہ وہ عورت سیاہ ہے یعنے اوسکا قول معتبر نہین پس فرمایا اَلَیۡسَ یعنے آیا نہین۔ اور نقل کیا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ورع واحتیاط کا تھا اگرچہ وہ شہادت مقبول نہ ہے۔ اور جب اہل سنت وجماعت سے ایک جماعت ابوطالب کا زندہ ہونا اور ایمان ونجات پانے کے قائل رہین مقام احتیاط وہی ہے جو کسی طرح سے تنقیص شان ابوطالب نہو کیونکہ

النبي صلّى الله علیه وسلم لان ابا طالب ربی النبي صلى الله علیه وسلم وکان یحبه و یذب عنه لما بعث و یؤذی ایضا اقاربه صلى الله علیه وسلم الاحیاء والاموات وقد قال تعالی قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربی وقد اخرج الدیلمی عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه ان رسول الله صلى الله علیه وسلم قال اشتد غضب الله علی من آذانی فی قرابتی وروی الطبرانی والبیهقی ان بنت ابی لهب واسمها سبیعة وقیل درة قدمت المدینة مسلمة مهاجرة فقیل لها لا تغنی عنك

اسباب مین گفتگو کرنا خصوصاً جب برا کام حد سے تجاوز کرے آنحضرت صلى الله علیه وسلم کو اذیت ہوگی کیونکہ ابو طالب نے نبی صلی الله علیه وسلم کو پرورش کی اور محبت رکھتے تھے اور ہر اذیت کے دافع رہے جبکہ مبعوث ہوے اور بھی رنجیدہ ہوگئے موجودہ اقارب نبی صلی الله علیه وسلم اور جو مرے ہین اونکو بھی رنجیدہ کرنا ہے ۔ اور کہا الله تعالی نے قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی الایه سورہ شوری یعنے کہہ کہ تمہارے سے سایل کسی اجرت کا نہین مگر میرے رشتہ دارون کی محبت ۔ ابو سعید خدری رضی سے دیلمی نے نقل کیا کہ فرمایا رسالت مآب صلی الله علیه وسلم نے غصہ الله تعالی کا سخت تر ہوگا اوس شخص پر کہ جو میری قرابتدار کو اذیت دیکے مجھے رنجیدہ کرے ۔ اور طبرانی و بیہقی نے روایت کی

هجرتك وانت بنت حطب النار فتاذت من ذلك فذكرته للنبي صلى الله
عليه وسلم فاشتد غضبه ثم قام على المنبر فقال ما بال اقوام يؤذونني
في نسبي وذوي رحمي من آذى نسبي وذوي رحمي فقد آذاني ومن
آذاني فقد آذى الله تعالى واخرج ابن عساكر عن علي رضي الله
عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من آذى شعرة مني فقد
آذاني ومن آذاني فقد آذى الله تعالى وروى الطبراني والامام
احمد والترمذي عن المغيرة بن شعبة رضي الله عنه عن النبي

کہ ابی لہب کی بیٹی جسکا نام سبیعہ ہے اور بعض نے کہا درہ ہی جب مدینہ
منورہ کو مشرف باسلام ہوکے مہاجرہ ہوی تو اوسکو کہا گیا کہ تجھکو ہجرت
نفع نہ دیگی کیونکہ تونے دوزخ کے کندے کی بیٹی ہے پس اس کلام
سے اوس کو رنج ہوکے رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض
کی تب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا غصہ بڑہگیا اور منبر پر کہڑے
ہوکے فرمایا کہ کیا حالت ہے قوم کی کہ میرے نسب وقبیلہ کے
لوگون کی برائی کہہ کر میرا دل دُکہاتے ہین جس نے میرے نسب و
قبیلہ کے لوگون کو اذیت دیا اوس نے مجھکو اذیت دیا اور جس نے
مجھکو اذیت دیا اللہ تعالی کو اذیت دیا۔ اور ابن عساکر نے علی رض
رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لا تؤذوا الاحیاء بسب الاموات ولا شک
ان النطق بقبیح القول فی حق ابیطالب والتشدق بہ فی مجالس الخاصۃ
والعامۃ وسفہاء الناس یوذی اولاد علی رضی اللہ عنہ الموجودین
الآن بل ویوذی امواتہم فی قبورہم ویوذی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فقد قال اللہ تعالی والذین یوذون رسول اللہ لہم عذاب الیم
وقال تعالی ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ

کہ جس نے میرے یک بال کو ایذا دیا تو یقیناً مجھکو ایذا دیا اور جس نے
مجھے اذیت دی تو یقیناً خدا کو اذیت دی اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ
عنہ سے ترمذی نے روایت کیا کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
اموات کو برا کہہ کے زندون کو رنجیدہ مت کرو اور اس بات مین شک
نہین کہ ابوطالب کے حق مین برے الفاظ کہنا اور مجالس خاص اور عام
اور جہلا مین بے ادبانہ زبان کہولنا جس مین اولاد علی رضی اللہ
عنہ کے موجودہ اولاد کو رنجیدہ کرنا ہے بلکہ جو لوگ اموات سے
ہین اونکو بھی رنجیدہ کرنا پس اللہ تعالی نے فرمایا کہ وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ
رَسُوْلَ اللہِ لَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ الایۃ سورہ توبہ یعنے جو لوگ اللہ تعالی کے
رسول کو اذیت دیتے ہین اونکے لئے عذاب سخت ہے اور کہا اللہ تعالی
نے اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

واعد لهم عذابا مهينا وهذا هو ملحظ من قال بكفر مبغض ابيطالب
لان فيه ايذاء للنبي صلى الله عليه وسلم كفر يقتل فاعله ان لم يتب
وايذاؤه صلى الله عليه وسلم
وعند المالكية يقتل وان تاب وسا ذكر لك نبذة من اخبار ابيطالب
تعلم بها محبته للنبي صلى الله عليه وسلم وتعلم محبة النبي صلى الله عليه وسلم
له وانه يوذيه بغضه وتعلم بها ان ما ذهب اليه القرطبي والسبكي والشعراني
والسحيمي له وجه وجيه (فمن اخبار) ابيطالب انه ربى النبي صلى الله
عليه وسلم احسن التربية وكان يقدمه في البر على اولاده وشرح

وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا الآیہ سورۂ احزاب ترجمہ سابق گذرا۔ اور یہ اوس مقدمہ کو
نگاہ رکھتا ہے کہ جس نے ابوطالب سے بغض رکھنے والے کو کافر کہے
کیونکہ ابوطالب کے بغض سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا اوس مرتبہ کا کفر ہے اگر اوس کا فاعل توبہ
نہ کرے تو قتل کیا جاوے اور نزدیک مالکیہ کے لایق قتل ہے اگرچہ
تایب ہو۔ اور تیرے لئے ذکر کرتا ہوں شمہ اخبار ابوطالب سے کہ آگاہ
ہوگا تو اوسبات پر کہ ابوطالب کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کس درجہ
پر محبت تھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی جو محبت کہ رکھتے تھے اور بلا شبہہ
بغض ابوطالب سے اذیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوگی۔ اور معلوم
کریگا تو نے اوس شئی کو جو طریقہ روشن سے قرطبی اور سبکی اور شعرانی

ذلك يطول ثم لما بعثه الله تعالى تعرض قريش لايذائه صلی الله
علیه وسلم فمنعهم ابو طالب وقال لهم ان ابن اخی فی حمایتی فلم
یستطیعوا ان یردوا حمایته فصار صلی الله علیه وسلم یدعوا الناس
الی الله جهرا فلما فشت دعوته صلی الله علیه وسلم شق الامر علیهم
فاجتمعوا وجاؤا الی ابی طالب بعمارة بن الولید وقالوا له خذ هذا
بدل محمد ویکون کالابن لك واعطنا محمدا لنقتله فقال ما انصفتمونی
یا معشر قریش اخذ ابنکم اربیه واعطیکم ابنی تقتلونه ثم قال

گئے ہین پس بعض اخبار ابو طالب سے یہہ ہین کہ پرورش کی نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو بہترین طریق سے اور جمیع نیک امور مین اپنے فرزندون
پر سبقت رکھتے تھے جس کی شرح طوالت رکھتی ہے۔ پھر جب رسالتماب
صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوے تو قریش نے اذیت پر نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے آمادہ ہوے پس ابو طالب مانع رہے اور قریش کو
کہے کہ میرا بھتیجا میری نگاہبانی مین ہے تم لوگ کو استطاعت نہین
کہ میری حمایت کو رد کرسکے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعوت الی اللہ
برملا دیتے تھے اور جب دعوت الی اللہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
آشکارہ فرمایا تو یہہ امر قریش پر دشوار گذرا اور مجتمع ہوکے ابو طالب
کے نزدیک عمارۃ بن الولید کو لاے اور کہے کہ اسکو لو بعوض محمد کے

واللہ لن یصلوا الیک بجمعھم	حتی اوسد فی التراب دفینا
فاصدع بامرک ما علیک غضاضۃ	وابشر بذاک وقر منک عیونا
ودعوتنی وعلمت انک ناصحی	ولقد دعوت وکنت ثم امینا

اور یہ تیرا فرزند ہے اور ہمارے ذمے محمد کو دے تاکہ ہم اوسکو قتل کرین بعدہ ابو طالب نے کہا کہ اے گروہ قریش میرا خوب انصاف کیا تمہارے بیٹے کو لیکر مین پرورش کرون اور میرے بیٹے کو واسطے قتل کے تمہارے سپرد کرون بعد ازان یہ شعر کہا۔

وَاللہِ لَن یَصِلُوا اِلَیکَ بِجَمعِھِم	حَتّٰی اُوَسَّدَ فِی التُّرَابِ دَفِینًا
فَاصدَع بِاَمرِکَ مَا عَلَیکَ غَضَاضَۃٌ	وَابشِر بِکَ وَقَرِّ مِنکَ عُیُونًا
وَدَعَوتَنِی وَعَلِمتُ اَنَّکَ نَاصِحِی	لَقَد دَعَوتَ وَکُنتَ ثَمَّ اَمِینًا

+ کتب الشنوانی علی شرح الفاکہی عند قول ابی طالب ودعوتنی وعلمت الخ ما نصہ ہو مات کافرا وھو عم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بخلاف ابویہ صلی اللہ علیہ وسلم فانہما ماتا مومنین لکن نقل الشیخ البراوی عن الشیخ السحیمی عن غیرہ ان اللہ احیا اباطالب وآمن بہ واماتہ ثانیا مومنا ودخل الجنۃ وقال البراوی من کان یحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ واصحابہ واتباعہ فلیعتقد ذلک ونقل ما تقدم من احیائہ واماتتہ ثانیا مسلما عن اربعۃ

لولا الملامة او حذار مسبة ‏ لوجدتني سمحا بذاك مبينا

ولما تزوج النبی صلی اللہ علیه وسلم خدیجة بنت خویلد رضی اللہ عنہا خطب ابوطالب وحضر ابوبکر ورؤساء مضر فقال ابوطالب

لَوْلَا الْمَلَامَةُ اَوْحِذَارُ مُسَبَّةٍ ‏ لَوَجَدْتَنِیْ سَمْحًا بِذَاکَ مُبِیْنًا

ترجمہ صفحہ ۵۷۔ ۵۸ بیان کیا گیا۔

اور جسوقت نکاح ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بی بی خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے ساتھ تو ابوطالب نے خطبہ نکاح کا پڑھا اور حاضر تھے

عشر صحابیا وهو من خصوصیات ابیطالب وهذ الابیات فی الاخبار المتواردة بموته کافرا الا انا نقول انه مات ثم احیی کما مر اہ ترجمہ۔

لکھا شنوانی شرح فاکہانی پر نزدیک قول ابی طالب کے جو دَعَوْتَنِیْ وَعَلِمْتُ الخ یعنے مجھکو بلایا تونے اور میں نے جان لیا تحقیق کہ تم میرے ناصح ہو الخ کہ یہ قول ثابت کیا کہ ابوطالب کفر پر وفات پائی اور وہ چچا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے بخلاف والدین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ بلاشبہہ ہر دو ایمان پر وفات پائے لیکن شیخ البرادی نے شیخ السحیمی سے اور انہوں نے دوسرے سے نقل کیا کہ تحقیق اللہ تعالی نے زندہ کیا ابوطالب کو اور ایمان لائے اور مومن ہوکے بار ثانی وفات پائی اور داخل جنت ہوے۔ اور کہا برادی نے کہ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم و تابعین اصحاب سے محبت رکھتا ہو تو

فی خطبته الحمد للہ الذی جعلنا من ذریۃ ابراہیم وزرع
اسمعیل وضئضی معدّ وعنصر مضر وجعلنا حضنۃ بیتہ وسواس
حرمہ وجعل لنا بیتا محجوجا وحرما آمنا وجعلنا الحکام علی الناس
ثم ان ابن اخی ھذا محمد بن عبداللہ لا یوزن برجل الا رجح بہ
شرفا ونبلا وفضلا وعقلا فان کان فی المال قل فان المال ظل زائل

ابوبکر رضی اللہ عنہ اور رؤساء مضر بھی ہیں کہا ابوطالب نے اپنے
خطبہ میں باین طور کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَنَا مِنْ ذُرِّیَّۃِ
اِبْرَاھِیْمَ وَزَرْعِ اِسْمٰعِیْلَ وَضِئْضِیْ مَعَدٍّ وَعُنْصُرِ مُضَرَّ وَجَعَلَنَا
حِضْنَۃَ بَیْتِہٖ وَسِوَاسِ حَرَمِہٖ وَجَعَلَنَا بَیْتًا مَحْجُوْجًا وَحَرَمًا
آمِنًا وَجَعَلَنَا الْحُکَّامَ عَلَی النَّاسِ ثُمَّ اَنَّ ابْنَ اَخِیْ ھٰذَا مُحَمَّدَ
بْنِ عَبْدُ اللّٰہِ لَا یُوْزَنُ رَجُلٌ رُجِّحَ شَرَفًا وَنُبْلًا وَفَضْلًا وَعَقْلًا
فَاِنْ کَانَ الْمَالَ قَلَّ فَاِنَّ الْمَالَ ظِلٌّ زَائِلٌ وَاَمْرٌ حَائِلٌ وَ

ضرور اسی پر اعتقاد رکھیگا۔ اور جو کہ مقدم ذکر ہوا یعنے زندہ ہونا ابیطالب کا
اور اسلام سے مشرف ہوکے وفات پانا اس مقدمہ کو اصحاب سے چودہ صحابی
نے نقل کئے اور وہ خصوصیات سے ابوطالب کے ہے اور یہ اثبات
کی منافی نہیں جو اخبار اونکی موت کفر پر ہوی سو وارد ہوے ہین کس لئے ہم قایل
اس معنی کے ہین کہ متوفی ہوے اور بعدہ زندہ ہوے جسطرح بیان کیا گیا۔

وامر حائل ومحمد من قد عرفتم قرابته وقد خطب خديجة بنت
خويلد و بذل لها ما آجله وعاجله كذا وهو والله بعد هذا له نبأ
عظيم وخطر جليل جسيم فلما اتم ابو طالب الخطبه تكلم ورقة
بن نوفل وهو ابن عم خديجة فقال الحمد لله الذي جعلنا
كما ذكرت و فضلنا على ما عددت فنحن سادة العرب قادتها وانتم
اهل لذلك كله لا تنكر العشيرة فضلكم ولا يرد احد من الناس فخركم
وشرفكم وقد رغبنا فى الاتصال بحبلكم وشرفكم فاشهدوا على

وَمُحَمَّدٌ مَن عَرَفتُم قَرَابَتَهُ وَقَد خَطَبَ خَدِيجَةَ بِنتَ خُوَيلَدَ
وَبَذَلَ لَهَا مَا آجِلُهُ وَعَاجِلُهُ كَذَا وَهُوَ وَاللهِ بَعدَ هٰذَا نَبَأٌ عَظِيمٌ
یعنے حمد ہے اوس جناب باری کی کہ جس نے کیا ہمکو ذریت ابراہیم
اولاد اسمعیل اور اصل معد اور بنیاد مضر سے اور گردانا ہمکو اپنے مکان
کا محافظ اور اپنے حرم کا سیاست کنندہ اور ہمارے لئے گردانا ایک
مکان جو حج کریں اور ایک حرم امن دینے والا اور ہمکو خلق پر حاکم بنایا
پس میرا بھتیجا محمد بن عبد اللہ ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) شرف و عظمت
و فضل و عقل مین کوئی مقابلہ نکر سکیگا اگرچہ مالدار نہین۔ پس تحقیق
کہ مال بہت ہی ناپائدار چیز ہے اور ایک امر ہے پھرنے والا اور
محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ شخص ہے جسکی خویشی کو جان لیا تم نے

معاشر قریش بانی قد زوجت خدیجة بنت خویلد من محمد بن
عبد اللہ علی کذا ثم سکت فقال ابوطالب قد احببت ان یشرکک
عمہا وھو عمرو بن اسد فقال عمہا اشہدوا یا معشر قریش انی قد
انکحت محمد بن عبد اللہ خدیجة بنت خویلد فقبل النبی صلی اللہ

اور تحقیق خدیجہ بنت خویلد نے خواہان نکاح ہوی اور بخشدی جو کچھ
کہ اپنے لئے حال ڈاینده پرتھا اسطرح پر - یہہ ایسا شخص ہے کہ چند
روز کے بعد شہرت عظیم اور بزرگی جسیم حاصل کریگا - جب تمام کیا
ابوطالب نے خطبہ کو تو گفتگو کیا ورقہ بن نوفل جو چچا زاد بہای خدیجہ
کا تھا پھر کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَنَا کَمَا ذَکَرْتَ وَفَضَّلَنَا
عَلٰی مَا عَدَدْتَ فَنَحْنُ سَادَۃُ الْعَرَبِ وَقَادَتُہَا وَاَنْتُمْ اَہْلُ ذٰلِکَ
کُلِّہٖ لَا تُنْکِرُ الْعَشِیْرَۃُ فَضْلَکُمْ وَلَا یَرُدُّ اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ فَخْرَکُمْ
وَقَدْ رَغِبْنَا فِی الْاِتِّصَالِ بِحَبْلِکُمْ وَشَرَفِکُمْ فَاشْہَدُوْا عَلَیَّ مَعَاشِرَ
قُرَیْشٍ بِاَنِّیْ قَدْ زَوَّجْتُ خَدِیْجَۃَ بِنْتِ خُوَیْلَدٍ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ
عَلٰی کَذَا - یعنے جمیع حمد ثابت ہین اللہ کے لئے بنایا ہمکو جیسا تونے
بیان کی اور بزرگی دی ہمکو جیسے تونے محسوب کی پس ہم سردار اور
رہنما عرب کے ہین اور تم جمیع فضایل و مراتب کے لایق ہو اور کوی
قبیلہ تمہاری بزرگی کو انکار نہین کرسکتا اور احد من الناس تمہارے فخر

علیہ وسلم النکاح فتامل خطبة ابی طالب و ذکرہ شان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم وتفرسہ فیہ کل خیر وکان ذلک قبل مبعث النبی صلی اللہ
علیہ وسلم بخمس عشرۃ سنة واخرج البیہقی عن انس رضی اللہ عنہ
قال جاء اعرابی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وشکا الجدب والقحط والشد

کو رد نہین کرسکتا۔ اور تحقیق کہ ہم نے خواہش کی تمہارے سلسلے و اعلی
مرتبہ کے ملنے کو پس گواہ رہو ہمپر اے گروہ قریش کہ تحقیق مین نے
متزوجہ کیا خدیجہ بنت خویلد کو محمد بن عبد اللہ کے ساتھ اسطور پر
بعدہ سکوت کیا۔ پھر ابو طالب نے کہا کہ مین بہتر سمجھتا ہون کہ تو
اپنے چچا کو جو عمرو بن اسد ہے اس امر مین اوسکو بھی شریک کرے
بعدہ اوس کے چچا نے کہا کہ گواہ رہو اے گروہ قریش تحقیق کہ مین نے
متزوج کیا محمد بن عبد اللہ کو خدیجہ بنت خویلد کے ساتھ بعدہ رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نکاح کو قبول فرمایا۔ یہ خطبہ بعثت کے
پندرہ برس پہلے کا ہے پس ابو طالب کی فراست پر نظر کر قبل از
بعثت شان و مرتبت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان
کیا ہے۔ انس بن مالک سے بیہقی نے روایت کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ
وسلم کے نزدیک ایک اعرابی آیا اور تنگی و قحط کی شکایت کی اور
چند ابیات بھی پڑھا۔ پس رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم اُٹھے

ابیا نا فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی صعد المنبر فرفع یدیہ الی السماء ودعا فما ردّ یدیہ حتی التقت السماء بابراقہا ثم بعد ذلک جاوا یضجون من المطر خوف الغرق فضحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی بدت نواجذہ ثم قال للہ در ابی طالب لو کان حیا لقرت عیناہ من ینشدنا قولہ فقال علی رضی اللہ عنہ وکرم وجہہ کانک ترید قولہ

وابیض یستسقی الغمام بوجہہ ثمال الیتامی عصمۃ للارامل

فقال صلی اللہ علیہ وسلم اجل وھذا البیت من قصیدۃ

اور منبر پر سوار ہو کے اپنے ہاتھوں کو آسمان کے طرف اُٹھایا اور دعا کیا ہنوز دست مبارک نیچے نہیں فرمایا تھا کہ آسمان پر ابر جمع ہو گیا بعد ازان کثرت بارش کی شکایت کرتے ہوے آئے کہ کثرت بارش سے خوف غرق پیدا ہوا ہے۔ پس ہنسا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہانتک کہ کوچلیاں نمایان ہوے بعد ازان فرمایا ابی طالب کی بہتری اللہ ہی کی ہے اگر ابو طالب زندہ ہوتا تو البتہ اوس کے آنکھون کو اوسکا شعر ٹھنڈا کرتا جسکو اوس نے ہمارے لئے بنایا تھا پس علی رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ نے عرض کیا کہ شاید آپ کی مراد یہہ قول ہے وَاَبْیَضَ یَسْتَسْقِیْ الْغَمَامُ بِوَجْہِہٖ ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَۃٌ لِلْاَرَامِلِ + ترجمہ سابق گذرا۔ رسالت مآب صلی اللہ

طویلة لابی طالب قالها حین کان یذب قریشا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم منہا قولہ

کذبتم وبیت اللہ نبزی محمدا	ولما نطاعن دونہ ونناضل
ونسلمہ حتی نصرع حولہ	ونذہل عن ابنائنا والحلائل
لعمری لقد کلفت وجدا باحمد	واحببتہ داب المحب المواصل

علیہ وسلم نے فرمایا بہت اچھا کہا۔ یہہ بیت ابوطالب کے اوس قصیدۂ طویلہ سے ہی جسکو اونہون نے اوسوقت کہا تہا جبکہ قریش نے شعب ابیطالب مین محاصرہ کیا تہا اور یہ بڑا قصیدہ ہے نہایت بلیغ دلالت کرتا ہے تصدیق نبوت اور شدت حمایت اور انتہاے محبت ابیطالب پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اوسی قصیدہ سے یہ چند ابیات ہین

كَذَبتُم وَبَيتِ اللّٰهِ نَبزِي مُحَمَّدًا وَلَمَّا نُطَاعِن دُونَهُ وَنُنَاضِلُ	یعنے جہوٹے ہو تم ای قریش قسم بیت اللہ کی کہ محمد کو ہمارے سے جدا کرینگے جب تک تیرونکا اوکے ہمارے مقابلہ نہ کرینگے
وَنُسلِمُهُ حَتّٰى نُصَرَّعَ حَولَهُ وَنَذهَلَ عَن اَبنَائِنَا وَالحَلَائِلِ	یعنے اور ہم سپرد نہ کرینگے جب تک کہ اوس کے اطراف جان فشانی نکرینگے جس جان فشانی مین اپنی اولاد و عورات کو بہول جاینگے۔
لَعَمرِي لَقَد كُلِّفتُ وَجدًا بِاَحمَدَ وَاَحبَبتُهُ دَابَ المُحِبِّ المُوَاصِلِ	
فَمَن مِثلُهُ فِي النَّاسِ اَيُّ مُؤَمَّلٍ اِذَا قَاسَهُ الحُكَّامُ عِندَ التَّفَاضُلِ	

فمن مثله فی الناس ای مومل	اذا قاسه الحکام عند التفاضل
حلیم رشید عاقل غیر طائش	یوالی الها لیس عنه بغافل

ومنها قوله

وقد علموا ان ابنا لا مکذب	لدینا ولا یعزی بقول الا باطل
واصبح فینا احمد فی ارومة	تقصر عنها سورة المتطاول
حدیث بنفسی دونه وحمیته	ودافعت عنه بالذری والکلاکل

والقصیدة طویلة وله اشعار کثیرة غیرها فی مدح النبی صلی اللہ علیه وسلم ولما حضرت الوفات ابا طالب جمع اشراف قریش و اوصاهم بوصیة تدل علی کمال محبته النبی صلی اللہ علیه وسلم

حَلِیْمٌ رَشِیْدٌ عَاقِلٌ غَیْرُ طَائِلٍ	یُوَالِی اِلٰهًا لَیْسَ عَنْهُ بِغَافِلٍ
وَقَدْ عَلِمُوْا اَنَّ اِبْنَنَا لَا مُکَذَّبٌ	لَدَیْنَا وَلَا یَعْزِیْ بِقَوْلِ الْاَبَاطِلِ
وَاَصْبَحَ فِیْنَا اَحْمَدُ فِیْ اَرُوْمَةٍ	تُقَصِّرُ عَنْهَا سُوْرَةُ الْمُتَطَاوِلِ
حَدِیْثٌ بِنَفْسِیْ دُوْنَهُ وَحَمِیَّتِهٖ	وَدَافَعْتُ عَنْهُ بِالذُّرٰی وَالْکَلَاکِلِ

ترجمہ صفحہ ۶۰ و ۶۱ مین گذرا — یہ اشعار مطول قصیدہ سے ہین مدح نبی صلی اللہ علیہ وسلم مین اور جب ابیطالب کے موت کا وقت قریب ہوا اشراف قریش جمع ہوے اور انکو وصیت کی جس سے کمال محبت وصدق معرفت متحقق ہے پس ارشاد فرمایا کہ ای معشر

ومعرفته صدقه فقال یا معشر قریش انتم صفوة الله من خلقه
وقلب العرب فیکم السید المطاع وفیکم المقدام الشجاع والواسع
الباع واعلموا انکم لم تترکوا للعرب فی المآثر نصیبا الا احرزتموه
ولا شرفا الا ادرکتموه فلکم بذلک علی الناس الفضیلة ولهم
به الیکم الوسیلة والناس لکم حرب وعلی حربکم الب وانی اوصیکم
بتعظیم هذه البنیة یعنی الکعبة فان فیها مرضاة للرب وقواما
للمعاش وثباتا للوطاة وصلوا ارحامکم فان فی صلة الرحم منسأة
ای فسحة فی الاجل وزیادة فی العدد واترکوا البغی والعقوق

قریش تم برگزیدہ خلایق ہو اور تم قلب ہو عرب کے اور تم مین
اطاعت کرنیکے لایق ایک سردار ہے بڑا بہادر اور واسع البیعت
اور معلوم کرو کہ عرب مین کوئی ایسا کار خیر نہین ہے جسکو تم نے
حاصل نہ کیا ہو اور کوئی بزرگی ایسی نہین ہے جس کو تم نہ پاے ہو
اسی وجہ سے تمکو اور لوگون پر فضیلت ہے اور اسی وجہ سے
تم اون کے وسیلہ ہو اور تعظیم کعبہ کے لئے بھی تمکو وصیت کرتا
ہون۔ اس مین خدا کی خوشنودی اور معاش کا انتظام اور اتفاق
کا ثبات ہے۔ اور صلہ رحم کیا کرو کیونکہ اسمین آیندہ کی کشایش
اور تم لوگون کی کثرت ہے۔ اور بغاوت و نافرمانی والدین کو

ففيهما هلكت القرون قبلكم اجيبوا الداعی واعطوا السائل فان فيهما
شرف الحياة والممات وعليكم بصدق الحديث واداء الامانة
فان فيهما محبة فی الخاص ومكرمة فی العام واوصيكم بمحمد
خيرا فانه الامين فی قريش والصديق فی العرب وهو الجامع
لكل ما اوصيتكم به وقد جاء بامر قبله الجنان وانكره اللسان مخافة
الشنآن وايم الله كانی انظر الی صعاليك العرب واهل الاطراف
والمستضعفين من الناس قد اجابوا دعوته وصدقوا كلمته

چھوڑ دو انہیں اسباب سے اگلی امتیں ہلاک ہوئیں اور اللہ
کے طرف بلانے والے کو قبول کرو اور عطا کرو سائل کو کہ اسمیں
حیات وممات کی بزرگی ہے۔ اور راستی گفتار وادا امانت کو لازم
کرلو اس سے خواص محبت کرینگے اور عوام مین بزرگی ہوگی۔ اور
تم کو وصیت کرتا ہون خیر کی محمدؐ (صلے اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ
وہ قریش مین امین ہے اور عرب مین سچا۔ اور وہی وصایاء مذکورہ
کا جامع ہے اور بالتحقیق ایسا امر لایا ہے جسکو دل قبول کرلئے
اور انکار زبان خوف دشمنی سے ہے۔ خدا کی قسم گویا بالتحقیق مین
دیکھہ رہا ہون کہ اسکی دعوت کو فقراء عرب اور دوسرے اہل
اطراف اور ضعفا نے قبول کرلیا ہے۔ اور اسکے کلمہ کی تصدیق

وعظموا امره فخاض بهم غمرات الموت فصارت رؤساء
قریش وصنادیدها اذنابا ودورها خرابا وضعفاؤها
اربابا واذا اعظمهم علیه احوجهم الیه وابعدهم منه
احظاهم عنده قد محضته العرب ودادها واعطته قیادها
یا معشر قریش کونوا له ولاة ولحزبه حماة وفی روایة
دونکم ابن ابیکم کونوا له ولاة ولحزبه حماة والله لایسلک
احد سبیله الا رشد ولا یاخذ احد بهدیه الا سعد ولو کان
لنفسی مدة ولاجلی تاخیر لکففت عنه الهزاهز ولدفعت عنه

اور امر کی تعظیم کی ہے اور سختیان بھی انپر وارد ہوے اس کے بعد
رؤسا اور صنادید قریش ذلیل اور اون کے مکان خراب ہوگئے
اور ضعفا سردار بن گئے اب اون مین کے بڑے سردار
اوس کے زیادہ تر محتاج ہین اور بہت دور کے اشخاص اوسکے
پاس سرفراز ہین اوس کے ساتھ عرب نے خالص دوستی کی
ہے اور اپنی اختیار کی رسیون کو اوس کے سپرد کر دیا ہے
ای معشر قریش ہو جاؤ تم اوس کے دوست اور اوس کے
لشکر کے حامی خدا کی قسم جو شخص اوس کے طریقہ پر چلیگا رشید
ہوگا اور جو شخص اوسکی ہدایت پر عمل کریگا سعید ہوگا اگر میری

الدواهي وقال لهم مرة لن تزالوا بخير ما سمعتم من محمد
وما اتبعتم امره فاطيعوه ترشدوا فانظروا عتبر كيف وقع
جميع ما قاله من باب الفراسة الصادقة وقد روى ابوطالب
عن النبي صلى الله عليه وسلم احاديث منها ما ذكره الحلبي
في سيرته فقال وروى ابوطالب عن النبي صلى الله عليه
وسلم فقال حدثني محمد ان الله امره بصلة الارحام وان
يعبد الله وحده ولا يعبد معه غيره وقال سمعت ابن

زندگی و فاکرتی تو بیشک مین اوس سے سختیون اور آفتون
کو دفع کرتا۔ اور ایک وقت اسطرح کہا کہ تم محمد سے خیر ہی سنتے
رہے لیکن تابع نہوے پس اوسکی اطاعت کرو فلاح پاؤگے۔
پس نظر کرو اور عبرت لو کہ کس طرح پر وہ تمام امور واقع
ہوگئے جنکو ابوطالب نے سچی فراست سے کہا تہا۔ حلبی نے
اپنی سیر مین بیان کیا کہ روایت کی ابوطالب نے نبی صلی الله
علیہ وسلم سے کچہہ حدیثین تحقیق الله تعالی نے حکم صلہ رحم کے لئے
اور بندگی اسینے کی اور نہ بندگی کرا اپنے ساتھ غیر اور کہا کہ
سنا مین نے کہ بہتیجا میرا کہتا تہا کہ شکر کرو تم رزق
پاؤگے اور کفران نعمت کروگے عذاب پاؤگے۔

اخی یقول اشکر ترزق واکفر تعذب ولما مات ابوطالب
نالت قریش من النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاذی مالم تکن
تطمع فیہ فی حیاۃ ابی طالب حتی ان بعض قریش نثر
التراب علی راسہ الشریف صلی اللہ علیہ وسلم وکان صلی اللہ
علیہ وسلم یقول ما نالت منی قریش شیئا اکرھہ حتی مات
ابوطالب ولما رای قریشا تہجموا علی اذیتہ قال یا عم ما اسرع
ما وجدت بعدک ومات ھو وخدیجۃ فی عام واحد

اور جب ابوطالب نے وفات پائی قریش آمادہ رسالت مآب
صلے اللہ علیہ وسلم کے اذیت پہ ہوے اوسوقت طاقت
نہ تہی اذیت پہونچانے کی۔ بعد موت ابی طالب قریش نے
راس مبارک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈالی۔ اور فرماتے
تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ راغب ہوے قریش کسی
شئے مکروہ پر یہانتک کہ ابوطالب نے وفات پائی۔ اور جب
دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اژدحام قریش کا اپنے
ایذا پر تو فرمایا یَا عَمُّ مَا اَسْرَعَ مَا وَجَدْتُ بَعْدَكَ
اے چچا نہ سرعت کی اوس شئی نے جسکو آپ سے بعد پایا
مین نے۔ اور وفات پائی ابوطالب اور خدیجہ رض نے

فکان صلی اللہ علیہ وسلم یسمی ذلک العام عام الحزن وانما
أطلت الکلام فی ذلک لتعلم محبۃ ابی طالب للنبی صلی اللہ علیہ
وسلم ومحبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لہ وتعلم ایضا ان ما قالہ
الائمۃ الاعلام وہم الامام القرطبی والسبکی والشعرانی والسحیمی
من ان اللہ احیاہ وآمن بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم لہ وجہ
وجیہ ولذلک قال السحیمی وھو الذی اعتقدہ والقی اللہ بہ
واقول ایضا کما قالہ انہ ھو الذی اعتقدہ والقی اللہ بہ

ایک ہی سال مین بس موسوم فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
اوس سال کو عَامُ الحَزَنِ یعنے ملال کا سال اور اس مقدمہ
مین مین نے کلام کو طول نکیا مگر تا کہ معلوم ہو تجھکو کہ ابو طالب
کی محبت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ کسدرجہ پرتھی اور
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو طالب سے محبت کسدرجہ پرتھی
اور بھی تم معلوم کرو اوس شئی کو جو ائمہ نے کہا جن ائمہ سے
امام قرطبی اور سبکی اور شعرانی اور سحیمی ہین کہ تحقیق اللہ تعالی نے
ابو طالب کو زندہ کیا اونہون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان
لائے اسی لئے سحیمی نے کہا کہ یہہ وہی ہے جسکا مجھکو اعتقاد
ہے اور اللہ تعالی سے اسکی القا فرمائی ہے اور مین بھی

وهكذا ينبغي لمن له محبة للنبي صلى الله عليه وسلم وقرابته
فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر فيجب على ولاة الامر
ثبت الله بهم قواعد الدين اجراء التاديب اللازم بما يحصل به
الزجر سدا للذريعة وحسما للخوض في مثل ذلك لما يترتب
عليه من الفتن العظيمة والله تعالى اعلم وصلى الله على
سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وسلم امر برقمه خادم طلبة
العلم بالمسجد الحرام كثير الذنوب والاثام المنتجي

کہتا ہون جسطرح سمیں نے کہا بلا شبہ میرا بھی وہی اعتقاد ہے
اور اللہ تعالیٰ نے بھی اسکی القا فرمائی۔ اور اسیطرح سزاوار
ہے کہ جس نے محبت نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اور انکے
قرابت دارون سے رکھی ہو پس جو چاہے ایمان لاوے
اور جو چاہے کافر ہووے۔ پس حکام پر کہ جن سے جل جلالہ
نے دینی قواعد کو استوار کیا ایسی ضروری سزا کا نافذ کرنا واجب
ہے کہ جس سے مفسدون کی قوت روکنے کے لئے اور اسطرح
کے مقدمہ مین کہ جس سے بڑے بڑے فتنے قایم ہوتے ہین
جرأت کی میٹنے کے لئے زجر حاصل ہو۔ اور اللہ تعالیٰ بڑا جاننے والا
ہے و صلے اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم امن تحریر

من ربه الغفران احمد بن زینی دحلان مفتی الشافعیة بمکة المحمیة غفر الله له ولوالدیه ومشایخه والمسلمین اجمعین آمین۔

مامور ہوا خادم طلبا ء علم مسجد الحرام کثیر الذنوب والاثام امید وار اپنے رب سے بخشش کا احمد بن زینی دحلان مفتی الشافعیہ مکہ محفوظہ کا غفر الله له ولوالدیه ومشایخه والمسلمین اجمعین آمین

قطعہ تاریخ طبع محبوب الرغائب ازجناب مولوی حفیظ الدین صاحب المتخلص بہ یاس

مترجم ذی فراست مولوی عصر نجم الدین
رکہا نام اوسکا محبوب الرغائب واہ کیا کہنا

کیا اردو اونہون نے خوب اسنی المطالب کو
لکہی یون یاس نے تاریخ محبوب الرغائب ہے

سنہ ۱۳۰۱ ہجری

بالخیر

از نتائج افکار جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول ادیب الزمان مولانا سید ابوبکر بن شہاب الدین العلوی الحسینی الحضرمی

یا خاطباً خود رضا المصطفی ۔۔۔ والمرتضی بورکت من خاطب
ای خاطب اور رضامندی مصطفی اور مرتضی سے وہ برکت والا خاطب ہے

ومن اغبانی خالص الود من ۔۔۔ طه ومن لیث بنی غالب
رغبت کرنے والے خلوص محبت سے طه اور شیر بنی غالب کے

ووارد احوض موالاتهم ۔۔۔ یوم یکون الفوز للشارب
وارد ہونے والے حوض اتباع کے اوس روز نجات ہوگی پینے والوں کو اوس حوض سے

لن دائماً عینیه نصبه لهم ۔۔۔ محبهم بالقلب والقالب
ہمیشہ رہو تو دونوں نصرت میں اور اون کی محبت میں قلب و قالب سے

کرر علی السمع احادیثهم ۔۔۔ واستسق من صیبها الساکب
اور حدیث سنتے رہو اون کے مناقب و اخبار اور ان کی برسے بارش کے طالب رہو

ولا تخف من خافض صوته ۔۔۔ بالعذل او من رافع ناصب
مت التفات کرو عیب جویوں کے اقوال پر جو خفیف اور علانیہ کہتے ہیں

وهاک ذا الطرف بانموذج ۔۔۔ یثلج صدر المومن الراغب
ابھی آنکھیں کو اوس نمونہ کے نسخہ سے منور کرو جس مومن کے سینے کو ٹھنڈک ہو

فی ذکر اسلام ابی طالب ۔۔۔ کافل خیر الرسل والحادب
ابوطالب کے ذکر میں جو کفیل خیر الرسل تھا اور مہربان نگہبان

انموذج حاک ابن برادة ۔۔۔ مرهف الف القلم الکاتب
اس لباس کا تالیف کا بننے والا جو اپنے نوک قلم سے بنتا ہے

نزیل برزنج الشریف الذی ۔۔۔ اجلی السنا من فهمه الثاقب
شریف جلیل برزنجی جس کی فہم سے عالم روشن ہوا

جاء بما لم یبق من بعده ۔۔۔ شبهة راض عنه او غاضب
ایسی شئی کو لایا جس میں شبہہ نہ رہا اون لوگ پر جو خواہان اسمیں ہیں یا مخالف

ثم انتقی من دره شیخنا ۔۔۔ دحلان محیی سنة العائب
اس کے بعد چنا اوس ذرر سے شیخ ہمارا جو دحلان ہے محی السنت نے

نفائساً الفق ترتیبها ۔۔۔ قریبة الماخذ للطالب
نادر چیز ان کو بہتر ترتیب سے جو قریب الفہم ہو طالب کے سمجھنے

وقام نجم الدین من بعده ۔۔۔ فی الهند للاسلام بالواجب
اسکے بعد کھڑا ہوا ہمارے نجم الدین ہند میں واجبات اسلام سے

فترجم المعنی بالفاظهم ۔۔۔ حتی انثنی وشیها بالعجب
پس ترجمہ کیا زبان اردو میں تا کہ یہ مقدمہ عام لوگ پر مخفی نہ رہے

واصبحت عند عبارتها ۔۔۔ تنقاد بالطبع الی الجاذب
اسکے عبارت ایسی مزین ہے جو تسکین دیتی ہے جاذب طبع کو

وتمم الذیل لتکثیرها ۔۔۔ ونشرها فی ذلک الجانب

ومقتضی موضوعہ قداتی تاریخ عام الطبع للحاسب

تاریخ سال طبع کو شمار کرنے کے لئے اس کتاب کی موضوعیت مقتضی ہے

طاب کتاب بین الفصل عن صریح اسلام ابی طالب

۱۲ ۴۲۳ ۶۲ ۲۳۱ ۹۰ سنہ ۱۳۱۳ ۳۰۸ ۱۳۲ ۱۳ ۴۲

کتاب مقبول الیسی جو تصفیہ کی صراحت اسلام ابن ابو طالب کے *

قطعہ تاریخ از نتایج افکار شیرین مقال از حکیم یعقوب حسین صاحب مدراسی

چو اسنی المطالب ترجمہ کرد　　محقق نجم دین پاکیزہ آئین

بجوق صدق تحریرش کہ ہاتف　　سنش گفتہ درخشان انجم دین

سنہ ۱۳۱۳

اغلاط اسنی المطالب فی نجات ابی طالب

صفحہ	سطر	غلط	صواب	صفحہ	سطر	غلط	صواب
۱	۵	دخلان	دحلان	۵۷	۱	والبشر بذالک	والبشر لذالک
۹	۶	نجات	نجاۃ	۶۰	۵	حدیث	حدیث
۱۱	۴	ونیقا والاکام	ونیقا ولاکام	۶۲	۶	وسلم در	وسلم للہ در
۱۴	۳	صدرہ	صدراً	۶۷	۶	الکافی النجاۃ	الکافی فی النجاۃ
۱۸	۲	جزاً	جزءاً	؍؍	؍؍	امتنا	امتنا
۲۵	۴	جعل لک	جعل ذلک	۶۹	۵	فاحیرجبۃ	فاخرجتہ
۳۷	۱	وکان اللہ	وکان واللہ	۷۷	۵	الام	الامام
[illegible]	۵	فرطت	فرضت	۸۶	۳	فلا	فلما
۴۰	۸	قالت لان	قالت لئن	۹۴	۴	استجیبو	ستجیبو
۴۲	۷	الذین	الدین	۹۹	۵	عزیقین	عریقین
۵۳	۴	دقف	دوقف	؍؍	۵	فی المفاخرۃ	فی المفاخر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
109	3	قرآن	القرآن	156	3	الذین	الدین
111	5	این	واین	167	3	اللہ	للہ
120	2	عمر	عمرو	168	7	بالزفاق	بالزقاق المشہور
123	5	وقرن	ودقرن	169	2	طرق	طریق
124	4	ضمن قلبہ	فی من فی قلبہ	170	2	تم	تمم
132	3	المسلمون	مسلمون	179	1	ہو	وہو
136	2	تختار	تختار	180	9	مشیراً الی ہذہ القصۃ وان النبی	مشیراً الی ما حصل الکدر من الالم والفراق واشاعتہ الی
147	5	ماندۃ	مائدۃ	187	1	باربعۃ	بخمسۃ
〃	〃	الطیر	للطیر	217	4	لامر	الامر
〃	6	رابۃ شبیہ المحمد	رابۃ شبیہ تقبیل الشبیہ المحمد	220	5	طل	ظل
150	7	وہو	ہو	226	6	حسیث	حدیث
152	7	حاشیۃ	حاشیتہ	228	2	والمات	والممات
156	3	اولا	ولا				

اغلاط محبوب الرغائب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
2	2	ملیکہ	ملیکۂ	22	14	انہی	انہیں	37	11	البقیس	البوقبیس
〃	〃	فی خفقہ	فی خفقہم	23	9	قبول کرلے	قبول کرے	39	13	عصمۃ	عصبۃ
12	9	صدرہ	صدأ	30	8	قسم	قسم	〃	〃	الصلاک	الصُّلاک
15	17	کرتی	کرتی	30	15	تشنگی کیا	تشنگی کی کیا	43	12	بحام الحزن	بعام الحزن
190	13	کافی	کافی	31	15	عمی	عمی	50	14	واستغل	واستقل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۳	۱۷	اونبی صلی اللہ	اونبیہ تمام نبی	۱۲۱	۱۳	ان استغفروا	ان لیستغفروا	۲۰۷	۹	شہاب	شرح شہاب
۵۶	۱۰	لیتحلہ	لیجلہ	۱۲۲	۱۷	حدیث	حدیث	۲۰۷	۱۵	لیسعون	لیسعو[illegible]
۵۷	۹	حتی اوسد	حتی اوسد	۱۲۸	۱۱	اونکو	اوسکو	״	״	ان یتقنکو	ان یتقنعو
۵۹	۷	لوجہہ	لوجبہ	״	״	مطابق روایت	مطابق معنے روایت	״	״	اوصیلو	اوصلیہ
۶۰	۹	لعمری	لعمری	۱۳۱	۱۴	کلمۃ فی عقبہ	کلمۃ باقیۃ فی عقبہ	״	״	جلیم	[illegible]
״	״	واجبۃ	واجبۃ	۱۳۴	۹	تختار	تحتار	۲۱۱	۱۵	لیریک الی مالا یریک	لیریک الی مالا یریک
۶۱	۱۲	گردہ مین	گردہ مین ہے	۱۴۰	۱۴	لاحم	لاعثم	۲۱۳	۸	کام	کلام
״	۱۳	حدیث کو	حدیث	۱۴۸	۱۷	مروی ہواہے	مروی ہے	۲۱۸	۹	عضاضۃ	عضاضۃ
۶۳	۱۲	لیقرلیش	لقریش	۱۵۵	۹	زندون بجید	زندونکو بجیدہ	۲۱۹	۷	عنہما	عنہما
۶۹	۷	اور ایک لیجہ	اور ایک روپیہ ہے	۱۸۰	۱۶	سلک	مسلک	۲۲۰	۸	فرع	نزع
۷۷	۱۵	اور تخفیف غذا ہی اشعر ہے	اور تخفیف غذا بھی تخفیف شعر ہے	۱۸۵	۱۱	سنفیا	سنقیا	״	۹	جعلنا	جعل لنا
۸۲	۱۴	بہا	رہا	۱۸۶	۱۴	الفردوس	الفردوس	۲۲۱	۱۱	ابراہیم او	ابراہیم اور اولاد
۹۹	۱۶	ڈوبے	قدیم ڈوبے	۱۸۸	۸	پلتنے	پلٹتے	״	۵	حویلدنی	خویلد کیلئے
۱۰۴	۱۷	اسی لی	اسی کیطرف	۱۸۹	۱۲	اولالاد	اولادبلاد	۲۲۵	۱۲	تبیرکمان	تبیر و کمان
״	״	المطلب عبد وعلت	المطلب ہے علت عبد	۱۹۵	۱۶	ماخاب	ماخابت	۲۲۸	۱۴	اگر بہائی گر ہے	[illegible]
۱۰۹	۱۶	اونمیرو	اونیر کے	۲۰۱	۵	ایمان جادی	ایمان جاوے	״	۱۷	امرضعفا	او ضعفا
۱۱۵	۱۱	اپنی چچی	اپنی چچی کی مغفرت	۲۰۲	۱۵	تسے جسکو قرابت	تسے جسکو قرابت	۲۳۰	۱۴	حکم صلی	[illegible]
۱۱۹	۱۵	مردکا نام	[illegible]	״	۱۷	آعند	آعند	[illegible]	۱۵	[illegible]	[illegible]